سلسلہ ثانی چھٹی جلد

فسانۂ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس







پبلشر
لال برادرس

مترجم
تیرتھ رام فیروزپوری

۷ پارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

سلسلہ ثانی　　　　　　　　　　　　چھٹی جلد

فسانہ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۱ء

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا

اشاعت ثانی　　　　قیمت ۱۲ آنہ

تنقیح

فہرست مطالب

سلسلۂ ثانی

فسانۂ لندن

چھٹی جلد

باب ۶۰ سر کرسٹوفر اور لیڈی بلنٹ

ہماری داستان کا نظارہ اب سر کرسٹوفر بلنٹ کے مکان واقع جرمن سٹریٹ میں منتقل ہوتا ہے۔

واقعات مذکورہ کے دوسرے دن صبح کا وقت تھا۔ اور سر کرسٹوفر اور ان کی لیڈی صبح کے دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ میز پر کئی طرح کی کھانے کی چیزیں رکھی تھیں۔ کیونکہ لیڈی بلنٹ گو خر ایک کنیز تھی۔ نفیس کھانوں کی بہت شایق تھی۔ وہ دسترخوان پر ہر قسم کی خوراک کا غیر معمولی مقدار میں مہیا ہونا فیشن میں داخل سمجھتی تھی۔

لیڈی بلنٹ نے اس وقت غیر معمولی بناؤ چناؤ کر رکھا تھا۔ سبز رنگ کی گون کے سامنے حصہ پر ارغوانی قوس و قزح کی جھلک نمودار تھی۔ ٹوپی پر ارغوانی رنگ کے ہی فیتے لگے ہوئے تھے۔ اور پاؤں پر بھی سرخ سلیپر تھے۔ شاید یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ طعام کی میز کے قریب فراخ آرام کرسی پر اطمینان کے ساتھ لیٹے اور اپنے پاؤں چوکی پر رکھے لیڈی بلنٹ لال پری نظر آتی تھی۔

کوئی اجنبی اسے اس انداز معشوقانہ سے بیٹھے دیکھتا تو سمجھتا ایسی حسین اور نازک اندام لیڈی صبح کے کھانے پر ذرا سے ٹوسٹ یا نصف بسکٹ سے زیادہ کیا کھا سکتی ہے۔ نہیں

وہ بہت پیٹو تھی۔ اسباب بھی میز پر رکھے ہوئے ہر ایک قاب سے بڑی مقدار چٹ کر چکی تھی۔

سر کرسٹوفر اس کے بالمقابل ماہی بے آب کی طرح مضطرب نظر آتا تھا۔ اپنی عزیز بیوی کے پاس خاطر یا یوں کہنا چاہیئے کہ ہر وقت کے جھگڑے تکرار کو رفع کرنے کے لئے اس نے بیگم کے خاص احکام کے مطابق ایک ہلکی نیلی ڈریسنگ گون پہننا منظور کر لیا تھا جس میں سنہری رنگ کا بھاری پھندنے دار کمر بند تھا۔ ایک تیز سرخ رنگ کی پتلون۔ ولندیزیوں کے پاجامے کی طرح کھلی اور ڈھیلی اور سر پر ایک لمبی دم دار ارغوانی ریشمی ٹوپی بائیں کان کی طرف جھکی ہوئی اس لباس میں سر کرسٹوفر کی صورت ایسی نظر آتی تھی جیسے کوئی شخص نقابی رقص کے جلسہ میں کسی لباس پہن کر شریک ہوا ہو۔

سر کرسٹوفر بہت نرم لہجہ میں گویا ڈرتا تھا کہ میری زبان سے ذرا تیز کلمہ نکلا۔ تو ضرور کان پر تھپڑ رسید ہوگا۔ کہنے لگا "جان من حکم دو۔ تو اس بھنے ہوئے گوشت کا ذرا سا ٹکڑا پیش کروں"

لیڈی بلنٹ تند لہجہ میں بولی "اے واہ! بڑا نفیس گوشت لیکر آئے۔ رہنے دو میں اسے پسند نہیں کرتی۔ ناحق اصرار نہ کرو"

"میری جان۔۔ میری پیاری۔۔" نائٹ نے ملائمت کے لہجہ میں رکتے رکتے کہا۔ "ابھی تو۔۔۔"

لیڈی نے خشمگین ہو کر کہا "آخر اس فقرہ کو ختم بھی کرو گے؟"

سر کرسٹوفر جرأت سے بولا "جان من میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تم نے ابھی ابھی اس گوشت سے چند نوالے لئے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ تم اسے ضرور پسند کرتی ہو"

حضرت نے یہ الفاظ تو کہہ دیے مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ خود حیرت میں ہیں مجھ سے ایسی دلیری کا اظہار کیونکر ہوا۔

"چند نوالے!" بیگم صاحب نے اپنا چہرہ اتنا سرخ کر کے جتنا اُن کے شوہر کے ازار بند کا رنگ تھا۔ کہا "تو فرض کرو میں نے چھ یا سات لقمے کھا لئے۔ تو تم اس پر حرف گیری کرنے والے کون ہو؟"

"جان من بھلا میں۔۔"

"ہاں ہاں تم! بتاؤ۔ تم اعتراض کرنے کا کیا حق رکھتے ہو؟" لیڈی بلنٹ نے دھمکی کا لہجہ اختیار کر کے کہا۔

اب ہمارا قابل قدر نائیٹ بھیگی بلی کی طرح ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غریب ڈرتا ہے اب ایک ہی دو منٹ میں مزاج پرسی ہونے لگے گی۔ آخر جرأت کر کے بولا "میری جان بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری بھوک کافی تیز ہے۔"

لیڈی بلنٹ تیز لہجہ میں کہنے لگی "سر کرسٹوفر تم جھوٹ بکتے ہو۔ میری بھوک بالکل زائل ہو چکی ہے۔ بھلا کسی نے تین چار نوالے گوشت کے لے لئے۔ ذرا سا سنبوسہ کھا لیا۔ مفلوک جوزہ مرغ چبایا۔ اور چند کباب چکھے۔ تو اس سے کیا سیری ہوتی ہے؟"

سر کرسٹوفر نے نرمی سے عرض کیا "میری جان ان کے سوا دو انڈے بھی تو تھے۔"

بیگم کہنے لگی "ہاں دو ذرا ذرا سی انڈیاں۔ مگر کیا یہ چیزیں سیر کرنے کو کافی ہیں؟ جن دنوں میں لیڈی ہیٹ فیلڈ کے ہاں رہا کرتی تھی۔ تو میں دو ڈبل روٹیاں مکھن سمیت ثابت کھا جاتی تھی۔"

سر کرسٹوفر پیار کے لہجہ میں کہنے لگا "میری پیاری اب تو تم لیڈی ہیٹ فیلڈ کے ہاں نہیں ہو۔ اب تم اس کی حفاظت میں ہو۔ جو تمہارا پرستار ہے۔ جس نے تمہیں اپنے نام میں شریک کیا ... اور ایسا نام کہ میں بلا اظہار فخر کہہ سکتا ہوں۔ اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ صرف اس موقعہ پر جب میں غلطی سے پورٹ سوکن کے عہدہ کا امیدوار بنا ..."

لیڈی بلنٹ اس انداز سے گویا وہ اپنی بات منوانے کی عادی ہو۔ بولی "سر کرسٹوفر ان حکایات کو جانے دو۔ جنہیں تم ہر گھڑی لے بیٹھتے ہو۔ میں آلڈرمین کا لفظ کانوں سے سننا گوارا نہیں کرتی۔ کیونکہ ایک بار جب میں شہر میں ایک لیڈی کے ہاں رہا کرتی تھی۔ اور اس کے چاندی کے چمچے گم ہو گئے تھے۔ تو اس نے معاملہ کو گلڈ ہال کے آلڈرمین تک پہنچایا ..."

سر کرسٹوفر قطع کلام کر کے کہنے لگا "جان من تم اس بات کو بھول جاتی ہو۔ کہ تم اب لیڈی بلنٹ ہو۔ مگر جانے دو۔ اس ناگوار مضمون کو ترک کر دو۔"

وہ بولی۔ "بے شک مضمون ترک کرنے ہی کے قابل ہے۔ میں بتاتی ہوں۔ اب ہمیں کیا ذکر کرنا چاہیے۔"

"ہاں میری سب سے پیاری۔ بھلا وہ ذکر کیا ہے؟"

"ایں! تم نے سب سے پیاری کہا تھا" لیڈی بلنٹ چیخ کر کہنے لگی "تو کیا تمہارا اور بھی کسی سے پیار ہے؟ سر کرسٹوفر کیا ایسی باتیں سننے کے لئے ہی میں نے سب کچھ چھوڑ کر تم سے

شادی کی تھی؟ شرم نہیں آتی۔ کہ تم میرے ایثار کی یہی قدر کرتے ہو۔"
سر کرسٹوفر نے ملائمت کے لہجہ میں کہا۔ "میری جان ہیں اور کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب میں نے تم سے لیڈی بلنٹ بننے کی درخواست کی۔ تو اس کے لئے تمہیں کسی خاص ایثار کی ضرورت تو پیش نہ آئی تھی۔"
وہ کہنے لگی "واہ! یہ سمجھتے ہو۔ کہ میں نے ایک اعلیٰ ملازمت کو ترک کرنے میں کچھ کم ایثار سے کام لیا تھا؟ چوبیس پونڈ سالانہ تنخواہ کے ملتے تھے۔ اور پھر ممکن تھا کہ میری شادی کسی ڈیوک یا شہزادے سے ہو جاتی۔"
سر کرسٹوفر دل میں کہنے لگا۔ "کاش تم اس ڈیوک یا شہزادے کو چھوڑ کر میرے حصے میں نہ آتیں۔ کیونکہ اس ڈیوک یا شہزادے کی حالت بھی ہرگز قابل رشک نہ ہوتی۔" مگر ظاہر میں اس نے کہا۔ "خیر میری جان اس جھگڑے کو طے کر دو۔"
"سر کرسٹوفر" جھگڑالو عورت نے اپنے سر کو نخوت آمیز طریق پر ہلا کر کہا۔ "میں خود کسی لفظی تکرار کو پسند نہیں کرتی۔ میں ذکر کیے اور کرنے کو تھی۔ کہ تم نے ناحق ایک گستاخانہ کلمہ کہہ کر مجھے آزردہ کر دیا۔ ذکر یہ تھا۔ کہ میں اس گوشت۔ چوزے اور کبابوں کو بالکل پسند نہیں کرتی انہیں دیکھ کر تو میری بھوک زائل ہو گئی ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ آئندہ میز پر اس سے بہتر چیزیں رکھی جائیں۔ سر کرسٹوفر ذرا گھنٹی تو بجاؤ۔"
"میری پیاری چارلٹ . . ."
"سر کرسٹوفر میں حکم دیتی ہوں۔ تم گھنٹی بجاؤ۔" لیڈی نے اپنے شوہر کی طرف قہر آلود نظر سے دیکھ کر کہا۔
ناچار اس غریب کو گھنٹی بجانی پڑی۔ اس نے ایک سرد آہ کھینچ کر لیا کیا۔ اور گھنٹی کی آواز سن کر نوکر حاضر ہوا۔
اس سے مخاطب ہو کر لیڈی بلنٹ نے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔ "جان"
"جی حضور۔"
"مسٹر بوڈکن سے کہہ دو۔ فوراً یہاں حاضر ہو۔" بدمزاج عورت نے شان رعنائی سے کہا۔
"بہت اچھا حضور" اور اتنا کہہ کر نوکر کمرے سے چلا گیا۔ وہ دل میں شکر گذار تھا کہ

بیگم صاحب کا قہر مجھ پر نازل نہیں ہوا۔

تھوڑی دیر میں مسز بوڈکن کمرہ میں داخل ہوئی۔ یہ ادھیڑ عمر کی موٹی تازی عورت تھی اور سر کرسٹوفر کے ہاں بڑی خادمہ کا فرض سرانجام دیتی تھی۔

لیڈی بلنٹ نے اپنے خوشنما چہرہ کو بگاڑ کر نہایت خوفناک بنالیا۔ اور تحکمانہ لہجہ میں بولی "مسز بوڈکن۔"

"بیگم صاحب۔"

"یہ گوشت جو تم نے تیار کیا ہے بالکل فضول ہے۔"

"جی۔"

"اور یہ جوزۂ مرغ ایسا ہے کہ دیکھنے سے نفرت آتی ہے۔"

"اچھا۔"

"اور انڈے تو بالکل ہی لغو تھے۔"

"آپ سچ مچ ایسا کہتی ہیں؟"

لیڈی بلنٹ کہنے لگی "تو کیا میں مذاق کر رہی ہوں۔ دیکھو مسز بوڈکن میں تمہیں صاف لفظوں میں بتا دیتی ہوں۔ میں کھانے کی چیزوں کا خراب کیا جانا پسند نہیں کرتی۔ اگر تمہیں بازار سے اچھی نہیں ملتیں۔ تو کوئی اور دوکاندار تلاش کر لو۔"

مسز بوڈکن یہ سمجھتی تھی۔ کہ میں نے ان چیزوں کو خاص محنت اور جانفشانی سے تیار کیا ہے۔ اسے ان کی نفاست اور لذت پر ناز تھا۔ اس لئے یہ اعتراضات سن کر اسے سخت حیرت ہوئی۔ کہنے لگی "بیگم صاحب مسٹر سگنز جس کے ہاں سے میں خوراک کی چیزیں منگاتی ہوں رئیس گھرانوں کو سامان مہیا کرتا ہے۔"

مالکہ مکان نے پہلے مسز بوڈکن اور پھر سر کرسٹوفر کی طرف قہر آلود نظر سے دیکھ کر کہا "بلا سے۔ اگر وہ نام نہاد رؤسا مسٹر سگنز کی فضول چیزیں کھا سکتے ہیں۔ تو مجھے پروا نہیں ایسا برا کھانا لیڈی بلنٹ بہرحال نہیں کھا سکتی۔"

تھوڑی دیر کے لئے ایک خوفناک وقفہ حائل رہا۔ مسز بوڈکن اتنی حیرت زدہ تھی۔ کہ نہیں جانتی تھی۔ میں سر کے بل کھڑی ہوں یا پاؤں پر۔ سر کرسٹوفر اسقدر مرعوب تھا۔ کہ اسکی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ جو کچھ میں سن رہا ہوں صحیح ہے یا غلط۔ اور لیڈی بلنٹ دونوں

کی طرف فاتحانہ انداز سے دیکھ رہی تھی ۔

آخر سر کرسٹوفر نے ہی جرأت کر کے رُکتے رُکتے کہا "لیکن ... میری جان ... میری پیاری یقیناً تم یہ نہیں چاہتی ہو ... میرا مطلب یہ ہے تم ایسا نہیں کر سکتی ہو ... میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک مضبوط قوت فیصلہ رکھنے والی ..."

"قوت فیصلہ گئی جہنم میں" لیڈی بلنٹ نفرت سے قطع کلام کر کے بولی "میں جانتی ہوں میں کیا کہہ رہی ہوں ۔ اور مسز بوڈکن دیکھو ۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں ۔ آئندہ اس شخص کے ہاں سے کوئی سودا نہ آئے ۔ اگر تم اس سے بہتر چیز نہیں لا سکتی ہو ۔ تو آج ہی اپنا بوریا بستر باندھ لو ۔ اور رخصت کی ٹھانو"

مسز بوڈکن بڑی کفایت شعار عورت تھی ۔ اور اس نے عرصہ دراز کی ملازمت میں اپنی عمر کے لئے گذارے لائق سرمایہ جمع کر لیا تھا ۔ ان حالات میں وہ لیڈی بلنٹ کے جابرانہ سلوک کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھی ۔ کہنے لگی "میڈم اگر رخصت ہی کا سوال ہے تو جس قدر جلد مجھے اجازت دی جائے ۔ میں رخصت ہو جاؤں گی ۔ اگر آپ کا میرے کام پر اطمینان نہیں ۔ تو میرا یہاں رہنا بیکار ہے ۔ میں آج ہی استعفےٰ پیش کرتی ہوں"

"استعفےٰ" لیڈی بلنٹ نے لال بھبوکا ہو کر کہا ۔

خادمہ کہنے لگی "ہاں میڈم استعفےٰ یہی صحیح لفظ ہے ۔ گو یہ ممکن ہے ۔ آپ نے اسے اچھی طرح سمجھا نہ ہو ۔ کیونکہ آپ خیر سے کھوڑ ہیں ۔ یہی دونوں باتیں حماقت کی ماری ہوئی ہیں"

"بدبخت! نا شدنی!" لیڈی بلنٹ نے چیخ کر کہا ۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا ۔ کہ اس پر مارے جوش کے صرع کا دورہ طاری ہونے والا ہے "سر کرسٹوفر تمہیں ذرا شرم نہیں آتی ۔ کیوں اُلو کی طرح گھور رہے ہو ۔ اور ایک کنیز مجھ سے اس قسم کا گستاخانہ سلوک کرتی ہے ۔ میں حکم دیتی ہوں ۔ اسے ابھی گردن سے پکڑ کر نکال دو"

اب خود مسز بوڈکن کو بھی غصہ آ گیا تھا ۔ کہنے لگی "گردن سے پکڑنے کی کیا حاجت ہے اور مجھے گردن سے پکڑ بھی کون سکتا ہے ۔ میں گیارہ سال سے سر کرسٹوفر کے ہاں ملازم ہوں اور جانتی ہوں وہ اتنے شریف ہیں کہ ایک وفادار خادمہ پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے البتہ میڈم اتنی رذیل ہو ۔ کہ تمہارے ہاں میرا ایک دن بھی گذارا ہونا مشکل ہے ۔ تم چاہو ۔ یا نہ چاہو ۔ میں تمہارے ہاں نہیں رہ سکتی"

اٹھا کہ کر مسز بوڈکن اکڑتی ہوئی کمرہ سے نکل گئی اور جاتے وقت دروازہ بھی کھلا ہی رہنے دیا۔ "سر کرسٹوفر" لیڈی ملبنٹ نے آنسو بہاتے ہوئے کہا "مخفی نہ رہے کہ یہ آنسو شرم کے نہیں غصہ کے تھے۔

"ہاں میری جان" سر کرسٹوفر نے اس نظارہ سے اتنا خائف ہو کر گویا بیہوش ہونے کے قریب ہو۔ بڑی عاجزی سے کہا۔

"سر کرسٹوفر۔ تم جاہل ہو ... تم وحشی ہو! ... تم بے رحم ہو!" امراء کی بہتیری بیوی بدستور روتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری پیاری ... میری جان!" سر کرسٹوفر نے رکتے رکتے جواب دیا "تم جانتی ہو مقصود میرا نہیں تھا جو کچھ ہوا وہ تمہارے اپنے ہی جوش کا نتیجہ تھا!"

"میرے جوش کا!" چارلٹ نے زور سے چلا کر کہا اور اب وہ اپنے غصہ کو ضبط نہ کر کے سر کرسٹوفر پر ٹوٹ پڑی آن واحد میں اس نے اُس کے رخساروں کو نوچ ڈالا۔

"لیڈی ملبنٹ!" بدنصیب شخص نے اپنے آپ کو اُس کے جوش اور قہر سے بچانے کی جدوجہد کرتے ہوئے کہا۔

اتنے میں چارلٹ اپنی حرکت سے رنجیدہ اور شرمسار ہو کر پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی تھی اگرچہ اس کی خصلت اتنی کمینہ تھی کہ اُسے اس پر زیادہ پشیمانی محسوس نہ ہوئی۔ کہنے لگی "میں امید کرتی ہوں۔ یہ سبق تمہارے لئے موثر ثابت ہوگا!"

سر کرسٹوفر نے اپنی جیب سے سفید ریشمی رومال نکال کر چہرہ کا خون پونچھا۔ مگر دل اتنا بھرا ہوا تھا کہ منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا اُس کے ساتھ جو ذلت آمیز سلوک ہوا وہ اسے بہت محسوس کرتا تھا۔ لیکن بے بس اور معذور تھا۔

اب یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے خاموش بیٹھے تھے اور نہ معلوم خاموشی کا یہ وقفہ کس قدر ناگوار ثابت ہوتا۔ مگر عین اس وقت صدر دروازہ پر کسی کے بہت زور سے دستک دینے کی آواز سنائی دی۔ اس زور سے کہ نہ صرف وہ مکان بلکہ آدھا جرمن سٹریٹ اس آواز سے گونج اُٹھا۔

چند منٹ کے عرصہ میں خادم نے اندر داخل ہو کر کہا "ایک صاحب جو نشستگاہ میں بیٹھے ہیں نہایت ضروری کام پر فوراً ہی آپ سے ملنا چاہتے ہیں"۔ یہ کہتے ہوئے اُس نے میز پر ایک

ملاقاتی کارڈ رکھا جس پر کپتان او ملنڈ ربس کا نام لکھا ہوا تھا۔

سر کرسٹو فر کہنے لگا "جان۔ ان سے کہدو میں ابھی آتا ہوں"

نوکر آداب بجالایا اور چلا گیا۔

لیڈی ملنٹ اسی نخوت آمیز لہجہ میں کہنے لگی" اسے جانتے ہو کون ہے؟"

سر کرسٹو فر نے پہلے سے بہت زیادہ حلیمانہ انداز سے جواب دیا" نہیں۔ میں تو نہیں جانتا"

لیڈی ملنٹ کہنے لگی" سر کرسٹو فر غصہ کو تھوک دو۔ میں کسی کی ناراضگی برداشت نہیں کرسکتی۔ تم نے جو بے جا حرکت کی تھی اس کے لئے تمہیں از خود پشیمانی محسوس ہو رہی ہوگی اس لئے میں تمہیں تہ دل سے معاف کرتی ہوں۔ اس کے ثبوت میں آؤ۔ میں تمہارے چہرہ کے زخموں پر مرہم کا پلاسٹر لگا دوں"

یہ کہتے ہوئے بیگم صاحب اپنے ناخنوں کو اس انداز سے دیکھنے لگیں کہ معلوم ہوتا تھا ایک اور وار کی تیاری کر رہی ہیں۔ بدنصیب شوہر نے اس غلطی کے لئے جو حقیقت میں اس سے سرزد نہ ہوئی تھی معافی مانگی اور چارلٹ نے وہ معافی دی جو حقیقت میں اسے طلب کرنی چاہیے تھی۔

چند منٹ مصنوعی پیار اور بوس وکنار کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر یہ نقل ختم ہوئی۔ تو بیگم صاحب نے اپنے زن مرید شوہر کے رخساروں پر حسب وعدہ مرہم لگا دی۔

سر کرسٹو فر نے آتشدان پر رکھے ہوئے آئینہ میں صورت دیکھی۔ پلاسٹر لگا ہوا چہرہ اس وقت اتنا بدنما معلوم ہوتا تھا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ کچھ تو پہلے ہی صورت پر نور برستا تھا اب لیڈی ملنٹ کے لگائے ہوئے پلاسٹر نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ اس پر سر کرسٹو فر کی ٹھگنی پوشاک نے ان کی صورت اتنی مضحکہ خیز بنا رکھی تھی کہ جس وقت حضرت نشستگاہ کی طرف چلے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جہنم واصل ہونے جا رہے ہیں۔

باب ۱۶　　کپتان اوبلنڈربس

کپتان اوبلنڈربس آئرش نسل کے کوئی صاحب تھے۔ اور ان کا اپنا بیان یہ تھا کہ

زمرد کی جزائر میں بہت سی وسیع جائداد ہے۔ لیکن چونکہ خود کپتان صاحب اپنے دوستوں سے وقتاً فوقتاً ایک ایک دو دو پونڈ قرضہ کے طلبگار رہتے تھے اس لئے کم و بیش اُس حلقہ احباب سے یہ حقیقت مخفی نہ تھی کہ آپ کی جائداد کی آمدنی مسلسل وصول نہیں ہوتی خصوصاً اس لئے کہ اگر کبھی کپتان صاحب کو کسی دوست سے پورا ایک پونڈ نہ مل سکے تو نصف کراؤن یا ڈیڑھ شلنگ تک قرض لینے میں بھی تامل نہ کرتے تھے۔ مگر اس کے باوجود جب کبھی آپ اپنی وسیع اراضی کا ذکر کرتے ہوں تو حاضرین میں کسی کو انکار یا شبہ کی مجال نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ کپتان صاحب بڑے جرار اور لڑاکے تھے نیز ذرا ذرا سی بات پر ڈوئل لڑنے کو آمادہ ہونا ان کی عادت میں داخل تھا۔ چنانچہ مشہور تھا کہ ۳۰ ڈوئل وہ خود لڑ چکے اور ۲۹ ڈوئل ایسے تھے جن میں وہ فریقین میں سے ایک کے مددگار رہے۔

عمر ان کی ۵۰ سال کے قریب اور چہرہ بہت غضبناک تھا۔ چندیا بالکل گنجی۔ لیکن کنپٹیوں کے قریب اور کانوں کے سامنے سُرخ رنگ کے بالوں کے گچھے نمودار تھے۔ اسی رنگ کے بڑے بڑے گلمچھے تھے اور مونچھوں کا خوفناک جوڑا آگ کی طرح سُرخ بالائی ہونٹ پر عقرب دم ایستادہ کی طرح نظر آتا تھا۔

کپتان صاحب کا قد لمبا۔ بدن اکہرا۔ لیکن ساخت نہایت مضبوط تھی۔ ہمیشہ اکڑ اکڑ کر چلتے تھے اور اُن کا فوجی کوٹ پولینڈ والوں کے فیشن کا تھا یعنی اُس پر فیتے لگے ہوئے تھے۔ خاکستری پتلون پر بھی آڑی سُرخ دھاریاں موجود تھیں۔ شکل و صورت سے واقعی کپتان معلوم ہوتے تھے اور اسی لقب سے لوگ انہیں مخاطب کرتے تھے۔ لیکن یہ بات کہ انہوں نے اپنی فوجی خدمات کہاں سرانجام دیں۔ عوام سے اسی طرح پوشیدہ تھی جیسے اُن کی وسیع اراضی کی حقیقت دونوں باتیں ایک ناقابل حل راز تھیں اور کسی کو اس عقدہ کے حل کرنے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ اُن کا تعلق کس رجمنٹ سے رہا اور اپنے طور پر وہ یہ کہہ چھوڑتے تھے کہ اب میں ڈیوٹی پر نہیں ہوں میں یہی بیان کافی سمجھا جاتا تھا۔

لیکن ایک راست گو وقائع نویس کی حیثیت میں ہمارے لئے یہ بیان کرنا لازمی ہے کہ بعض حلقوں میں ... خدا معلوم بدگوئی کی نیت یا کسی اور غرض سے ... لوگ بے تکلفی سے کہا کرتے تھے کہ کپتان اوبلینڈرس کا کبھی کسی فوج سے تعلق نہیں رہا اور اُن کا یہ خوفناک نام بھی فرضی ہے۔ اُن کے پس پشت لوگ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اُن کی جائداد کا وجود محض خیالی ہے اور بعض تو اس قدر جسارت کا اظہار کرتے کہ کہا کرتے تھے یہ شخص کسی زمانہ میں ڈبلن کا

گالربان تھا اور اس کا اصلی نام ٹیڈی اوفلیہرٹی تھا۔ ہم نے یہ باتیں محض اس لئے درج کی ہیں کہ معاملہ کا ہر ایک پہلو ناظرین کے سامنے آجائے۔ اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ بدگوئی کی عادت بھی دنیا میں عام طور سے پائی جاتی ہے۔

جو کچھ بھی ہو اس میں کلام نہیں کہ کپتان اوبلینڈرس لندن میں خاص اہمیت کے آدمی سمجھے جاتے تھے باغ سے گذرتے تو سیر کرنے والے مزدور انہیں سلام کرتے تھے۔ ہائڈ سٹریٹ کے بانکے اُن سے مصافحہ کرنا موجب فخر سمجھتے تھے اور ورم وڈ سکربس ومبلڈن کامن یا بیٹرسی فیلڈس کے میدانوں میں جب کبھی کوئی ڈوئل ہو آپ کو بحیثیت نائب ضرور مقرر کیا جاتا تھا۔

یہی وہ صاحب تھے جو نشستگاہ میں اس وقت بڑے خوفناک انداز سے کھڑے تھے کہ سر کرسٹو فر بلنٹ اندر داخل ہوا۔

اسے آتا دیکھ کر کپتان صاحب نے مونچھوں کو بل دینا چھوڑ دیا اور دیر تک سر کرسٹو فر کی نیم مضحکہ خیز نیم افسردہ صورت کو جو ایسی تھی کہ اس پر ہر شخص کی نظر اٹھتی یقینی تھی گھور کر دیکھتے رہے۔

آخر یہ معائنہ ختم ہوا۔ تو کپتان صاحب نے زوردار آئرش لہجہ میں غضبناک طریق پر کہا "سر کرسٹو فر میں آپ کو میرا کارڈ مل گیا"

"جی ہاں۔ ایک کارڈ مجھے کپتان اوبلینڈرس کی طرف سے موصول ہوا ہے" سر کرسٹو فر نے جواب دیا۔ وہ اس وقت حیران تھا کہ اس عجیب و غریب ملاقاتی ہی کو کپتان سمجھے یا کوئی اور۔

"اور یقیناً میں ہی کپتان اوبلینڈرس ہوں" فوجی افسر نے بدستور مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا "میں اپنے دوست کپتان سورعانت کی طرف سے آیا ہوں۔ جو بڑے عزت دار آدمی ہیں" یہ کہتے ہوئے کپتان نے بدنصیب سر کرسٹو فر کی طرف خشمگیں نظر سے دیکھا جس کا مطلب شاید یہ تھا کہ خبردار اس بارہ میں اظہار شک نہ ہو۔

غریب بانٹ پہلے تو پہلے ہی بیوی کی مار سے دہشت زدہ تھا۔ اس خشم آلود نگاہ سے اور بھی زیادہ مرعوب ہو کر کہنے لگا "بیشک آپ بجا فرماتے ہیں"

واضح رہے کہ جوں جوں ملاقاتی کے چہرہ پر غصہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ سر کرسٹو فر

کی حالت غیر ہوئی جاتی تھی۔

اتنے میں کپتان صاحب نے چلا کر کہا "طاقتوں کی قسم! اچھا ہوا۔ تم نے اس بارہ میں کسی شک کو جگہ نہیں دی۔ ورنہ معلوم ہو جاتا تم غلطی پر ہو۔ سر کرسٹوفر میری آمد کا مطلب یہ ہے کہ کپتان سور ڈانٹ کو اپنی بہن کے معاملہ میں آپ سے بدسلوکی کی شکایت ہے اور انہوں نے اس مختصر معاملہ کے تصفیہ کا کام اپنی طرف سے میرے سپرد کیا ہے۔"

سر کرسٹوفر مبہم اندیشوں کے زیر اثر اتنا خوف زدہ تھا کہ الفاظ نوک زبان پر آ کر رک جاتے تھے۔ آخر جی کڑا کر کے کہنے لگا "مجھے یقین ہے کپتان سور ڈانٹ کو آپ سے بہتر دوست مل سکتا تھا۔ لیکن میں امید کرتا ہوں۔۔۔ میرا مطلب یہ ہے۔۔۔"

"مطلب کیا؟" کپتان نے ایک دو قدم آگے بڑھ کر اس کے چہرے کو قہر آلود نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! کچھ نہیں۔۔۔ میں صرف۔۔۔" یہ کہتے ہوئے فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر سر کرسٹوفر بغرض حفاظت ایک میز کے پیچھے ہو گیا کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہیں اولینڈرس وانہ کر بیٹھے۔

"صرف کیا؟" کپتان نے اور آگے بڑھ کر زور سے کہا "مگر تم اس طرح دوڑے کیوں جاتے ہو؟ میں تمہیں کھا تو نہ لوں گا۔"

سر کرسٹوفر بولا "نہیں معاف فرمایئے۔ میرا یہ تو مطلب نہیں ہے کہ آپ جیسا شریف آدمی حقیقی معنوں میں مجھے کھا جائے گا۔ مگر بہتر ہو آپ اپنی آمد کا مدعا وہیں سے زیادہ صاف لفظوں میں بیان کر دیں۔"

"یسوع کی قسم یہ کام کچھ مشکل نہیں" کپتان اولینڈرس نے کہا "میری آمد کا مدعا یہ ہے کہ کپتان سور ڈانٹ کی اپنی بہن مس جولیا سے جو ایک ہر دلعزیز خاتون ہے۔ بڑی محبت ہے میں ابھی مانٹ موریسن سٹریٹ میں اُن کے ہاں کھانا کھا کر آتا ہوں۔ پچھلے دنوں جب تم نے مس سور ڈانٹ کو شرمناک طریق پر دھوکہ دیا تو وہ اپنے والد کے مکان پر کوئی مارامیں جو ایک پر فضا مقام ہے چلی گئی تھی۔ اور گر کرسٹوفر تم نے اُس وقت مس جولیا سے شادی کرنے کی بجائے ایک خادمہ کے ساتھ فرار ہونے کی جو حرکت کی وہ بہت شرمناک تھی۔۔۔"

سر کرسٹوفر قطع کلام کر کے کہنے لگا "کپتان اولینڈرس دیکھئے جس کا آپ ذکر کر رہے

ہیں اُس کا نام اب لیڈی بلنٹ ہے"۔

"ہاں اور وہ تم سے بہت اچھا سلوک کرے گی" کپتان نے نفرت سے کہا "مگر جیسا میں کہہ رہا تھا اس مور دانت اب پھر لندن کو واپس آگئی ہے۔ مگر تم نے اُس سے جو بدسلوکی کی تھی اس کا اُسے سخت رنج ہے اور اس کے بھائی نے اس بدسلوکی کا بدلہ لینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اس وقت میں تم سے یہی پوچھنے آیا ہوں کہ مور دانت سے تمہارا مقابلہ ورم وڈ سکریس میں ہو۔ یا دسیلڈن کامن میں۔ وقت صبح کے آٹھ بجے کا مقرر ہوا ہے"۔

اب تک سر کرسٹوفر تصویر حیرت بنا کھڑا تھا۔ مگر اب جو اول مرتبہ کپتان اولینڈرس کی آمد کا مطلب اس کی سمجھ میں آیا تو اس کا دماغ چکر میں آگیا۔ ڈوئیل لڑنے سے اُسے دلی خوف تھا اس صورت میں اس کے احساسات کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہو سکتا۔

کپتان نے اس بے پروائی سے گویا وہ کسی کھیل تماشہ کا انتظام کر رہا ہو کہا "سر کرسٹوفر تم پختہ وعدہ کرو۔ یا اگر کسی دوست سے مشورہ لینا ہو تو اس کا نام لو۔ میں تمہارے اس دوست کے پاس جا کر تصفیہ کر لوں گا۔ دیکھو صبح کو معمول سے سویرے کھانے سے فارغ ہو جانا"۔

"کھانا!" سر کرسٹوفر نے کھوکھلی آواز میں کہا "بھلا اس صورت میں کھانا کھانے کا کیا ذکر ہے کہ انسان گولی کھانے جا رہا ہو"۔

"قسم ہے طاقتوں کی تمہاری منطق میری سمجھ میں نہیں آئی" جنگجو کپتان نے اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا "دیکھو ہمارا وقت بے فائدہ ضائع ہو رہا ہے۔ ہمیں تو چاہیے تھا کہ اب تک اس معاملہ کی تفصیلات طے کر کے پستولوں کی آزمائش کر لیتے"۔

"پستولوں کی!" سر کرسٹوفر نے کراہتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اُس کا جبڑا مارے خوف کے جھک گیا اور چہرہ غیر معمولی طور پر لمبوترا سا ہو گیا۔

"یسوع کی قسم کیا تم پستولوں کی بجائے کسی اور چیز سے لڑنا چاہتے ہو؟" کپتان نے گرج کر پوچھا۔

"پستول!" سر کرسٹوفر نے سر سے پاؤں تک کانپتے ہوئے کہا "مگر پستولوں سے تو جان کا خطرہ ہو گا"۔

"تو کیا تم موت سے ڈرتے ہو؟" کپتان اوبلینڈریس نے سرکرسٹوفر کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھتے اور اپنی سُرخ مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے پوچھا۔

سرکرسٹوفر کہنے لگا "نہیں مَیں اتنا بزدل تو نہیں ہوں جتنا آپ خیال کرتے ہیں لیکن بہر حال مَیں اس ویلانے مورو دانت کے ساتھ ہرگز لڑنا نہیں چاہتا۔ مَیں قانون کی حفاظت طلب کروں گا ... میں اپنے افعال کا خود جوابدہ ہوں ... جس سے میری مرضی تھی۔ اُس سے مَیں نے شادی کرلی۔ مَیں کسی سے ڈرنے والا آدمی نہیں ہوں"

کپتان اوبلینڈریس کے چہرہ پر ان لفظوں سے انتہائی تعجب کے جو آثار پیدا ہوئے انہیں سرکرسٹوفر نے غلطی سے اندیشہ پر محمول کیا اور ذرا حوصلہ پاکر جی کڑا کرکے کہنے لگا "ہاں مَیں قانون کی حفاظت طلب کروں گا"

کپتان نے کہا "کیا تم مقابلہ میں آنے سے خوف کھاتے ہو ... یہ تمہارا مطلب ہے؟ دیکھو اگر یہ بات ہے تو پہلے میرے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ میرے دوست کے مقابلہ میں آنے سے تمہارا انکار کرنا خود میری توہین میں داخل ہے" یہ کہتے ہوئے کپتان صاحب خوفناک طریق پر سرکرسٹوفر کی طرف بڑھے۔

سرکرسٹوفر نے دوڑکر آتشدان سے ایک لوہے کی سلاخ ہاتھ میں لے لی اور دُور سے ہی چلاکر کہا "دیکھئے خبردار مجھ پر ہاتھ اُٹھانے کی جرأت نہ کیجئے کپتان۔ اوبلینڈریس میں اس قسم کا گستاخانہ سلوک برداشت نہیں کرسکتا۔ مَیں خود کسی زمانہ میں شرف کے عہدہ پر رہ چکا ہوں اور ایک بار پورٹ سوکن کا امیدوار رہا تھا۔ میں ایسا ویسا آدمی نہیں ہوں ..."

کپتان صاحب نے گرج کر کہا "تم جیسے ہو صورت سے ظاہر ہے مگر تم بہت جلد اپنے کسی دوست کا نام لو۔ ورنہ میں تمہارے بدن میں ایک ہڈی ثابت نہ چھوڑوں گا"

"اچھا مَیں بتاتا ہوں ..." سرکرسٹوفر نے کسی طرح اس خوفناک ملاقات سے نجات حاصل کرنے کی سبیل پیدا کرنے کے لئے کہا "تم میرے بھتیجے فرینک کرٹس سے ملو۔ اس کا دعوےٰ ہے کہ مَیں نے ڈوئل لڑ کر بہت لوگوں کو زیر کیا ہے"

"طاقتوں کی قسم ایسا ہی آدمی مجھے پسند ہے" کپتان کہنے لگا "اس کا نتیجہ یہ ہوگا

کہ جب تم اور میرا دوست مور دانت ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوگے۔ ہم دونوں الگ ہو کر تفریحاً چند گولیاں چلا دیکھیں گے۔ مقدس صلیب کی قسم یہ تو ایسا انتظام ہے جس کا میں دل سے طلبگار تھا۔ اور میں امید کرتا ہوں تمہارے بھتیجے کو بھی انکار نہ ہوگا۔ مگر وہ کہاں رہتا ہے؟"

مسٹر کرسٹوفر نے اضطراب کی حالت میں مسٹر فرنیک کرٹس کا پتہ بتایا۔ اور کپتان اوبلنڈز اس خیال سے بہت خوش وہاں سے رخصت ہوا کہ میرا ایک ایسے مشہور نیزہ آزما سے واسطہ پڑنے والا ہے جیسا مسٹر کرسٹوفر کا قابل قدر بھتیجا بظاہر معلوم ہوتا تھا۔

کپتان اوبلنڈز مختلف بازاروں کو طے کرتا ہوا اُس مکان پر جس کا مسٹر کرسٹوفر ملنٹ نے پتہ دیا تھا پہنچا تو اس کے چہرہ نے باطنی جوش کے زیر اثر ویسی ہی خوفناک صورت اختیار کر لی تھی جیسی مسٹر کرسٹوفر ملنٹ کی ملاقات کے وقت تھی۔ مکان پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ مسٹر فرنیک کرٹس حسن اتفاق سے گھر پر ہی ہیں۔

جس نو عمر خادم نے دروازہ کھولا۔ وہ کہنے لگا "وہ ابھی خوابگاہ سے باہر نہیں آئے"

کپتان خوفناک لہجہ میں بولا "کیا مضائقہ ہے مجھے یقین ہے تمہارا آقا مجھ سے ملکر بہت خوش ہوگا۔ یقیناً مجھے اس بارہ میں غلطی نہ ہوئی ہوگی؟"

نوکر نے پوچھا "میں اُنہیں آپ کا نام کیا بتاؤں؟"

کپتان نے کہا "میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔ بتاؤ تمہارا آقا کس منزل میں رہتا ہے؟"

"پہلی منزل میں اور خوابگاہ پچھلی طرف کو واقع ہے"

"یسوع کی قسم تم بڑے ہوشیار لڑکے ہو" کپتان کہنے لگا "تمہارا آقا تم پر جتنا فخر کرے بجا ہے۔ میں اگلی مرتبہ آؤں گا۔ تو ضرور تمہیں چھ پنس انعام دوں گا"

اتنا کہکر کپتان اوبلنڈز زینہ کے راستہ خوابگاہ کی طرف چلا۔

اور پہنچکر اُس نے عقبی کمرہ کے دروازہ پر اس زور سے دستک دی گویا کوئی دروازہ کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اندر سے جواب ملا "چلے آؤ"

کپتان صاحب اکڑتے ہوئے کمرہ میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ مسٹر فرنیک کرٹس ملنگ پر ہی بیٹھے سامنے ایک میز پر کھانے کی چیزیں رکھے صبح کا ناشتہ کر رہے ہیں۔

کپتان نے دور سے ہی چائے دانی کے قریب رکھی ہوئی وسکی کی بوتل کو دیکھ کر کہا

یسوع کی قسم تم میرے دل پسند آدمی ہو"۔ پھر کمرہ میں داخل ہوکر اور دروازہ بند کرکے وہ پلنگ کے قریب پہنچا۔ اور اپنا چرمی دستانہ اتار کر کہنے لگا "مسٹر کرٹس ہاتھ ملاؤ۔ ہماری دوستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔"

مسٹر فرینک کرٹس نے کپتان کا ہاتھ خوشی سے اپنے ہاتھ میں لیا۔ کیونکہ اگرچہ وہ پہلے اسکے بے تحاشا کمرہ میں گھس آنے سے نیز اس کی خوفناک صورت کو دیکھ کر کسی قدر گھبرا گیا تھا مگر اب اس کی بے تکلفی کو دیکھکر بڑی حد تک اسکا اطمینان ہوگیا۔

کپتان نے بے فکری سے ایک کرسی پلنگ کے قریب کھینچ لی۔ دستانے ٹوپی اتار کر اس میں رکھدیئے اور پھر ٹوپی کو میز پر رکھتے ہوئے کہنے لگا "کیوں مسٹر کرٹس مزاج کیسا ہے؟"

فرینک نے جو خود ایسی ہی بے تکلفی کا عادی اور شایق تھا۔ کہا "شکریہ۔ یہ کہو میں تمہارے لئے کیا منگاؤں۔ چائے کی پیالی لوگے یا وسکی پیوگے؟"

"پوتین۔ میرے دوست پوتین ہی بہترین چیز ہے"۔ کپتان نے شراب کی بوتل کو ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

کرٹس کہنے لگا "دیکھو گے کس مزے کی شراب ہے۔ یہ بوتل کل رات میرے دوست روسی سفیر نے تحفہ کے طور پر بھیجی تھی۔"

"میں تم دونوں کو سلام کرتا ہوں"۔ کپتان نے کہا۔ اور اس کے بعد بھرا ہوا گلاس ایک ہی بار پی کر کہنے لگا "یسوع کی قسم واقعی مزے کی چیز ہے۔"

فرینک اس انداز سے گویا وہ اس کا ہمیشہ سے واقف ہو۔ کہنے لگا "بس تو مزے سے پیئے جاؤ۔ جہاں سے یہ بوتل آئی تھی اسی جگہ سے میں اس کی بہت سی مقدار طلب کرسکتا ہوں میرے دوست پرنس سفیر کے خادم بڈھے براند یوکوسکی نے مجھ سے کہا تھا کہ آقا کا حکم ہے ذخیرہ سے جتنی بوتلیں درکار ہوں۔ منگا لیجئے۔ سچ پوچھو تو میرا ہز ایکسیلنسی سے بہت گہرا یارانہ ہے۔ صبح سے شام تک اُن کی دعوت کے تقاضے ہی ختم نہیں ہوتے . . ."

کپتان قطع کلام کرکے کہنے لگا "بے شک مسٹر کرٹس میں دیکھتا ہوں میرے سارے دوستوں میں تم سب سے ملنسار طبیعت رکھتے ہو۔"

فرینک نے بڑے فخرہ سے حاضری کی چیزیں لگاتے ہوئے کہا "مگر دوست تمہارا نام تو ابھی تک مجھے معلوم نہیں ہوا۔"

کپتان نے اس وسکی کا جو پاس کے شراب خانہ سے منگائی گئی تھی ایک اور گلاس ختم کرتے ہوئے کہا "مجھے کپتان اولبندرس کہتے ہیں"

یہ نام سنکر کرٹس کا جوش ذرا سرد پڑ گیا۔ کیونکہ وہ اس نام کو ڈوئل لڑنے والوں کے تذکرہ میں کئی بار سن چکا تھا۔ کہنے لگا "کپتان صاحب میں تم سے مل کر بہت خوش ہوا۔ مگر تم نے اپنے کام کی نوعیت تو بیان ہی نہیں کی ..."

کپتان قطع کلام کرکے بولا "ایسی کیا جلدی پڑی ہے۔ میں عنقریب اس کام کا ذکر کرتا ہوں۔ تمہارے چچا سر کرسٹوفر ملینٹ نے مجھ سے تمہاری بڑے زوردار بلکہ یوں کہنا چاہئے نہایت خوشامدانہ لفظوں میں تعریف کی تھی"

"اچھا!" مسٹر کرٹس نے حیرت زدہ ہوکر کہا۔ اُسے حیرت اس لئے تھی۔ کہ کئی ہفتوں سے اسکی چچا سے ملاقات نہ ہوئی تھی اور دونوں کے تعلقات بھی اب چنداں خوشگوار نہ تھے۔

"ملاقاتوں کی قسم میں سچ کہتا ہوں" کپتان اولبندرس نے کہا "اس نے میرے سامنے تمہاری جن لفظوں میں تعریف کی۔ اُس سے میرے دل میں تمہاری ملاقات کا بہت شوق پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن ہم معاملہ کے کاروباری پہلو کی طرف عنقریب رخ کریں گے کیونکہ مجھے کچھ جلدی نہیں ہے"

کرٹس کا اطمینان ہوگیا۔ کہ کپتان کی آمد محض دوستانہ ہے۔ کہنے لگا "خدا قسم میں نے تمہاری بہت شہرت سُنی ہے اور عرصہ سے تمہیں ملنے کو طبیعت چاہتی تھی۔ بات یہ ہے خود میں نے فرانس میں اسی ڈوئل لڑنے کے کام میں بہت ناموری حاصل کی تھی۔ غالباً تم مارکوئس آف سوپ میئر کے نام سے بے خبر نہ ہوگے"

"ہاں میں نے یہ نام سُنا ہے" کپتان نے وسکی کا ایک اور جام پیتے ہوئے کہا۔

فرینک کہنے لگا "میرے اور ڈیوک کے درمیان ایک موقعہ پر ڈوئل ہوا تھا۔ ہم تیغوں کی مدد سے پورے تین گھنٹہ لڑا کئے۔ آخر صرف اتنا ہوا کہ میں اس کے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کو ذرا سا زخمی کرسکا۔ تم سے پوشیدہ نہیں کہ فرانس میں ذرا سا خون نکل آنے پر بھی ڈوئل کا خاتمہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ کونٹ نے اپنی تلوار پھینک دی اور کہنے لگا۔ دوست میں تم سے ہارتا ہوں۔ اسوقت سے ہم دونوں میں دوستی چلی آتی ہے"

کپتان نے کہا "دوست ہاتھ ملاؤ۔ کچھ شک نہیں کہ تمہاری نسبت میرا اندازہ بالکل صحیح نکلا

ہے جیسی مزیدار تمہاری پوٹین ہے۔ ویسی ہی پُر لطف تمہاری صحبت ہے۔ طاقتوں کی قسم
تم ڈوئل لڑنے والوں کے لئے باعث فخر ہو۔"

فرینک یہ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ کہ میری باتوں کا اس نئے دوست پر بہت اچھا اثر ہوا ہے
کہنے لگا "خدا قسم میں نے بارہا ڈوئل کی بازیوں میں اپنے رقیبوں کی جان سے مار دیا ہے فرانس
میں ایک مشہور سپاہی تھا۔ شاید تم اس کا نام جانتے ہو گے۔ کچھ بھلا سا ہے ... ہاں یاد آیا
... ڈان جان سٹیلٹو ڈل گوریا۔ بڑا خوفناک آدمی تھا۔ سارے پیرس میں اس کی دھوم تھی
اتفاق سے جہاں وہ رہتا تھا وہیں میں پہنچ گیا۔ ایک دن شام کے وقت شاہ فرانس کے
جلسۂ رقص میں اس بدتمیز نے اس درجہ اظہار نخوت شروع کیا کہ میں برداشت نہ کر سکا۔ اس
نے سارے حاضرین سے گستاخانہ برتاؤ شروع کر دیا۔ اور لگا لیڈیوں پر بھی اپنا رعب جمانے
آخر پیرس کے لاٹ پادری صاحب نے جو اسوقت کلیسائی لباس میں تھے۔ مجھ سے درخواست
کی کہ اس گستاخ اطالوی کو خاموش کیا جائے۔ میں نے اس کام کو ہاتھ میں لیا۔ اور جلدی
ہی کسی بات پر اس شخص سے جھگڑا شروع کر دیا۔ ساری لیڈیاں میری طرف ترحمانہ نظر سے دیکھتی
تھیں۔ ان کا خیال تھا۔ اب اس کی جان کی خیر نہیں۔ میں ذاتی تعریف کو پسند نہیں کرتا۔
لیکن اس امر واقعہ کو چھپانا بے سود ہے کہ لیڈیوں کی ہمدردی مجھی سے تھی۔ اس سے
دوسرے دن صبح کو میرا اس جرمن سے مونٹ مارٹر کی چوٹی پر مقابلہ ہوا۔ صرف پندرہ منٹ
میں اس کا بدن خاک و خون میں لوٹتا نظر آتا تھا۔ اس واقعہ ہی سے متاثر ہو کر حسین کونٹس
آف ڈنارک مجھ پر فریفتہ ہو گئی۔ افسوس اب اس کا انتقال ہو چکا ہے اور میں ہر گھڑی اس کی
یاد میں افسردہ رہتا ہوں ..."

یہ کہکر مسٹر فرینک کرٹس نے ایک بڑا سا ٹوسٹ اس انداز سے منہ میں ڈال لیا۔ گویا وہ
اس آہ سرد کو جو اس یاد سے اس کے منہ سے نکلنے کو تھی۔ دبانا چاہتا ہے۔

کپتان اب سمجھ چکا تھا۔ کہ مسٹر فرینک کرٹس ایک باتونی لاف زن ہے۔ باتیں لمبی چوڑی
کرتا ہے۔ مگر حقیقت میں اپنے چچا سے کم بزدل نہیں۔ کہنے لگا "صلیب کی قسم معاملہ بڑا درد
ناک ہے۔"

مگر وسکی کی بوتل چونکہ بہت مزیدار تھی۔ اور وہ قبل از وقت خوشگوار تعلقات کو منقطع
کر کے بوتل کو خالی کرنے کا موقعہ ہاتھ سے دینا نہ چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے یہ ظاہر نہ ہونے

دیا کہ میں اس لاف زنی کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔

ادھر فرنیک یہ سمجھ کر کہ کپتان میری باتوں کو حدیث کی طرح صحیح سمجھ رہا ہے حسب معمول جھوٹی سچی باتیں کہتا اور فرضی داستانیں بیان کرتا رہا۔ اُس نے یہاں تک مبالغہ آرائی کی۔ کہ اگر اُس کی دروغ گوئیوں کی کوئی مادی صورت ہوتی۔ تو اُن کا انبار دنیا کے کسی عظیم الشان سلسلہ کوہ سے بھی بلند تر ہو جاتا۔

آخر جب بوتل میں شراب ختم ہونے لگی۔ تو پھر کپتان صاحب نے بھی رفتہ رفتہ مطلب کی طرف آنا شروع کیا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا "مسٹر کرتس تمہارا چچا بہت نیک نہاد آدمی ہے۔ آج صبح میں اُس سے ملا تو اُس کے چہرہ پر اس طرح پلاسٹر لگی ہوئی تھی۔ گویا کسی معرکہ جنگ سے واپس آیا ہو۔"

فرنیک نے ہنس کر کہا "معلوم ہوتا ہے۔ اُس کی بیوی نے منہ نوچ لیا ہوگا۔"

"سینٹ پیٹرک کی قسم یہی خیال مجھے پیدا ہوا تھا۔" کپتان اوبنڈرس نے کہا۔

فرنیک کہنے لگا "حضرت وہ عورت مجسم شیطان ہے۔ مگر تم نے اب تک یہ تو بتایا ہی نہیں۔ کہ تم اُس بڈھے کرسٹوفر کے ہاں کس مطلب سے گئے تھے۔ اور اس نے تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا ہے؟"

کپتان نے کہا "اوہ ایک معمولی سا معاملہ ہے۔ بات یہ ہے اُس کے اور میرے دوست مورڈانٹ میں مقابلہ کی ٹھن گئی ہے اور سینٹ جارج کی قسم میرے دوست نے کل صبح گجر دم مسٹر کرسٹوفر کو گولی مار کر فیصلہ کر لیا ہے۔"

"گولی مارنے کا!" فرنیک نے ناراضگی کی بجائے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں یا خود گولی کھانے کا۔" کپتان اوبنڈرس نے لاپرواہی سے کہا "میں چونکہ مورڈانٹ کا نائب ہوں۔ اس لئے مسٹر کرسٹوفر نے تمہیں اپنا نائب منتخب کر کے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

ان لفظوں سے فرنیک کی آنکھیں کھلیں اور وہ بہت زیادہ متعجب ہو کر کہنے لگا "تو کیا باقاعدہ ڈوئل لڑا جائیگا؟"

کپتان کا چہرہ اب بہت تند ہو گیا تھا کیونکہ اگرچہ اس نے پوری بوتل ختم کر کے بھی نشہ کی علامت ظاہر نہ ہونے دی تھی۔ تاہم اُس کا اثر اس کے چہرہ کی سرخی میں ضرور نمودار ہونے لگا تھا۔ پھر بولا "مسٹر کرتس میرا جتنے معاملات سے تعلق رہا ہے۔ اُن سب میں یہ نہایت دلچسپ

ڈویل ہوگا۔ تفصیلات طے ہوگئی ہیں۔ اور وقت صبح کے آٹھ بجے کا مقرر ہے۔ اب میں تم سے یہ پوچھتا ہوں۔ مقابلہ کس مقام پر ہو؟"

فرینک کہنے لگا" تو کیا سچ مچ میرے بڈھے چچا نے کپتان مورڈانٹ سے ڈویل لڑنے پر آمادگی ظاہر کردی ہے؟"

"یسوع کی قسم مسٹر کرٹس۔ تمہارا فرض ہوگا کہ اُسے وہاں لاؤ۔ ورنہ ..."

"ورنہ کیا ہوگا؟" کرٹس نے مبہم اندیشوں سے خوفزدہ ہو کر کہا۔

"ہوگا یہ کہ میں تم سے مقابلہ کروں گا" کپتان اولینڈربس نے بڑے سکون کے ساتھ اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ مقابلہ!" فرینک نے جس کا چہرہ اب لاش کی طرح زرد ہوگیا تھا۔ گھبرا کر کہا۔

کپتان کہنے لگا" ہاں یہ معاملہ کی بات ہے اور ظاہر ہے کہ مسٹر کرٹس جیسا نامی ڈویل باز عزت داری کے اصول سے کبھی انحراف نہیں کرسکتا۔"

"مگر خدا قسم میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ہم دونوں کس لئے آپس میں لڑیں" فرینک نے عالم اضطراب میں کپتان سے پوچھا۔ اس وقت اس کی چھاتی بڑے زور سے دھڑک رہی تھی۔

"اور میں پوچھتا ہوں ہم کس لئے نہ لڑیں؟" کپتان اولینڈربس نے بڑے زور سے کہا "اس کا جواب دو۔"

"دیکھئے جناب بات یہ ہے ... میں بڑے ادب کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں ..." فرینک نے خوف زدہ ہو کر نسبتاً زیادہ مودبانہ لہجہ اختیار کرکے کہنا شروع کیا۔

کپتان جس کا چہرہ انتہا خشم گیں نظر آتا تھا۔ کہ فرینک کرٹس کو اندیشہ پیدا ہوا۔ کہیں یہ فوراً ہی مجھ پر وار نہ کر بیٹھے۔ کہنے لگا "یسوع کی قسم تمہارا مطلب چاہے کچھ ہو۔ میں نے جو کہا ہے اس سے ایک انچ پیچھے نہ ہٹونگا۔"

"مگر کپتان صاحب ذرا غور فرمایئے یہ کارروائی ..." فرینک نے وہی شستہ لہجہ اختیار کرکے پھر کہنا شروع کیا۔

لیکن کپتان فوراً ہی قطع کلام کرکے کہنے لگا" یہ کارروائی ضرور ہوکے رہے گی۔ اور چونکہ تم حسب سابق مقابلہ مقرر کرنے سے گھبراتے ہو۔ اس لئے میں خود اس کا بھی

فیصلہ کر دیتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ کل صبح آٹھ بجے بیٹرسی فیلڈس میں ڈوئل لڑا جائے گا۔ الوداع مسٹر کرٹس"۔

اتنا کہہ کر کپتان نے اپنی ٹوپی اٹھالی اور اکڑتا ہوا کمرہ سے چلا باہر جا کر اس نے دروازہ کو بڑے زور سے بند کر دیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی فرینک کرٹس بے حال ہو کر پلنگ پر گر پڑا۔ اور اس کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔

مگر عین اس وقت دروازہ بڑے زور سے کھلا۔ اور کپتان نے اپنا سرخ چہرہ اندر داخل کر کے کہا" مسٹر کرٹس۔ یاد رکھنا۔ اس معاملہ میں ذمہ دار تم ہو۔ اگر تم اپنے چچا کو نہ لا سکے تو خود پہنچ جانا۔ کیونکہ اگر تم خود بھی نہ آئے تو یسوع کی قسم میں تمہیں زمین کے اندر یا آسمان کے اوپر سے بھی ڈھونڈھ لاؤں گا . . ."

اتنا کہہ کر کپتان نے پھر اپنا سر باہر نکال لیا اور دروازہ کو بدستور زور سے بند کر دیا۔

فرینک کرٹس کے منہ سے ایک دردناک آواز نکلی۔ وہ اوندھے منہ پلنگ پر گر پڑا اور اس نے اپنا منہ توشک کے اندر اس طرح چھپا لیا۔ گویا کمرہ میں کوئی خوفناک روح موجود ہے جس سے وہ بچنا چاہتا ہے۔

باب ۶۲ فرینک کرٹس کا اضطراب

مسٹر فرینک کرٹس چند منٹ اسی حالت میں رہا۔ ہر لمحہ اسے خوف لگا ہوا تھا۔ کہیں کمرہ کا دروازہ پھر نہ کھل جائے اور کپتان کوئی نئی دھمکی دینے کے لئے نہ آ نمودار ہو۔

لیکن معلوم ہوتا ہے اب کی مرتبہ کپتان اولڈرس حقیقت میں رخصت ہو چکا تھا۔ آخر بہت بہت دیر گذرنے پر۔ بدنصیب نوجوان نے رفتہ رفتہ کپڑوں کے اندر سے اپنا منہ نکالا۔ اور ڈرتے ڈرتے چاروں طرف نظر ڈالی۔

پہلے اس نے یہ سوچ کر دل کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ محض خواب تھا۔ مگر جلدی ہی اسے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ خواب نہیں۔ حقیقت ہے۔ کیونکہ وہ کرسی جس پر کپتان بیٹھا تھا۔ ابتک پلنگ کے قریب موجود تھی۔ اور وہ بوتل جسے کپتان

نے ازراہ عنایت خالی کردیا تھا۔ سامنے نظر آرہی تھی۔

ڈوئل ؟" فرینک نے کھوکھلی آواز میں کراہتے ہوئے کہا۔ آجتک وہ عالم خیال میں کئی بار ڈوئل لڑ چکا تھا۔ مگر آج ایک حقیقی ڈوئل سے واسطہ پڑا۔ تو جان خطا ہونے لگی۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اُسے خیال آیا۔ میرے لئے اپنے اوپر سے یہ بلا ٹالنے کا ایک ذریعہ موجود ہے۔ اس فوری خیال سے خوش ہوکر وہ پھرتی سے بستر سے اُترا اور اس نے ارادہ کیا کہ فوراً اپنے چچا کے ہاں جاکر اُسے مجبور کرے۔ کہ وہ کل صبح جائے معینہ پہ حاضر ہوکر ڈوئل کے لئے تیار رہے اس کی پروا نہ تھی۔ کہ اُسے کپتان مورڈانٹ کی گولی لگے یا کپتان اولینڈرس کی۔ بہرحال اس ذریعہ سے وہ اپنی حفاظت ضروری سمجھتا تھا۔

اس نے جلد جلد کپڑے پہنے۔ اور سیدھا اپنے چچا کے مکان واقع جرمن سٹریٹ کو ہو لیا۔ مگر وہاں پہنچکر اُسے یہ دیکھکر حیرت ہوئی۔ کہ ایک سفری گاڑی دروازہ پر کھڑی ہے اور نوکر اس میں ٹرنک۔ بکس اور بیگ جلد جلد بھر رہے ہیں۔

سر کرسٹوفر کے ملازم جیفریز سے جو ان چیزوں کو ایک اور نوکر کو جو گاڑی کی چھت پر کھڑا تھا۔ دے رہا تھا۔ مخاطب ہوکر اس نے کہا " کیوں جیفریز یہ تیاریاں کیا مطلب رکھتی ہیں ؟"

نوکر نے جواب دیا " سر کرسٹوفر کہیں سفر پہ جارہے ہیں اور انہوں نے فوراً ہی تیار ہونے کا حکم دیدیا ہے۔ میں اس وقت بہت مصروف ہوں ... لیجئے وہ خود لیڈی ملنٹ کے ساتھ آگئے ہیں "

عین اس وقت سر کرسٹوفر اور لیڈی ملنٹ مکان کے دروازہ سے باہر نکلے۔ اول الذکر نے ایک لبادی اوورکوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور شناخت سے محفوظ رہنے کی غرض سے اپنے چہرہ کے نچلے حصہ پر ریشمی رومال باندھ لیا تھا۔ چارلٹ بھی ایک خوشنما لبادہ میں ملبوس تھی۔

فرینک انہیں دیکھکر کہنے لگا " دیکھو سر کرسٹوفر یہ چال نہ چل سکے گی "

سر کرسٹوفر نے سختی کے لہجہ میں کہا " کیسی چال! جیفریز تم ادہر آکر گاڑی کا دروازہ کھولو "

" بہت اچھا حضور " اتنا کہکر خادم نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

گاڑی میں سوار ہوتے وقت لیڈی ملنٹ نے افسردہ خاطر فرینک کو [illegible] کے پاس

سے گذرتے ہوئے اپنے خوشنما ہونٹوں کو نفرت سے بل دیا۔ تو وہ تصویر حسرت بنا کھڑا رہا مگر جب لیڈی ملبنٹ گاڑی میں سوار ہو چکی اور سر کرسٹوفر نے بھی ایک قدم اندر رکھدیا۔ تو فرنیک نے اس کے کوٹ کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہنے لگا "نہیں میں تمہیں اس طرح منہ چھپا کر فرار نہ ہونے دونگا۔ خدا قسم تمہیں لازم ہے۔ یہاں رہ کر..."

"میں یہاں رہ کر کیا کروں؟" سر کرسٹوفر نے ریشمی رومال سے بند منہ کے اندر سے کہا۔

"دشمن کی گولی کھاؤ... اور کیا کرو گے" فرنیک نے سخت جوش کی حالت میں کہا۔

لیڈی ملبنٹ نے گاڑی کے اندر چیخ ماری اور سر کرسٹوفر کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ مگر پھر حوصلہ کر کے اس نے فرنیک کے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور اپنا دامن چھڑا کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ جیفریز نے چشم زدن میں گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ اور دیکھتے دیکھتے گاڑی تیزی سے چلنے لگی۔ فرنیک وہیں سڑک کے کنارے مایوس و مغموم تصویر حیرت بنا کھڑا رہ گیا۔

حیران تھا۔ کہ اب کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ یہ وہ جانتا تھا کہ خوفناک کپتان سر کرسٹوفر ملبنٹ کے فرار کے لئے مجھ کو ذمہ دار سمجھے گا اور اگر میں موقعہ پر نہ پہنچا۔ تو...

وہ اس خیال سے کہ بصورت ثانی کیا ہوگا۔ اتنا خوف زدہ ہوا کہ اُسے اپنے دل میں بھی لانے کی جرأت نہ کر سکا۔

واقعی غور طلب سوال یہ تھا کہ اب کیا کیا جائے؟ فرنیک کے لئے یہ تو غیر ممکن تھا کہ وہ آپ خوفناک کپتان کے مقابلہ میں اُترے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ اگر میں عقب ویسٹ اینڈ سے اٹھ کر ویسٹ سمتھ فیلڈ میں بھی چل گیا۔ تو کپتان وہاں سے بھی مجھے ڈھونڈھ نکالیگا۔

باوجود اس کے کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ اور جو کچھ کرنا ہو۔ اسے جلدی ہی کرنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ سہ پہر کے دو بج چکے تھے اور اگلے دن صبح کے آٹھ بجے کپتان کا وقت معینہ پر اسکا منتظر ہونا یقینی تھا۔

اتنے میں فرنیک کو ایک اور خیال سوجھا اور اس نے فیصلہ کیا کہ میں جا کر مسٹر ہارڈ وکیل سے اس بارہ میں مشورہ لوں۔

چونکہ مگن تھا اپنے چہرہ کو سکون پذیر رکھ کے اس مکان کی طرف ہولیا۔ اس کی
کوشش یہ تھی کہ دلی خطرات کا اثر چہرہ پر ظاہر نہ ہو۔

اتفاق سے مسٹر ہاورڈ کو اس وقت فرصت تھی چنانچہ اس کی ملاقات فوراً ہی ہوگئی
وکیل کے دفتر میں فرینک ایک کرسی پر بیٹھ کر گفتگو چھیڑنے کی نیت سے کہنے لگا "بہرحال
اُس شخص کی زندگی کا پھانسی پر خاتمہ ہو گیا جس کے خلاف تم نے مقدمہ دائر کر رکھا تھا۔ کیوں
ہاورڈ اب تو تمہارا اطمینان ہو گیا ہوگا؟"

ہاورڈ اس انداز سے گویا یہ ذکر اسے ناگوار گذرتا ہے اور وہ اسے جلدی ہی ختم کر دینا چاہتا ہے
کہنے لگا "سیلسبری کے متعلق مجھ پر ایک فرض تھا جسے میں نے پورا کر دیا"

فرینک بولا "غالباً تمہارا یہ خیال بہت عجیب ہے۔ مگر خیر جو ہو چکا وہ اب واپس نہیں ہو
سکتا۔ مگر وہ جسے سزائے موت دی گئی واقعی بڑا بہادر تھا۔ اُس رہزنی کے معاملہ سے قطع نظر
کر کے دیکھا جائے تو میں تہ دل سے اس کا مداح ہوں۔ مگر میں پوچھتا ہوں تم جو سوسائٹی کے
فرائض کی نسبت اتنے نازک احساسات رکھتے ہو فرض کرو تمہیں یہ معلوم ہو کہ تمہارے چند
دوستوں اور ایک اور فریق کے درمیان ڈوئیل ہونے کو ہے تو کیا تم اسے روکنے کی کوشش
نہ کروگے؟ میں یقین کرتا ہوں۔ ایسی حالت میں تم ضرور تھانے میں جا کر یہ خبر دے دو گے کہ فلاں
مقام پر ڈوئیل ہونے والا ہے اور اس طرح ان شخصوں کی ضمانتیں کرا دو۔ کیا میرا خیال
صحیح نہیں ہے؟"

ہاورڈ سمجھ گیا کہ حضرت نے یہ ذکر اس دلچسپی کے ساتھ کسی خاص مدعا کو ہی پیش نظر رکھ کر
چھیڑا ہے کہنے لگا "واہ مجھے کیا پڑی ہے کہ یہ دردِ سری مول لوں"

"نہیں؟" فرینک نے اپنی پہلی کوشش میں ناکامی سے مایوس ہو کر افسردگی کو دبانے کی
کوشش کرتے ہوئے کہا "مگر کیوں بھلا؟"

ہاورڈ نے کہا "اس لئے کہ مفت کی زحمت ہے۔"

"تو بس تم وکیل لوگ ہر چیز میں اپنے نفع کو مقدم سمجھتے ہو" فرینک کہنے لگا "تو کیا تم
نے ٹام رین کو بھی اس لئے پھانسی پر لٹکوایا تھا کہ فریق مستغیث نے تمہیں کچھ معاوضہ دیا؟"

وکیل نے اس سوال کا براہ راست کچھ جواب نہ دیتے ہوئے کہا "میں پوچھتا ہوں
تم محض وقت ٹالنے کے لئے آئے ہو یا کسی کام کیلئے؟ کام پر آئے ہو تو اس کی نوعیت بیان کرو

اور اگر مجھے وقت لینا مطلوب ہے تو معاف کرو میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔"

فرینک یہ محسوس کر کے کہ نام رین کا ذکر وکیل کے لئے بہت ناگوار ہے کہنے لگا "بات یہ ہے کہ میں تم سے ایک خاص معاملہ کی نسبت گفتگو کرنے کے لئے ہی آیا ہوں۔ معاملہ ایسا ہے جیسا میرا چچا کرسٹوفر ایک الجھن میں آ چکا ہے۔ ذاتی طور پر مجھے کسی سے ڈوین اڑاتے میں خدا نی اضطراب نہیں، اور تم جانتے ہو میں اسے بائیں ہاتھ کا کرتب سمجھتا ہوں۔ تاہم ..."

"تاہم تم عملی طور پر ثابت نہیں کیا چاہتے"۔ مسٹر ہارورڈ نے اظہار نفرت کے طور پر کہا کر سنس کہنے لگا "بات یہ ہے میں ان دنوں اتنا مصروف ہوں کہ دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی پسند نہیں کرتا۔ چند دن ہوئے میرا دوست گرالڈ کی ... سے شادی ہونے والی ہے اور اب بیچ میں یہ کم بخت ڈوین کا معاملہ کھڑا ہو گیا ہے۔"

ہارورڈ نے بے صبری سے کہا "میرے دوست ساری کیفیت واضح طور پر بیان کرو تو کچھ معلوم ہو۔"

"لو میں بیان کئے دیتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے چچا کرسٹوفر نے مس مورڈانٹ سے جو نامناسب سلوک کیا تھا اس سے اس کا بھائی کپتان مورڈانٹ بہت ناراض ہو گیا ہے اور اس نے کپتان ادلبنڈرس کو بھیجا ہے کہ ..."

"کپتان ادلبنڈرس کو؟" وکیل نے اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ ان ذکروں میں دلچسپی لینے لگا ہے۔

فرینک کہنے لگا "ہاں وہ کوئی بڑا ہی تند مزاج وحشی آئرش شخص ہے۔ اگرچہ خدا قسم میں اس سے خوفزدہ نہیں ہوا۔ تم جانتے ہو میں ایسوں کو خاطر میں نہیں لاتا ... مگر ہاں کیا تم اسے جانتے ہو؟"

وکیل نے ایک پرزہ کاغذ کی طرف جو اس کی میز پر پڑا تھا نظر ڈال کر بے پروائی سے کہا "ہاں میں نے اس کا نام سنا ہے مگر تم کیا کہہ رہے تھے؟"

فرینک کہنے لگا "ہاں ادلبنڈرس میرے چچا کے پاس گیا۔ انہوں نے اسے میرے ہاں بھیج دیا جو ایک ... بات ... وہ جانتے ہیں میں ڈوین کے معاملات کا اچھی طرح ماہر ہوں کوئی ... [illegible] ... میرے پاس آیا تھا ... ہم نے اس سوال پر دوستانہ پیرایہ میں بحث کی ... [illegible] ... سے ہو گیا۔ مگر جب کپتان رخصت ہونے

لگا تو میں نے اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا اگر ساری رات تک بھی تم اپنے ساتھی کپتان مورڈانٹ کو جلسے معینہ پر حاضر کرنے سے قاصر رہے تو خدا کی قسم میں اس کے لئے تمہیں جواب دہ سمجھوں گا۔ اس پر کپتان کا ساتھی گھبرا گیا کیونکہ وہ اس ڈھنگ کے لئے تیار نہ تھا مگر بہرحال اس نے حامی بھر لی اور رخصت ہو گیا اب مزے کی بات سنو کہ جب گیا سرکاری ڈاکو کو اطلاع دینے گیا کہ میں نے تمہاری خاطر یہ سارا انتظام کر لیا ہے تو معلوم ہوا وہ بزدل اپنا اسباب باندھ کر بیوی سمیت کہیں کو فرار ہو گیا ہے۔۔"

"گویا اب خود تمہیں کپتان اور لیڈریس کے مقابلہ میں آنا پڑے گا کیونکہ سرڈی شوفر کو تو تم مبادا معینہ پر حاضر نہ کر سکو گے؟" ڈیل نے پوچھا۔

ڈنکیبو بولا "ہاں اب یہی فکر پریشان کر رہی ہے۔ اگر ادیلیڈریس نے مجھے ناراضگی کا موقع دیا ہوتا تو پروا نہ تھی، اور تم جانتے ہو میں کسی معاملہ میں ہاتھ ڈال دوں تو اس سے آسانی سے دستبردار نہیں ہوتا۔ انجام یہ ہوتا کہ دو میں سے ایک کا خون ہو جاتا۔ مگر اب یہ سوچتا ہوں اس غریب نے میرا کیا بگاڑا ہے کہ میں اس کی جان لوں۔ الٹا مجھ کو وہ ہمیشہ ہوشیار [illegible] اس لئے میں اسے پسند کرتا ہوں۔ حالت اب یہ ہے کہ اگر لڑائی اور انتظام نہ ہو تو مجھے [illegible] غریب کو گولی کا نشانہ بنانا پڑے گا۔ خدا قسم مجھے اس کپتان پر سخت غصہ آتا ہے۔۔"

"اور اپنا تو کچھ خیال نہیں؟" ڈیل نے سرسری انداز سے کہا۔

مسٹر ڈی کہنے لگا "وہ بالکل نہیں۔ مگر میں تمہیں سچ کہتا ہوں کیا [illegible] کہ اس غریب ادیلیڈریس کو میرے ہاتھ سے محفوظ رکھنا۔ کاش اس وقت میرا دوست ڈیک آ جاتا۔ وہ یہاں موجود ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی ترکیب نکال لیتا جس سے اس شخص کی جان بچ جاتی [illegible] مجھے [illegible] اتفاق سے [illegible] مشورہ کرتے [illegible]۔۔"

[illegible] اس اثنا [illegible] دیا جو کچھ ڈنکیبو نے کہا وہ اس کے ہر ایک لفظ کو [illegible] سمجھتا [illegible] کہنے لگا "خیر تم اس ڈیل کو [illegible] کا انتظام [illegible] کر دوں گا۔"

[illegible]

[illegible]

جگہ نہ دو۔ مگر ہاں یہ تو کہو۔ ڈو دیل اس جگہ ہوگا ؟"

فرنیک کہنے لگا "بیٹرسی فیلڈ میں۔ ٹھیک صبح کے آٹھ بجے۔"

وکیل بولا "بہت اچھا تم نے یہاں میرے دفتر میں پونے سات بجے پہنچ جانا۔ میں گاڑی تیار رکھوں گا۔"

فرنیک کے چہرہ پر پھر مردنی سی چھا گئی اور وہ کہنے لگا "مگر کیا یہ ضروری ہے کہ ہم وہاں جائیں ؟"

وکیل نے جواب دیا "بے شک ضروری ہے۔ مگر تم اطمینان رکھو۔ وہاں پہنچکر میں اس معاملہ کو فوراً ہی طے کر دوں گا۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں۔ تم اس بارہ میں کسی بے چینی کو دل میں جگہ نہ دو۔ اس کا میں ضامن ہوں کہ معاملہ بڑے اطمینان بخش طریق پر فوراً ہی طے ہو جائے گا۔"

فرنیک نے مطمئن ہو کر کہا "میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تمہارے کہنے سے میرے دل کا بوجھ اٹھ گیا۔ اس لئے نہیں کہ میں لڑنے سے ڈرتا ہوں۔ مگر آخر لڑائی بھی کسی حق بات پر ہونی چاہیئے چنانچہ یہی الفاظ میں نے اپنے دوست پرنس آف سکنڈینیویا سے کہے تھے ..."

وکیل قطع کلام کر کے کہنے لگا "دوست تم اس داستان کو رہنے دو اور تسلی رکھو میں ڈو دیل کے معاملہ کو اطمینان بخش طریق پر طے کر دوں گا۔ کل صبح ٹھیک پونے سات بجے یہاں پہنچ جانا دیکھو ایک منٹ کی بھی دیر نہ ہو۔ بس اب تم جاؤ۔ کیونکہ مجھے اور بہت سے کام کرنے ہیں۔"

اس پر فرنیک کرٹس وہاں سے رخصت ہوا مگر دل میں یہ سوچ کر حیران تھا کہ وکیل اس خوفناک کپتان اور بیلفڈ رسیل کی جنگجو یہ ذ کو کس طرح دبا سکیگا۔ یہ خیال اُسکے ہاں و ٹلے و عدہ پر بھروسہ تھا چنانچہ جس وقت وہ مسٹر گونڈری کے مکان واقع بیکر سٹریٹ کی طرف روانہ ہوا تو اس کے دل کی پریشانی بڑی حد تک رفع ہو چکی تھی۔

باب ٦٣ بیٹرسی فیلڈس میں مقابلہ

اُن ہدایات کے مطابق جو فرنیک کرٹس نے مالک مکان کو دیدی تھیں دوسرے دن اُسے پونے چھ بجے ہی بیدار کر دیا گیا۔ صبح کی سردی میں گرم بستر سے اُٹھنے کو طبیعت نہ

چاہتی تھی۔ مگر پھر وہ بیش اس حالت میں کیا۔ اعضا کانپتے اور دانت بج رہے تھے۔ غریب نے بستر سے
اُٹھ کر دیا سلائی جلائی۔ موم بتی کا ذرا سا ٹکڑا باقی تھا۔ اُسے بڑی مشکل سے روشن کیا اور
پھر کھڑکی کے پردے ہٹا کر دیکھنے لگا۔ موسم کی کیا حالت ہے۔

مگر باہر دیکھنے سے طبیعت اور زیادہ مضطرب ہوئی۔ کیونکہ ابر سیاہ چھایا ہوا تھا
اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ صبح کی مگر چاندنی میں اسے باہر کا نظارہ بہت افسردہ کن نظر آیا۔
فرنیک نے کھڑکی کے پردوں کو گرا دیا اور بستر کی طرف حسرت کی نظر سے دیکھا۔ ایسا معلوم
ہوتا تھا وہ پھر اس پر لیٹ جانا چاہتا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ کپتان اولینڈرس جو چاہے
کرے میں یہاں سے اٹھ کر نہ جاؤں گا۔ لیکن پھر سوچا یہ کارروائی اور زیادہ خطرناک ہوگی۔
طوعاً و کرہاً اس نے جلد جلد کپڑے پہننے شروع کر دیئے۔

داڑھی صاف کرنے کا عمل یوں تو ہمیشہ تکلیف دہ ہوتا ہے مگر شمع کی روشنی اور ایسی حالت
میں کہ دل مضطرب ہو اور طبیعت پریشان۔ ممکن تھا اس وقت فرنیک کے ہاتھ سے بالوں
کی بجائے ناک کا سرا ہی کٹ جاتا۔

سخت بے چین ہو کر دل سے کہنے لگا "اس استرے کمبخت کا ستیاناس ہو آج بالکل
کام نہیں دیتا۔" مگر حقیقت میں قصور استرے کا نہیں۔ چلانے والے کا تھا جسے ہر لمحہ جو
گذر رہا تھا اور زیادہ پریشان کئے دیتا تھا۔ دیر تک منہ کو کھرچنے کے بعد مسٹر فرنیک کرش
کام کے اس حصے سے فارغ ہوا۔ مگر اس کے بعد جب وہ غسل لینے لگا تو اسے محسوس ہوا پانی
اتنا سرد اور برف سے پہلے کبھی محسوس نہ ہوا تھا۔ اس وقت اس کے دانت اس طرح بج رہے
تھے کہ ان کی آواز صاف سنائی دیتی تھی۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جوں جوں وہ خوفناک وقت قریب آ رہا تھا ہمارے لاف زن دوست
کے خطرات بڑھ رہے تھے۔ وہ ڈرتا تھا کہیں ایسا نہ ہو وکیل کو اپنی کوشش میں ناکامی رہے
اور کسی وجہ سے وہ خوفناک کپتان اولینڈرس کو رضامند ہونے پر آمادہ نہ کر سکے۔

ساڑھے چھ بجنے کو تھے کہ مسٹر کرش تیار ہو گیا۔ ادھر وہ قہوہ کی پیالی پینے لگا اور ادھر
خادمہ دوڑ کر ایک کرایہ کی گاڑی لے آئی۔ مسٹر کرش اس میں لد کر چلا۔ مگر اس نے محسوس
کیا۔ آج کرایہ کے گھوڑے بھی غیر معمولی تیزی رفتار سے چل رہے ہیں۔ معلوم ہوتا تھا
گاڑی والا منہ نکلنے سے پہلے ہی شراب سے بدمست ہو چکا ہے۔ ہر گھڑی اندیشہ تھا کہیں گاڑی

راستہ ہی میں نہ الٹ جائے۔ جوں توں کر کے وہ سات بجے وکیل کے دفتر میں بخیریت پہنچ گیا۔

اس جگہ حسب وعدہ ایک کرایہ کی گاڑی منتظر تھی۔ مسٹر فرنیک کرٹس نے گھنٹی بجائی تو ٹاورڈ اندر سے نکل آیا اور کہنے لگا "جھپٹ سے سوار ہو جاؤ۔ دیر خطرناک ہوگی"

فرنیک اس گاڑی میں سوار ہوا۔ تو اُسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس میں پہلے سے بُرا لباس پہنے دو بھدی وضع کے آدمی بیٹھے ہیں۔ مسٹر ٹاورڈ بھی فرنیک کے ساتھ ہی گاڑی میں سوار ہو گیا اور دروازہ بند کرنے پر گاڑی تیزی سے غرب کی طرف چلی۔

راستہ میں مسٹر کرٹس نے ان دو شخصوں کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ ایک کی عمر پچاس سال کے قریب تھی۔ اور اس نے بالکل سیاہ لباس پہنا ہوا تھا۔ چہرہ سے معلوم ہوتا تھا اس نے کم از کم تین دن سے خط نہیں بنوایا اور قمیص کی شکنیں ظاہر کرتی تھیں کہ وہ رات کو بھی اس کو پہن کر سوتا ہے۔ اس کا چہرہ لاش کی طرح زرد اور بیدم تھا۔

اس کا ساتھی بھی اس سے کم بد وضع نہ تھا۔ مگر اس کا چہرہ کثرت شراب نوشی سے بالکل سُرخ نظر آتا تھا۔ اس کے منہ سے کبھی رم کی تیز بو آتی تھی۔

راستہ میں مسٹر ٹاورڈ نے فرنیک کرٹس سے پوچھا "تم پستول تو ساتھ لیتے آئے ہو؟"

"پستول!" فرنیک نے جس کا چہرہ بالکل زرد ہو گیا تھا مضطرب ہو کر کہا "میرا خیال ہے تم نے..."

"میں نے جو وعدہ کیا تھا اُسے پورا کر دوں گا" وکیل مسکرا کر کہنے لگا "لیکن میں چاہتا تھا کہ میرے دخل انداز ہونے سے پہلے تم لڑائی پر آمادگی ظاہر کرو"

فرنیک بولا "یار ٹاورڈ نمائش میری عادت میں داخل ہے۔ اگر لڑائی کی نمائش ہی کرنا مطلوب ہوتا تو پھر لڑنے میں کیا ہرج تھا..."

ٹاورڈ کہنے لگا "خیر تمہاری مرضی تم یہی چاہتے ہو تو میں وہاں پہنچتے ہی معاملہ طے کر دوں گا"

اتنے میں وہ شخص جس کا چہرہ سُرخ تھا اور جو ہاتھ میں ایک مضبوط ڈنڈا لیے تھا کہنے لگا "کیا انہیں یقین ہے کپتان وہاں ہوگا؟"

اس پر دوسرا سیاہ پوش آدمی بولا "پرکس تم چپ رہو۔ یہ دونوں صاحب جنٹ

ہیں یا نہیں کیا کر رہا ہے۔"

اس کے بعد گاڑی میں بالکل خاموشی رہی۔ اگرچہ فرینک کرٹس یہ سوچ کر حیرت زدہ تھا کہ یہ عجیب و غریب جوڑا ہمارے کام میں کیا مدد دے سکے گا۔ بہت دیر سوچنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ دونوں کانسٹیبل ہوں گے جنہیں مسٹر ہارڈوڈیل رکھنے کی غرض سے ساتھ لایا ہے مگر پھر اسے خیال آیا کہ پولیس کے سپاہی ایسے بد وضع اور میلے کچیلے تو کبھی نہیں ہوتے۔ اس نے سوچا شاید یہ دیوانے ہوں۔ کیونکہ ان کی شکل و صورت سے ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔

بجلی مسلسل یا بارش استیک ہو رہی تھی اور تاریکی ہر لحظہ بڑھتی آ رہی تھی۔ تمام موسم کے ابر آلود ہونے سے روشنی بالکل غائب تھی۔ فرینک کرٹس کی طبیعت جتنی آج افسردہ تھی اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ ایک تو طبیعت کے مبہم اندیشے ہی بے چین کر رہے تھے اس پر موسم کی خرابی اور زیادہ افسردہ بنا رہی تھی۔

آخرکار گاڑی پیٹری فیلڈس کے قریب پہنچی اور مسٹر ہارڈوڈیل کا بیان کردہ کام۔

گاڑی کھڑی ہوئی تو سب سے پہلے وہ خود گاڑی سے اترا اس کے بعد فرینک کرٹس اور پھر وہ دونوں عجیب صورت کے آدمی جو گاڑی میں سوار تھے۔

ہارڈوڈیل سیاہ پوش شخص سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "مسٹر میک گریگر تم مہربانی سے ذرا اصطبل ہی پہ رہنا۔"

مسٹر میک گریگر نے کہا "بہت اچھا" اور پھر وہ اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "برانگس تم چکر کاٹ کر دوسری طرف پہنچ جاؤ۔ اگر کپتان اس طرف کو فرار ہونے لگے تو اس کا راستہ روک لیا جائے میں ایک اور راستہ سے ہو کر اس کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

مسٹر برانگس نے غرا کر "بہت اچھا" کہا اور پھر وہ اس سمت کو روانہ ہوا جدھر اس کے افسر مسٹر میک گریگر نے اشارہ کیا تھا۔

اب ہارڈوڈیل نے فرینک کا بازو اپنے بازو میں لیا اور دونوں آگے کو بڑھے۔ فرینک کا بدن تپ لرزہ کے مریض کی طرح کانپ رہا تھا۔ وکیل اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیا بات ہے تم اس طرح کانپ رہے ہو؟"

"کچھ نہیں" فرینک نے حالت اضطراب میں کہا "آج سردی بہت ہے اور کہر بھی"

ہولناک۔ مگر دیکھتا وہ بدبخت کپتان تو پہلے سے موجود ہے" اور اتنا کہہ کر وہ یکایک اپنی جگہ پر رک گیا۔

نارڈ نے اس طرف کو نظر ڈالی۔ جدھر فرینک کی نگاہ لگی ہوئی تھی اور اُسے تھوڑے فاصلہ پر دو شخص دکھائی دئے۔ ان میں سے ایک لبادہ پہنے اپنی جگہ پر کھڑا تھا اور دوسرا اس کے قریب بڑی بےچینی سے ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اس کے بازو اس قسم کی حرکات کرتے تھے گویا وہ سخت غصہ کی حالت میں ہے۔

وکیل خوف زدہ فرینک کرٹس کو آگے کھینچکر کہنے لگا "اب رک کیوں گئے۔ دیکھتے نہیں یہ اس شخص نے جو دیوانوں کی طرح ٹہل رہا ہے تمہیں دیکھ لیا ہے"

"یہی تو کپتان ہے" بدنصیب نوجوان نے چیخ کر کہا" الہی وہ اس وقت کتنا خوفناک نظر آتا ہے"

اتنے میں کپتان نے دور سے ہی غصہ سے بھری ہوئی آواز میں چلا کر کہا "بزدلو آ گئے کیا تمہیں اتنی دیر انتظار میں کیوں رکھا؟ یسوع کی قسم تم نے ٹھیک ساڑھے سات منٹ دیر کر دی جو میرے دوست کی اور خود میری توہین ہے"

نارڈ کہنے لگا "صاحبان اطمینان رکھیے ہم نے حتی الامکان وقت پر پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارا اس سے پہلے پہنچنا خود تمہارے لئے ناگوار ثابت ہوتا"

فرینک التجا کے لہجہ میں کہنے لگا "خدا کے لئے اسے ناراض نہ کرو۔ کم بخت بڑا ظالم ہے ایسا نہ ہو ہمیں چلتے چلتے گولی مار دے"

وکیل نے کہا" فرینک اتنے احمق نہ بنو۔ تم دیکھو گے۔ چند منٹ کے عرصہ میں کیا تماشہ ہوتا ہے" یہ کہکر اس نے اپنے ساتھی کو کھینچکر آگے لے جانے کی کوشش کی۔

جب نارڈ اور کرٹس قریب پہنچے اور کپتان نے دھندلی روشنی میں ان کے چہروں کو غور سے دیکھا تو وہ چلا کر کہنے لگا "مقدس صلیب کی قسم سر کرستوفر تو ان میں موجود ہی نہیں دوست مور دانت افسوس ہے کہ اس سردی میں تمہیں سخت بزدلی سے ڈوئیل کے لطف سے محروم کیا گیا مگر تسلی رکھو تمہارا بدلہ میں نے لوں گا۔ میں نے اس شخص مسٹر کرٹس سے کہدیا تھا کہ تب تمہیں سر کرستوفر کی آمد کے لئے جوابدہ سمجھوں گا"

فرینک جنگجو کپتان کی زبان سے یہ دھمکی سن کر پھر رک گیا۔ مگر نارڈ کہنے لگا "کپتان

صاحب اس طرح کی لاف وگزاف و ادائوں کا شیدا نہیں۔۔!"

"اوہ! تم مجھے لاف زن سمجھتے ہو!" کپتان او لبنڈرلس نے اور بھی زیادہ زور سے کہا "یسوع کی قسم میں ابھی تمہیں ان الفاظ کی معافی پر مجبور کروں گا۔ مگر ٹھیرو پہلے مجھے مسٹر کرٹس سے نپٹ لینے دو۔ اس کا خاتمہ کر کے میں تمہیں بھی اسید معا کئے لیتا ہوں۔ دوست موردانٹ اب تم فریق اول نہیں میرے معاون ہو۔ اس لئے پستولوں کا بکس جو تم نے لبادہ کے نیچے لیا ہوا ہے۔ میرے حوالہ کردو"

کپتان موردانٹ ایک طویل القامت بے ڈول سا آدمی تھا۔ اس کی عمر ۵۰ سال کے قریب تھی۔ اور صورت اس حولیا سے اس قدر ملتی جلتی تھی۔ جتنی کسی بھائی اور بہن کی ہو سکتی ہے۔ وہ کہنے لگا "کپتان صاحب یہ لیجئے۔ میں شوق سے اس انتظام کو منظور کرتا ہوں۔"

اب فریڈیک کرٹس سخت خوف زدہ ہوکر اپنے دوست وکیل کے کان میں کہنے لگا "ہاورڈ کیا تم نے وہ سب وعدے فرضی ہی کئے تھے کیا۔۔؟"

اتنے میں کپتان کی تیز نگاہ نے دور سے ایک اور شخص کو آتے دیکھ لیا تھا۔ وہ بولا "یسوع کی قسم ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کسی شخص کو ہماری نگرانی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔"

ہاورڈ کہنے لگا "گبھرائیے نہیں۔ یہ میرا نوکر ہے۔ جو پستولوں کا بکس لا رہا ہے۔ اس خیال سے کہ تم یہاں ہو یا نہ ہو۔ ہم نے اسے تھوڑے فاصلہ پر گاڑی کے قریب کھڑا کر دیا تھا۔"

"میں یہاں نہ ہوتا!" کپتان نکار کر کہنے لگا۔ "کیا تم مجھے بھی بڈھے کرسٹوفر بلنٹ کی طرح بزدل سمجھتے ہو۔۔۔ مگر یسوع کی قسم یہ آدمی نوکر تو نہیں معلوم ہوتا۔"

اور یہ کہتے ہوئے کپتان نے فقرہ کو ناتمام ہی چھوڑ کر مسٹر ینگ گریب کی طرف تشویش کی نظر سے دیکھا۔ جواب وہ رُتا اور ہانپتا ہوا اس مقام کی طرف آرہا تھا۔

ہاورڈ نے بائیں طرف کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پراگس بھی تیزی سے اس طرف کو آرہا ہے۔

موردانٹ کی نگاہ بھی اس سمت میں اٹھی۔ جدھر وکیل دیکھ رہا تھا۔ اور وہ بولا "ایک اور شخص بھی نمودار ہوگیا۔ صاحبان یہ کارروائی کیا معنی رکھتی ہے؟"

"یسوع کی قسم میں خود اس کارروائی کا اب تک مطلب نہیں سمجھا" کپتان او لبنڈرلس نے گلا پھاڑ کر کہا "کیا تم بزدلوں نے آج صبح کے دلچسپ قصہ کو خراب کرنے کے لئے سپاہیوں

کی مدد حاصل کرنے کی نا پاک کارروائی اختیار کی ہے ؟"

اتنے میں مسٹر میک گریب بالکل قریب پہنچ گیا تہا۔ وہ خشونت کے لہجہ میں کہنے لگا کپتان صاحب میں اس کا مطلب سمجھا ہوں" اور پھر اس نے یہ دیکھ کر کہ نیراسا تہی پراگسن بہی جو کپتان کے پیچھے چند قدم کے فاصلہ پر پہنچ گیا ہے سلسلہ کلام کو جاری رکھکر کہا" بات یہ ہے میں دیوانی کا افسر ہوں اور تم کو عدم ادائے قرضہ کے جرم میں زیر حراست کرتا ہوں"

کپتان کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہوگیا اور وہ زور سے چلا کر کہنے لگا "افسر!"

ادھر فرنیک کرش کا چونکہ اب یہ اطمینان ہوگیا تہا کہ ذو یل تک بطور حال نوبت نہ آئیگی۔ اس لئے وہ اس پر لطف نظارہ کو دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

مسٹر باورلے بڑے پرسکون لہجہ میں کہا" ہاں جناب یہ افسر ہیں۔ اور میں مسٹر سپرگز مدعی کا وکیل ہوں۔ جن کا دعوے تین سو ستائیس پونڈ کا مع خرچہ عدالت تمہارے خلاف فیصل ہو چکا ہے۔ اور تم عدم ادائگی کے لئے زیر حراست ہو"

"مقدس صلیب کی قسم یہ کیا اندھیر ہے" کپتان اوبلینڈرس نے گرج کر کہا۔ اور وہ فرط غضب سے آتنا بچہ کہ معلوم ہوتا تہا۔ اس کا جسم فوجی کوٹ کو تار تار کر دے گا" یہ نہ صرف میری بلکہ سارے قدیم آئرلینڈ کی توہین ہے۔ دوست سو ہو دانت . . ."

شخص مذکور کہنے لگا" کپتان صاحب معاملہ بے ڈھب نظر آتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں جو کام ہم نے کرنا تھا۔ اس میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہونی چاہئے۔ کیا ہرج ہے۔ اگر پہلے معاملہ ہو جائے پھر جیلخانہ میں جانے کا سوال دیکھا جائیگا"

مسٹر میک گریب نے کہا" نہیں یہ نہیں ہو سکتا"

پراگسن بہی جو کپتان کے پیچھے کھڑا تہا۔ بولا" ہرگز نہیں"

"وحشیو" کپتان اوبلینڈرس نے نعرہ دار آواز میں کہا" کیا تم . . . ؟"

لیکن میک گریب نے فوراً قطع کلام کرکے کہا" اس فضول گوئی کو جانے دو۔ اگر تم سیدھی طرح چلنے پر آمادہ نہ ہوگے۔ تو مجھے کوئی اور انتظام کرنے پر مجبور ہونا پڑیگا"

کپتان اوبلینڈرس کے منہ سے مارے غصہ کے جھاگ نکل رہے تھے۔ مگر اس کے دوست سو ہو دانت نے معاملہ کے ہر پہلو کو سوچکر کہا" کپتان صاحب جھگڑا نا بے سود ہے" پھر اس نے نہایت لجاجت سے اور وکیل اور فرنیک کرش کی طرف خشمگین نظر سے دیکھکر

ان بزدلوں سے ہم پھر کسی وقت نپٹ لیں گے۔"

یسوع کی قسم میں ایک سے تو ابھی نپٹ لینا چاہتا ہوں۔" کپتان اوبلینڈرس نے غصہ کو فرو کرنے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اور اس نے جھپٹ کر بدنصیب فرنیک کرائس کو پیشتر اس کے کہ کوئی اس کی مدد کو پہنچتا۔ تین چار بڑے زور کے مکے لگا دے۔

کرائس خوفناک کپتان کی گرفت سے چھوٹنے کی ناکام کوشش کرتا ہوا چیخنے چلانے لگا۔ مگر جلدی ہی سیک گریب پرامگس اور وکیل صاحب اس کی مدد کو پہنچ گئے۔ اور اس کے بعد بڑی دشواری سے کپتان کو پا بدستِ دگرے دوست بدستِ دگرے اٹھا کر گاڑی میں سوار کیا گیا۔ سوڈ ونٹ نے مسٹر ہارڈ سے اپنے دوست کیا تھا اس جیلخانہ تک جانے کی اجازت لے لی۔ جہاں اسے زیر حراست رکھنا مقصود تھا۔

بہر حال فرنیک کرائس نے کسی ناشدہ حادثہ کے خوف سے ان کے ساتھ جانا منظور نہ کیا اور جبکہ وہ گاڑی جس میں کپتان اور اس کا دوست سوار تھے۔ وکیل اور دونوں افسروں سمیت ہارس مونگرلین کے جیلخانہ کی طرف چلی۔ یہ حضرت خوش خوش کپتان کی مصیبت میں اس کی مار کو بھلا کر پیدل ہی گھر کو چل دئے۔ راستہ میں اس بات سے پھولے نہ سماتے تھے۔ کہ کپتان اوبلینڈرس کو اب ایک ایسے مقام میں پہنچا دیا جائے گا۔ جہاں کم از کم کچھ عرصہ کے لئے اس کی جنگجو یانہ فطرت کو آشکار ہونے کا موقعہ نہیں مل سکتا۔

خود کپتان اوبلینڈرس کو ایک پرلطف شغل میں یہ نامعلوم اور ناگوار رکاوٹ پیش آنے سے جو آزردگی ہوئی۔ اور اُسے جو غصہ آیا۔ اس کا ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت اس کے جوش وخروش کا مسٹر سیک گریب اور پرامگس پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ بیشر سی فیلڈس سے ہارس مونگرلین تک دونوں "افسر" بالکل خاموش رہے۔ راستہ میں صرف ایک مرتبہ تو اور وہ بھی اس وقت جب مسٹر ہارڈ نے تجویز پیش کی۔ کہ کسی شراب خانہ میں ٹھیر کر کچھ ناشتہ کر لینا چاہئے۔ اسوقت ان میں سے ہر ایک نے اتنا کہا۔ "ہاں ذرا سی رم مل جائے۔ تو خوب ہو" کپتان کا جوش بھی کسی حد تک وسکی کے ایک گلاس سے فرو کیا گیا۔ لیکن مرڈونٹ اور وکیل نے کوئی چیز نہ پی۔

جوں توں کر کے گاڑی جیلخانہ کے پھاٹک پر رکی۔ اور کپتان اوبلینڈرس کو دیوانی عدالت میں پہرہ داروں کے سپرد کر دیا گیا۔

باب ۶۴ ٹڈمارش اور اولڈ ڈیتھ

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ واقعات جو اوپر درج کئے گئے ہیں۔ اس دوشنبہ کے بعد جب ٹامس رتھیفورڈ کو پھانسی پر لٹکایا اور دوبارہ زندہ کیا گیا تھا۔ بدھ کے روز ظہور میں آئے تھے اسی بدھ کی شام کو قریباً آٹھ بجے کا وقت تھا۔ اور ریڈ لائن سٹریٹ کی تجربہ گاہ میں آتشدان کے قریب ڈاکٹر لیسار، اور ارل آف ایلنگھم بیٹھے کلیرٹ کی ایک نفیس بوتل پر جو ارل کے اپنے گودام واقع پال مال سے مہیا کی گئی تھی محو گفتگو تھے۔

امیر موصوف اضطراب کے ساتھ اپنی گھڑی کو دیکھ کر کہنے لگا۔ "خدا معلوم کیا بات ہے جیکب سمتھ ابتک واپس نہیں آیا۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "قریباً دو گھنٹوں سے ہمارے درمیان جو گفتگو ہو رہی ہے۔ اس میں تم یہ فقرہ کتنی بار کہہ چکے ہو۔ ارل تم آخر دنیا میں صبر بھی کوئی چیز ہے۔ اطمینان رکھو۔ سارا کام بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ طے ہو گیا ہوگا۔ اگر کوئی خرابی واقع ہوتی۔ تو تمہیں ابتک اس کی اطلاع ضرور مل جاتی۔ کہا کرتے ہیں۔ بری خبر پر لگا کر اڑتی ہے۔"

ارل نے کہا۔ "کاش میری اپنی طبیعت میں آپ کے برابر سکون اور اطمینان ہوتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی واقعہ ہماری تجاویز میں رکاوٹ نہ پیدا کر دے۔"

ڈاکٹر بولا۔ "بلاوجہ کسی خرابی کا انتظار کرنا برا ہوتا ہے۔ تسلی رکھو سب کام خوش اسلوبی سے ہو گیا ہوگا۔ مسٹر ڈی ٹنڈیل نے اپنے فرائض کو کاروباری اصول کے ساتھ پورا کیا ہے اور میری رائے میں اس سے بہتر انتظام کوئی اور نہ کر سکتا تھا۔ دوشنبہ کی شام کو وہ ڈوور کیطرف روانہ ہوا جہاں اس نے جہاز کا انتظام کیا اور کپتان کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ جس وقت اسے کہا جائے۔ روانگی کے لئے تیار ہے۔ کل رات سات بجے وہ لندن کو واپس آیا۔ اس عرصہ میں تمہارا بھائی اس قدر صحت یاب ہو چکا تھا کہ اسے جیکب کی معیت میں روانہ کرنے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہوئی۔ پھر تم نے جس طرح اس کا بھیس بدلوایا۔ اس کے بعد کوئی مشہور سراغرساں بھی اسے نہیں پہچان سکتا۔ وہ دونو آج صبح ڈوور پہنچ گئے ہونگے اور میں امید کرتا ہوں ابتک تمہارا بھائی ٹامس کیلے میں محفوظ ہوگا۔ جہاں مسٹر ڈی ٹنڈیل اپنی بیٹیوں سمیت کل پہنچ جائینگے۔ وہاں سے وہ سب پیرس کو روانہ ہونگے اور وہیں تم نے ان سے جا ملنا۔"

ارل نے کہا "بیشک یہ سارے انتظامات مسٹر ڈی ٹڈیانے کرلئے تھے۔ اور مجھے امید ہے کہ نتائج آپکی امید کے مطابق اطمینان بخش ثابت ہونگے۔ لیکن میں نے جیکب کو تاکید کردی تھی۔ کہ تم نے ٹام کو جہاز پر سوار کر کے فوراً ہی بڑی تیزی کے ساتھ لندن کو واپس آجانا۔ جو نیلے سے ملکی کی بڑی مقدار یکمڑ کہہ دیا تھا۔ کہ خرچ کی بالکل پرواہ نہ کرنا۔ کیونکہ میں اس کی زبانی جلد سے جلد یہ خبر سننا چاہتا ہوں کہ بھائی حفاظت سے جہاز پر سوار ہو کر فرانس کو چلا گیا ہے ان حالات معلوم نہیں۔ کیا واقعہ پیش آیا کہ وہ ابتک نہیں لوٹا۔ ڈاکٹر صاحب آپ سمجھ سکتے ہیں میرے فکر بیٹے بے جا نہیں۔ کیونکہ کئی طرح کی غیر متوقع خرابیاں اور ایسے حادثات جن کا کسی کو علم نہیں ہوتا پیش آجاتے ہیں۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ جب تک جیکب خود آکر خبر نہ دے گا۔ میرا اضطراب دور ہونا غیر ممکن ہے۔"

ڈاکٹر بے صبری سے کہنے لگا "میری سمجھ میں نہیں آتا آپکو کس خرابی کی فکر لگی ہوئی ہے"

ارل نے کہا "کون کہہ سکتا ہے۔ عالم غیب سے کیا ظہور میں آنیوالا ہے۔ آپکو یاد ہوگا دوشنبہ کی رات کو جب ٹامس بے خبر سو رہا تھا اور سکان میں ہر طرح امن تھا۔ وہ شیطان یکا یک کہیں سے نمودار ہو گیا۔ جسے ہم سب مردہ سمجھتے تھے۔ اور جس وقت یہاں یہ واقعات ظہور میں آرہے تھے۔ آپ اپنے مکان واقع گریفین سٹریٹ میں یہ سوچکر بے فکر تھے۔ کہ ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں ہر طرح امن ہے۔"

ڈاکٹر بولا "بیشک اس بڈھے خبیث کا جسے ٹامس رنیفورڈ مردہ سمجھتا تھا اور جس کے بہت سے حالات تم نے مجھے بتائے ہیں۔ یکا یک نمودار ہونا حیرت خیز تھا۔ لیکن میں تسلیم کرتا ہوں تم نے اس معاملہ کو بڑی خوش اسلوبی سے طے کیا۔ یہاں تک کہ ٹامس رنیفورڈ کو اس وقت تک معاملہ کا علم نہ ہوا حتی کہ ساری کارروائی ختم ہو گئی۔"

ارل نے کہا "جیسا میں نے بیان کیا۔ خوش قسمتی سے وہ بے خبری کی حالت میں پڑا رہا جیکب پہلے تو بنجمن بونز کی صورت پہچان کر بہت مضطرب اور حیرت زدہ ہو گیا تھا اور خود مجھے یہ معلوم کر کے کہ یہ اولڈ ڈیتھ ہے۔ کچھ کم اضطراب پیدا نہ ہوا تھا۔ زیادہ خرابی یہ ہوئی۔ کہ گھبراہٹ میں لیمپ جیکب کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اور بونز چونکہ بڑے زور سے جدوجہد کر رہا تھا۔ اس لئے میں جاکر دوسرا لیمپ بھی نہ لا سکتا تھا۔ اندیشہ تھا کہیں بھائی بیدار نہ ہو جائے مگر اچھا ہوا کہ وہ بالکل بے خبر سویا رہا۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "تو کیا پھر جیکب سمتھ ہی مستعمل کردہ شمع لایا تھا؟"
ارل مسکرا کر کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے۔ کل صبح میں نے جو تفصیلات آپ کے سامنے بیان کیں۔ انہیں آپ نے غور سے نہیں سنا"
لیسلز بولا "اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جس وقت تم یہ قصہ بیان کر رہے تھے۔ میں مریض کو دوا پلانے میں مصروف تھا۔ لیکن خیر اب تم وہ ساری تفصیلات بیان کرو۔ اتنے میں جیکب سمتھ بھی واپس آ جائے گا"
ارل نے کہا "خدا کرے وہ جلدی لوٹ آئے لیجئے میں داستان کو اس مقام سے شروع کرتا ہوں۔ جہاں سے آپ نے اس پر توجہ نہیں دی"
ڈاکٹر کہنے لگا "میں نے ابھی تم سے یہ پوچھا تھا۔ کیا آخر کار جیکب ہی مستعمل کردہ سرالمپ لانے گیا؟ مگر اب مجھے یاد آ گیا۔ کہ تم تاریکی میں اس بڈھے کو گھسیٹتے ہوئے دوبارہ تہ خانہ کیطرف جانے والے زینہ کیطرف لے گئے اور تم نے اُسے جو خوفناک دھمکیاں دیں۔ اُنکی وجہ سے اسنے جد وجہد چھوڑ دی تھی۔ آدمی بہت خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ اور جو کیفیت میں نے تمہارے بھائی سے اس کے متعلق سنی۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ یہی وہ شخص تھا۔ جسے پہلے بھی میں نے ایک دو موقعوں پر اس مکان میں دیکھا۔ اگرچہ اس وقت مجھے اس کا نام معلوم نہ تھا"
ارل نے تسلیم کیا "ہاں یہ وہی آدمی تھا"
ڈاکٹر نے کہا "ہاں تو تم اسے کھینچتے ہوئے زینہ کے نیچے لے گئے اور جیکب کو لمپ جلانے کے لئے کہا۔ رینفورڈ اس عرصہ میں سویا رہا۔ اور اس کا بے خبر سونا کچھ تعجب خیز بھی تھا۔ کیونکہ صبح کے واقعات کے بعد اسے گہری نیند آنا قدرتی تھا"
ارل کہنے لگا "میں سچ کہتا ہوں۔ اس بڈھے پاجی کو زینہ سے نیچے گھسیٹتے ہوئے جانا اتنا خطرناک کام تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ حیرت یہ ہے ہم دونوں گرنے سے کس طرح محفوظ رہے۔ بہر حال میں اسے زینہ کے راستہ نیچے تہ خانہ میں لے گیا اور چونکہ دروازہ اس طرف سے بند تھا۔ اس لئے اُسے کھولنے میں کچھ دشواری پیش نہ آئی۔ اتنے میں جیکب بھی شمع لیکر پہنچ گیا۔ اور میں نے بڈھے کو مجبور کیا کہ وہ میرے ساتھ تہ خانہ میں داخل ہو"
ڈاکٹر بولا "میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت اس کا بھیانک چہرہ غصہ اور خوف کی وجہ سے اور زیادہ ہیبت ناک نظر آتا ہوگا۔ لیکن خیر میں نے اس بات کا ارادہ کیا ہے

کہ جب اس کا پھانسی کے تختہ پر خاتمہ ہو۔ تو میں اس کے سر کا نمونہ مزید تیار کروں گا؟

ارل نے کہا " بیشک اس کی صورت بڑی ہیبت ناک نظر آتی تھی۔ لیکن مجھے نہ اس وقت اس پر رحم آیا۔ نہ اب محسوس ہوتا ہے۔ میں نے اُسے چند قدم آگے چلنے پر مجبور کیا جیکب بھی شمع ہاتھ میں لئے ساتھ تھا۔ ایک مرتبہ اس نے پیچھے مڑ کر اس لڑکے کیطرف شیطانی غصہ کی ایسی قہر آلود نظر ڈالی کہ مجھے یہ سوچکر حیرت ہوتی تھی۔ انسان کے سینہ میں ایسے خوفناک جذبات بھی موجود ہیں۔ جیکب سمتھ اس کی نگاہ سے اس طرح ڈر گیا جیسے کوئی شخص سانپ کی آنکھوں کی چمک سے خوف کھا جاتا ہے۔ لیکن میں نے اُسے تسلی دی۔ لمپ کی روشنی میں مجھے تہ خانہ کے بنیاد میں ایک دروازہ نظر آیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مجھے پہلے ہی اس تہ خانہ کی نسبت بعض شبہات تھے۔ اب وہ اس دروازہ کو دیکھکر تازہ ہوگئے۔ مجھے یقین تھا۔ کہ کوئی خاص دریافت ظہور میں آنیوالی ہے۔ چنانچہ میں نے بڈھے کو یہ کہکر کھڑا کیا۔ کہ میرے پاس پستول ہیں۔ اور اگر تم نے حجت کی۔ تو میں انہیں چلانے سے دریغ نہ کروں گا۔ خیر اس کمرہ کا دروازہ کہولا گیا۔ ۔ ۔"

"اور معلوم ہوا یہ وہی کوٹھڑی تھی۔ جس میں تم چار ہفتے زیر حراست رہے !" ڈاکٹر نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا " وہ لوگ کتنے بدمعاش تھے جنہوں نے تم سے اس قسم کی بدسلوکی کی "

ارل کہنے لگا " بیشک یہ وہی کوٹھری تھی۔ اور جب میں نے اس کے اندر نظر ڈالی۔ تو میرا خون رگوں کے اندر منجمد ہوگیا۔ جیکب سمتھ نے سمجھ لیا۔ اس کوٹھڑی کی دریافت کیا اہمیت رکھتی ہے۔ چنانچہ اس کے منہ سے بھی خوف کا کلمہ نکلا۔ میں نے اولڈ ڈیتھ کیطرف دیکھ کر جو اس وقت جیکب کی طرف وحشیانہ نظر سے گھور رہا تہا۔ کہا " اب میں سمجھ گیا کہ مجھے قید کرنے والوں میں سے ایک تم بھی تھے۔ مگر اب سوال وجواب کا وقت نہیں " پھر میں نے لمپ کو اس طرح سے ہاتھ میں لیا۔ جس سے اس کی روشنی کوٹھری کے اس حصہ پر پڑی۔ جہاں میں نے فرار کے لئے رخنہ تیار کیا تھا۔ اور دیکھا کہ ابھی تک اس حصہ کی ابھی تک مرمت نہیں ہوئی۔ ان حالات میں اس کو اس جگہ قید کرنا غیر ممکن تہا۔ مگر سوال یہ تہا۔ اسے کہاں کیا جائے ؟ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو نظر آیا کہ اس زمین دوز راستہ کے دوسری جانب یعنی اس کوٹھڑی کے بالمقابل ایک اور کوٹھڑی کا دروازہ ہے۔ اولڈ ڈیتھ نے جب دیکھا کہ میری نگاہ اس طرف کو لگی ہوئی ہے تو اس نے دہمکی اور التجا کے لہجہ میں چند الفاظ کہے

میں نے جواب دیا۔ میں تمہیں ضرر پہنچانا نہیں چاہتا۔ مگر جس طرح کچھ عرصہ پیشتر تم نے مجھے چند ہفتوں کے لئے یہاں زیر حراست رکھنا ضروری جانا تہا۔ اسی طرح اب میں تمہیں چند دن زیر حراست رکھنا چاہتا ہوں۔ چپکے سے اندر چلے جاؤ۔" اور اتنا کہ کر میں نے اس دوسری کوٹھری کا دروازہ کہول دیا۔

"گویا اب وہ بڈھا خبیث اس کوٹھری میں ہی اپنے دوست ڈمارش کے ساتھ زیر حراست ہے۔" ڈاکٹر نے کہا اور کہکر وہ اس خیال سے ہنسنے لگا۔ کہ دونوں بدمعاش خود اپنے ہی دام میں شکار ہوئے۔

ارل کہنے لگا۔ "آپ جانتے ہیں معاملہ اس قسم کا تہا جس میں فوری اور عجلت کارروائی کی ضرورت تہی۔ ڈمارش کے متعلق آپ نے مجھے جو حالات بتائے۔ ان کی بناء پر میں جانتا تہا کہ وہ ضرور کسی نہ کسی طرح تہ خانہ میں پہنچ جائے گا اور یہ ظاہر تہا کہ اس کے آزاد ہوتے ہوئے اس کی مدد سے اولڈ ڈیتھ بہی بآسانی رہا ہو جاتا۔"

تب میں نے یہ ترکیب اختیار کی۔ کہ ٹرنل سٹریٹ میں جا کر بڈہے ڈمارش سے کہا۔ ڈاکٹر لیسلز تم سے تجربہ گاہ میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔" یہ کہکر ڈاکٹر نے پھر قہقہہ لگایا کیونکہ اُسے یہ سارا معاملہ ایک نہایت پر لطف واقعہ معلوم ہوتا تہا۔

امیر موصوف نے کہا۔ "ہاں یہی ترکیب تہی۔ جو میں نے اختیار کی۔ ڈمارش نے میری طرف مشتبہ نظر سے دیکھا۔ اور بڑبڑا کر کہنے لگا۔ ڈاکٹر بڑا عاقبت اندیش آدمی معلوم ہوتا ہے لیکن میں نے بظاہر اس کی باتوں پر توجہ نہ دی۔ وہ تجربہ گاہ میں آگیا۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "ہاں میں جانتا ہوں۔ تم جس ترکیب سے اسے اس کے دوست اولڈ ڈیتھ کے پاس لائے۔"

ارل کہنے لگا۔ "بہر حال اب دونوں کو اس وقت تک اس کوٹھری میں بند رکہا جائیگا۔ حتیٰ کہ جیک سمتھ یہ اطلاع لے کر واپس آجائے۔ کہ میرا بہائی بحفاظت جہاز پر سوار ہو گیا ہے کچھ شک نہیں۔ کہ وہ معلون اس بات سے قطعاً لاعلم ہیں۔ کہ وہ موت سے محفوظ رہا۔ یا اسے عجیب و غریب طریق پر دوبارہ زندہ کیا گیا۔ جس کے لئے ڈاکٹر صاحب میں آپکی فیاضانہ امداد اور علمی تحقیقات کا ہمیشہ ممنون احسان رہوں گا۔ لیکن چونکہ مجھے اس بات کا یقین

کہ ان میں سے ایک اس کا جانی دشمن ہے۔ اس لئے ہم ان سے یہ بات اچھی طرح پوشیدہ
رکھیں گے۔ کہ وہ دوبارہ زندہ ہو چکا ہے۔ کم از کم اس وقت تک کہ وہ ہر قسم کے خطرات کی حد
سے باہر پہنچ جائے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن دنوں میں تہ خانہ میں زیر حراست تھا۔
"مارش" بھی میرا نگران ہوا کرتا تھا۔ اگرچہ وہ ان دنوں حتی الامکان کم بولتا۔ اور گفتگو کے وقت
بدلا ہوا لہجہ اختیار کر لیتا تھا۔ بہرحال اس قدر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ آواز "مارش"
ہی کی ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ جس وقت میں ٹرنمل سٹریٹ والے مکان میں اس کے
پاس وہ فرضی پیغام لے کر پہنچا۔ جسے پاکر وہ میرے ساتھ اس مکان پر آنے کے لئے آمادہ
ہوا تو وہ ایک لمحہ کے لئے اس قدر حیرت زدہ نظر آیا۔ کہ میں نے سمجھا۔ اس نے مجھے پہچان لیا
ہے۔ ہرچند کہ زمانہ حراست کے دنوں میں مجھے کبھی اس کی صورت دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا
تھا۔ اور وہ بھی اپنا چہرہ چھپائے رکھتا تھا۔ تاہم یہ ممکن ہے۔ کہ اس نے میرا چہرہ دیکھ لیا ہو
خیر جس وقت میں طربن فڈو پر اس کے مکان پر پہنچا۔ تو میں نے ایسی لاپروائی اور ارادت
کی صداقت کا اظہار کیا۔ کہ اس کے دل میں غداری کا ذرا بھی خیال پیدا نہ ہو سکتا تھا اور
اگر ایسا خیال پیدا ہوا بھی۔ تو وہ میرے طرز عمل سے فوراً رفع ہو گیا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب ایمان
کی بات یہ ہے۔ کہ فطرتاً میں ایسے بدمعاشوں کے ساتھ بھی اس قسم کی دھوکہ دہی کو دل سے
بُرا سمجھتا ہوں۔"

لیسلر کہنے لگا۔ "ارنسٹ تمہاری رحمدلی حد انتہا سے بڑھی ہوئی ہے اس بدمعاش "مارش"
کو کسی نہ کسی طرح دام میں پھنسانا ضروری تھا۔ تاکہ وہ کسی قسم کی شرارت نہ کر سکے۔ اس وقت
تم نے جو تفصیل بیان کی ہے۔ اس سے میں یہ جان کر بہت خوش ہوا ہوں۔ کہ تم نے قابل
تعریف دور اندیشی سے کام لیا۔ اور ضروری احتیاطیں عمل میں لاتے ہوئے سچی بہادری کا
ثبوت دیا۔"

ارل نے کہا۔ "ڈاکٹر صاحب جو کچھ میں نے کیا۔ اس کے لئے نہ مجھے کسی تعریف کی ضرورت
ہے اور نہ میں اس کا مستحق ہوں۔ بھائی نے میرے ساتھ جو فیاضانہ سلوک کیا۔ اسے پیش نظر
رکھتے ہوئے میرا فرض تھا۔ کہ اس کی حفاظت کے لئے ہر ممکن سبیل پیدا کرتا۔ دو شنبہ
کی ساری رات میں اس کے سرہانے بحالت فکر بیٹھا رہا۔ اس انتظار میں تھا کہ جب اس
کی آنکھ کھلے۔ تو اسے لارڈ ڈیتھ کے زندہ ہونے اور گرفتار کئے جانے کی خوشخبری

سناؤں۔ مگر وہ آپ کی آمد تک سے جبر سو یار ہا۔ اور اس کے بعد جب آپ کی موجودگی میں اُسے بتایا گیا۔ کہ بنجمن بونز ہر چند کہ وہ اپنی شرارت النفسی کی وجہ سے کسی ہمدردی کا مستحق نہیں ہوا مگر مقتولہ ہے۔ اور تم اس کی موت کا موجب بنے ہو۔ تو آپ کو معلوم ہے۔ اس سے اسے کتنی خوشی حاصل ہوئی"

ارل کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ صدر دروازہ پر کسی کے آہستگی کے ساتھ دستک دینے کی آواز سنائی دی۔ اسے سنکر لارڈ ایلنگھم اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور لیمپ ہاتھ میں لے کر دروازہ کھولنے گیا۔

پھر جب اس نے دروازہ کھولا۔ تو اس کے منہ سے پہلے الفاظ یہ نکلے "جیکب سمتھ تم آ گئے"۔ یہ الفاظ ڈاکٹر کے کانوں تک بھی پہنچے۔ اور پھر دونوں کے ہال میں آہستگی سے گفتگو کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ جس کے آخر میں نوجوان امیر کے منہ سے نکلا "خدا کا شکر ہے"۔

اس کلمہ سے لیسٹر نے سمجھ لیا۔ کہ ریتھ فورڈ ساحل انگلستان سے بحفاظت روانہ ہو گیا ہے۔

باب ۶۵ ارل آف ایلنگھم کا انصاف

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ان انتظامات کی رو سے جو پہلے کئے گئے فیصلہ یہ ہوا تھا کہ لارڈ ایلنگھم اور جیکب سمتھ دونوں ٹام ریتھ کے ہمراہ فرانس کو روانہ ہوں۔ لیکن پھر جب اولڈ ڈیتھ ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں ایک نمودار ہوا۔ اور وہ واقعات پیش آئے۔ جن کی کیفیت کسی گذشتہ باب میں درج کی گئی ہے۔ تو ناچار اس انتظام کو فسخ کرنا پڑا۔

اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب اس اولڈ ڈیتھ اور ٹنڈ مارش کو اپنی حراست میں لے چکا۔ تو اس نے صرف اس وجہ سے اس مکان میں ٹھیرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کہ تہ خانہ کی نگرانی کر کے قیدیوں کے فرار کو روکا جا سکے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ انہیں خوراک دیا کرنا اور اس وقت جب اُن کی حراست کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اُن کو رہا کرنا ضروری تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ٹام ریتھ اور جیکب ارل کی معیت کے بغیر ہی ڈوور کو چلے گئے۔ اور

جیکب سمتھ رین فورڈ کو اس جہاز پر بحفاظت سوار کرکے جو مسٹر ڈی ٹڈینا نے اس کے فرانس لیجانے کے لیے کرایہ پر لیا تہا۔ اس کی اطلاع لیکر لندن کو واپس ہوا۔ مگر نہیں جیکب نے اسی کو کافی نہ سمجہا کہ نام رین کو جس سے اسے بیحد محبت پیدا ہوگئی تہی۔ جہاز پر سوار کرا کے واپس چلا آئے بلکہ مزید احتیاط کے طور پر وہ ارل اور نام رین کی ہدایات کے خلاف جو یہ تہیں۔ کہ تم نے فوراً ہی روانگی کی اطلاع لیکر لندن کو واپس چلے جانا۔ ڈوور کے گہاٹ پر اس وقت تک کھڑا رہا حتی کہ جہاز کے سفید مستول فاصلہ پر نظروں سے اوجہل ہوگئے۔

یہی وجہ تہی کہ اگرچہ ارل نے اسے بہت سا روپیہ دیکر اس بات کی تاکید کردی تہی۔ کہ اخراجات کی پرواہ نہ کرکے روانگی کی اطلاع لیکر ہوا کی مانند واپس آنا۔ اسے تاخیر ہوگئی۔ مگر جیسے اس نے اس تاخیر کی وجہ بیان کی۔ تو لارڈ ایلنگہم یا ڈاکٹر نیسلفرا سے ملامت کا ایک لفظ بہی کہنے کی جرات نہ کرسکے۔

اور اب لارڈ ایلنگہم کے چہرہ پر مسرت کے آثار ایسے ہی نمایاں طریق پر نمودار تہے۔ جیسے کچہ عرصہ پیشتر فکر اور اندیشہ کے۔ فرط مسرت سے اس نے غریب جیکب کا ہاتہ اس گرم جوشی سے ہلایا۔ گویا وہ اس کا اپنا چہوٹا بہائی ہو۔

آخر جب وقت جیکب رینفورڈ کے ہمراہ ڈوور تک سفر اور بعد ازاں رینفورڈ کے جہاز پر سوار ہونیکی کیفیت مفصل بیان کرچکا۔ تو ارل کہنے لگا "اب ہم تہوڑی دیر میں اپنے قیدیوں کو رہا کردینگے۔ لیکن ایسا کرنے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم نہ صرف ان کی زبانی اس قسم کی تفصیلات سن لیں۔ جو میری ذات سے تعلق رکہتی ہیں۔ بلکہ ایسی احتیاطیں بہی عمل میں لاویں کہ یہ دونوں بدمعاش جنہیں ہم عنقریب رہا کردینگے۔ دوبارہ اس مکان کے تہ خانہ یا کوٹہری تک رسائی نہ حاصل کرسکیں چونکہ مجہے امید تہی۔ کہ جیکب آج رات تک واپس آجائے گا۔ اور چونکہ میں نے اس بات کا مصمم قصد کرلیا تہا کہ اس کے آتے ہی ان دونوں شخصوں کو رہا کردونگا اس لیے میں نے اپنے ان تینوں وفادار نوکروں کو جنہوں نے دوشنبہ کی صبح کو ہمیں بہت مدد دی تہی۔ اور جن کی وفاداری پر مجہے کامل اعتماد ہے۔ حکم دیدیا تہا۔ کہ وہ ساڑہے نو بجے یہاں پہنچ جائیں۔"

"کس لیے؟" ڈاکٹر نے متحیر ہوکر پوچہا۔

ارل نے جواب دیا۔ "محض اس لیے کہ ہماری تعداد بڑہ جائے۔ اور جن بدمعاشوں

کو ہمارے روپیہ پیش ہوتا ہے۔ وہ رعب میں آجائیں۔ ڈاکٹر صاحب میں انہیں نمالیاً نکلادینا سا امکان بھی دینا نہیں چاہتا۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ اگر وہ دیکھیں گے۔ ایک طرف وہ دو اور دوسری طرف جیکب سمیت ہم صرف تین آدمی ہیں۔ تو ممکن ہے۔ وہ اسی قسم کا مقابلہ شروع کر دیں جس سے ہمسائے خبردار ہو جائیں اور اس بات کو آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ کوئی ایسا واقعہ ظہور میں نہ آئے۔ جس کی وجہ سے ہمیں بر سرِ عدالت اس بارہ میں کیفیت بیان کرنی پڑے۔ کہ ہمارا ان بدمعاشوں کے اس مکان سے کس طرح تعلق پیدا ہوا۔"

ڈاکٹر لعیلڈ نے جواب دیا "میرے دوست تمہاری احتیاطیں قابلِ تعریف ہیں۔ مگر سنو! یہ دروازہ پر دستک کی سی کیا آواز سنائی دی؟"

ارل کہنے لگا "جیکب تم دوڑ کر جاؤ۔ اور دروازہ کھول دو معلوم ہوتا ہے۔ میرے نوکر آگئے ہیں۔"

لڑکا شمع ہاتھ میں لئے بغیر دروازہ کی طرف لپکا۔ لیکن اس کے جانے پر فوراً ہی ارل کو کچھ خیال پیدا ہوا۔ اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ اس نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو میرے نوکروں کی بجائے کسی اجنبی نے دروازہ پر دستک دی ہو۔

جس وقت تک ارل زینہ کے وسط میں پہنچا۔ جیکب نے باہر کا دروازہ کھول دیا تھا باہر کی روشنی میں اس نے دروازہ پر ایک عورت کو کھڑے دیکھا جس کی صورت سے وہ ناآشنا نہ تھا۔ چنانچہ بے اختیار کہنے لگا "کون مسز جینی؟"

"کون جیکب؟ مسز جینی نے بھی جوکچھ کم حیرت زدہ نہ تھی کہا تم یہاں کہاں؟ اس مکان میں تمہارا کیا کام ہے؟ اور پچھلے دنوں تم کہاں چھپے رہے ہو؟ اگر میں غلطی نہیں کرتی۔ تو مجھے تمہاری حرکات سے غداری کی بو آتی ہے۔ مگر آج نہیں یہ دیکھ کر سمجھتی ہوں۔ تم مسز لونز کی غرضی موت سے اچھی طرح واقف ہو۔ اور اب تمہاری اس سے صلح ہو چکی ہے۔ کیا وہ اندر ہی ہے؟"

جیکب نے جلدی سے اوسان بحال کر کے جرأت سے کام لیکر کہا "ہاں اندر چلے آجاؤ۔ وہ تم سے ملنا چاہتا تھا۔"

مسز جینی یہ کہتی ہوئی مکان کے اندر داخل ہوئی۔ کہ میں خود اس سے ملنا چاہتی ہوں۔ پھر جب اس کے داخل ہوتے ہی احتیاطاً دروازہ بند کر لیا گیا۔ تو وہ کہنے لگی "میں وہ شخص

کی رات کے بعد اس سے نہیں مل سکی۔ اور کل رات اس کا ڈالا نہیں آنے کا وعدہ بھی تھا۔ اس کے نہ آنے سے مجھے تشویش پیدا ہوئی۔ اور میں ٹرن ٹل اسٹریٹ والے مکان میں چلی گئی۔ میں نے بہت آوازیں دیں۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ میں کہتی ہوں صاحب تم ڈنمارش اور اس مکان کے دوسرے حصے سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہو گے۔"

جیکب بولا "ڈنل اور نیچے تہ خانہ کا بھی علم ہو چکا ہے۔ اب میں ان تمام اسرار سے واقف ہوں۔ جو پہلے مجھ سے پوشیدہ رکھے جاتے تھے۔" تو مسز جینس میرے ساتھ چلی آؤ"

وہ اس بات سے بے خبر کہ معاملہ کی تہ میں کیا راز پنہاں ہے۔ بلکہ الٹا اس بات سے خوش کہ جیکب اب اولڈ ڈیتھ کا اتنا منظور نظر بن چکا ہے کہ وہ اسے قابل اعتماد سمجھنے لگا ہے اس کے پیچھے پیچھے زینہ پر چڑھنے لگی۔ لیکن پہلے موڑ پر ہی پہنچی تھی کہ کسی نے اسے مضبوط ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا "مسز جینس خاموش۔ ورنہ تمہاری خیر نہیں"

جیکب نے جلدی سے پیچھے مڑ کر کہا "ہائی لارڈ! ہا ہا۔ آپ یہاں پہنچ گئے۔ یہ عورت بھی اس خوفناک جماعت سے تعلق رکھتی ہے۔ جسے آپ تباہ کر رہے ہیں"

"اوہ! جیکب" مسز جینس نے حالت اضطراب میں کہا "تم نہیں جانتے یہ کیا کر رہے ہو۔ مگر یہ لارڈ کون ہے۔ اور میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے؟"

آرتھر کہنے لگا "اے عورت میں ارل آف اینگلم ہوں۔ اور غالباً تم اس مکان میں میری طویل حراست سے بے خبر نہ ہو گی۔ مگر تم میرے آگے آگے چلو۔ اور یہ یاد رکھو کہ تم ان شخصوں کے قابو میں ہو۔ جو تمہیں آسانی سے رہا نہ ہونے دینگے"

عین اس وقت پھر کسی نے صدر دروازہ پر دستک دی

ارل نے مسز جینس سے مخاطب ہو کر کہا "تم یہاں ٹھہرو۔ جیکب میں خود دروازہ کھولنے جاتا ہوں"

اتنا کہہ کر آرتھر دروازہ کی طرف گیا۔ اس نے دروازہ کھولا۔ تو تینوں نوکر باہر کھڑے دکھائی دیے انہیں ساتھ لے کر تجربہ گاہ میں گیا۔ اور اس حکم کے ساتھ انہیں مختصر لفظوں میں مسز جینس کے نمودار ہونے کے حالات سے آگاہ کیا۔

مسز جینس نے زینہ کی تاریکی سے نکل کر تجربہ گاہ کی روشنی میں پہنچتے ہی تیز نگاہ سے اردگرد نظر دوڑائی۔ مگر سب سے زیادہ دیر تک اس کی نگاہ جیکب پر ہی لگی رہی اور بظاہر وہ اس وقت

ایسے سادہ مگر معززانہ لباس پہنے دیکھ کر بہت متعجب تھی جیکب کی شکل و صورت بھی صاف ستھری اور شریفانہ تھی کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اس لڑکے کے خط و خال موزون آنکھیں روشن دانت ہموار اور سفید تھے۔ اور اگرچہ چہرہ پر کسی پر اسرار ملالت کی علامات نمودار تھیں تاہم کچھ تو سفر کے اثر اور کچھ ماسں رینفورڈ کے بچ جانے کی خوشی نے اس وقت اس کے چہرہ پر سرخی کی جھلک پیدا کر رکھی تھی۔

جیکب نے معلوم کر لیا کہ مسز جنس میری طرف دلچسپی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اس وقت خود اس کے دل میں اس عورت کے متعلق رحم کا احساس پیدا ہوا جو بار ہا اس سے مہربانی کا سلوک کرتی رہی تھی۔ اور جس کے لئے خود جیکب کے دل میں کئی مرتبہ ایک نا قابل بیان کشش پیدا ہو چکی تھی۔ مگر موجودہ حالات میں اسے لارڈ ایلنگہم کے حوالہ کرنے کی کارروائی پر افسردہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اولڈ ڈیمچ کے جس قدر قرابتی اور متعلقین تھا۔ حتی الامکان ان سب کو لارڈ ایلنگہم کے روبرو لانے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مسز جنس کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچایا جائے گا۔ چنانچہ یہ بات اس نے اس سے ویسے لفظوں میں کہہ بھی دی۔ اگرچہ اس کا انداز ظاہر کرتا تھا۔ کہ میں اب تمہارے شرکا مس سے نہیں ہوں!

اتنے میں ارل نے تینوں نوکروں سے مخاطب ہو کر کہا "تم سب میرے ساتھ نیچے چلو"

جیکب نے تجربہ گاہ سے ایک اور لیمپ اٹھا کر روشن کیا۔ اور ارل اپنے نوکروں سمیت پاس کی خوابگاہ میں ہو کر تہ خانہ کی طرف چلا۔ ڈاکٹر لیسلز۔ مسز جنس اور جیکب یہ تینوں اس عرصہ میں تجربہ گاہ میں ہی رہے

عورت نے جیکب سے التجا کے لہجہ میں کہا "آخر اس ساری کارروائی کا مطلب کیا ہے"

بات یہ ہے کہ اگرچہ جیکب نے اس کا اطمینان کرا دیا تھا۔ تاہم اس کے دل کے شکوک ابتک رفع نہ ہوئے تھے

جیکب کسی قدر بلند آواز سے کہنے لگا "میں اس بارہ میں کوئی کیفیت بیان نہیں کر سکتا لیکن اس بات کا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ یا ارل اور ڈاکٹر صاحب کی طرف اشارہ

کر کے کہا۔ آپ میرے لفظوں کی تصدیق کرینگے۔ کہ نہیں اس صورت میں ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچایا جائیگا۔ کہ تم ان سوالات کا جو دریافت کئے جائیں۔ صحیح طور پر جواب دیتی رہو"

ڈاکٹر کہنے لگا۔ بے شک یہ ٹھیک کہتا ہے۔ اور میری رائے میں بہتر ہوگا۔ تم قیدیوں کی آمد تک خاموش رہو"

"قیدی!" مسز مینس نے گھبرا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ شاید یہ اشارہ اولڈ ڈیتھ اور ٹڈ مارش کی طرف ہے۔

اس کا یہ خیال غلط نہ تھا۔ کیونکہ چند ہی منٹ میں اردلی اپنے نوکروں سمیت ان دونوں شخصوں کو ساتھ لیکر آگیا۔ جن کے ہاتھ رسوں سے مضبوط بندھے ہوئے تھے۔

بنجمن بونز کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ ڈراؤنا معلوم ہوتا تھا۔ تین چار دن سے حجامت کا موقعہ نہ ملنے کے باعث چہرہ پر سفید بال نمودار ہو کر اس کی قدرتی خوفناک شکل کو اور زیادہ ہیبت ناک بنا رہے تھے اور غصہ اور خوف کے مشترکہ اثرات سے اس کی آنکھیں گچھے دار بھوؤں کے نیچے نہایت تیزی سے چمک رہی تھیں

ٹڈ مارش نسبتاً کم مضطرب نظر آتا تھا۔ لیکن تجربہ گاہ میں داخل ہو کر اس نے بھی جلد جلد ادھر ادھر نظر ڈالی۔ گویا وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ یہاں کون کون آدمی موجود ہیں۔

اولڈ ڈیتھ نے بھی حاضرین پر متجسسانہ نظر ڈالی۔ اور جب اس نے جیکب سمتھ کو موجود دیکھا۔ تو اس کی پیشانی پر سیکڑوں بل پڑ گئے۔ جس سے اس کی دلی نفرت اور فطری تندی کا اظہار ہوتا تھا۔ اس کے بعد اس نے مسز مینس کی طرف دیکھا۔ مگر اس عورت نے ایک پر معنی نظر سے یہ جتا دیا کہ میں خود یہاں زیر حراست ہوں۔ تمہارے خلاف گواہ بن کر نہیں آئی۔

ڈاکٹر لیمپلز آگ کی طرف پیٹھ کئے حاضروں کو اس انداز سے دیکھ رہا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسے اس کارروائی سے خاص دلچسپی ہے۔ فی الحقیقت اسے ایملی آف ایلنگہم سے جو محبت تھی۔ اسکی وجہ سے وہ اس کارروائی کا جو عنقریب ہونیوالی تھی۔ شوق سے منتظر تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اولڈ ڈیتھ ٹڈ مارش اور مسز مینس کے چہروں کو علمی تحقیقات کے پہلو سے بغور دیکھ رہا تھا۔ بہت دیر دیکھتے رہنے کے بعد آخرکار وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ اگر یہ تینوں جلد یا بدیر پھانسی پر نہ لٹکائے گئے۔ تو قصور ان کا اپنا نہ ہوگا

یکایک لارڈ الینگھم نے تینوں قیدیوں کو کرسیوں پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور پھر جب وہ بیٹھ چکے۔ تو اس نے انہیں ان لفظوں میں مخاطب کیا " دیکھو تم اس شخص کے بس میں ہو جسے تمہارے بداعمال کے لئے سزا دینے کا اختیار حاصل ہے۔ اور اگر تم نے میرے سوالات کا جواب دینے سے انکار کیا۔ یا غلط جوابات دیئے۔ تو میرے لئے صحیح نتائج پر پہنچ جانا مشکل نہ ہوگا سب سے پہلے بنجمن بونز! میں تم سے مخاطب ہوتا ہوں اور میرا سوال یہ ہے۔ تمہارے کارکنوں یا ساتھیوں نے کس لئے مجھے رات۔ میں پکڑ کر میں تہ خانہ کی ایک کوٹھڑی میں بند کیا؟ بدمعاش آدمی میرے اس سوال کا کچھ جواب دو۔"

عمر رسیدہ خبیث جس کی کھوکھلی آواز غصہ۔ اور خوف کی وجہ سے اور بھی ہیبت ناک ہوگئی تھی۔ کہنے لگا " مائی لارڈ میں درخواست کرتا ہوں۔ مجھے ایک لفظ آپ سے تخلیہ میں عرض کرنے کی اجازت دی جائے۔"

نوجوان امیر نے تحکمانہ لہجہ میں کہا " ہرگز نہیں میں تمہارے جیسے شخص سے کسی راز داری کو پسند نہیں کرتا۔ جو کچھ کہنا ہو۔ صاف طور سے سب کے سامنے بیان کرو۔"

اولڈ ڈیتھ بولا " آپ کو معلوم ہے۔ میں ایک ایسے راز کو ظاہر کر سکتا ہوں۔ جس کے فاش ہونے سے آپکی عزت میں اضافہ نہ ہوگا۔"

ارل غصہ میں کہنے لگا " میں سمجھتا ہوں۔ تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے۔ اور میں تمہاری دھمکی کو حقارت کے ساتھ نظرانداز کرتا ہوں۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ تم ساری دنیا کے سامنے باآواز بلند یہ کہتے پھرو۔ کہ ارل آف الینگھم اس شخص کا سوتیلا بھائی ہے۔ ۔ ۔"

" جسے دوشنبہ کی صبح کو پھانسی پر لٹکایا گیا" اولڈ ڈیتھ نے غرا کر کہا۔ اور پھر اس نے اس خیال سے خوش ہو کر زوردار قہقہہ لگایا۔ ہا! ہا! ہا! کہنے لگا " ارل آف الینگھم جیسے امیر کبیر اور خاندانی شخص کا بھائی وہ رہزن جسے سزائے موت دی گئی! ۔ ۔ ۔ اور بھائی بھی وہ جو بڑا اور جو اپنے باپ کی ناجائز اولاد ہے۔ ذرا خیال فرمایئے۔ حضرت ویسٹ اینڈ کی سوسائٹی میں لوگ اس واقعہ پر کتنی چہ میگوئیاں کریں گے۔"

ارل نے پرسکون لہجہ میں کہا " بدمعاش آدمی مجھے دق نہ کرو۔ ورنہ یاد رکھو۔ میں انصاف کی مدد سے کر تمہیں اس بے جا حراست کے لئے جو مجھے ایک خوفناک تہ خانہ میں چار ہفتے برداشت کرنا پڑی کی سزا دلانے سے دریغ نہ کروں گا۔ اور جان لو کہ وہ سزا [illegible]

بقیہ زندگی کے لئے عمر دریا نہ شور سے کم نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ عدالت انصاف میں تمہیں یہ بیان کرنے پر بھی مجبور کیا جائے گا کہ تمہارے وہ کمرے جو بیش قیمت مال سے پُر ہیں اور جن کے اندر دس قسم کا سامان موجود ہے جو بہر حال دیانتداری سے حاصل نہ کیا گیا ہوگا۔ کیا معنی رکھتے ہیں دیکھتا ہوں۔ تم اس ذکر سے گھبراتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ میں نے تمہارے ان کمروں کے قفل توڑ کر ان کا سامان نہیں دیکھ لیا؟ جس روز میں نے تمہیں زیر حراست لیا۔ اس کے دوسرے ہی دن یہ معلوم کرنے کے بعد کہ تم ان کمروں کے مالک ہو۔ میں نے ان کا معائنہ کیا۔ اور تمہارے خلاف ہر قسم کی شہادت فراہم کر لی۔ اس طرح پر تم دیکھ سکتے ہو۔ کہ اب تم میرے بس میں ہو۔ اور تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ کہ میرے تحمل کو حد انتہا سے نہ گزرنے دو۔"

بنجمن بونز خطرات بیان کردہ کے اثر سے مرعوب ہو کر کہنے لگا۔ "فرض کیجئے میں آپ کے سارے سوالات کا جواب دیدوں تو پھر کیا ہوگا؟"

ارل نے کہا۔ "اگر ان اسرار کے حل میں جن سے مجھے خاص دلچسپی ہے۔ تم مجھے اپنی مفصل کیفیت سے پورے طور پر مدد دو۔ اور مجھے اس کے لئے اور طریقے اختیار کرنے پر مجبور نہ کرو۔ تو میں فوراً ہی تمہیں اس انتظام کے بعد کہ تم آئندہ اس مکان یا ٹرن ٹیبل اسٹریٹ والے مکان سے واسطہ نہ رکھو۔۔۔ کیونکہ ان دونوں کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔۔۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو رہا کر دوں گا۔"

"اور میرا مال۔۔۔ اس کا کیا ہوگا؟" اولڈ ڈ جم نے گھبرا کر پوچھا۔

ارل نے زوردار لہجہ میں کہا۔ "اگر میں اسے تمہارے پاس رہنے دوں تو یہ داخل گناہ ہوگا اور اگر حکام کے حوالہ کر دوں۔ یا غریبوں کو دیدوں تو اس سے ایسی تحقیقات عمل میں آنا یقینی ہے۔ جس کی وجہ سے تمہارا اور تمہارے جرائم کا ذکر کرنا ضروری ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے میرا وعدہ ٹوٹ جائے گا۔ جو میں پہلے تم سے کر چکا ہوں اور جسے اب میں پھر دہراتا ہوں۔ یعنی یہ کہ اگر تم سارے امور کی نسبت جو میں دریافت کروں۔ صاف دلی کے ساتھ پورے طور سے اعتراف کر لو۔ تو میں فوراً تمہیں تمہارے ساتھیوں کے ہمراہ رہا کر دوں گا۔ پس سوال یہ ہے۔ تمہاری اس جائداد کا کیا ہو؟ میری رائے میں اس کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اسے تلف کر دیا جائے۔"

"تلف!" اولڈ ڈیتھ نے ذہنی اذیت کی وجہ سے کرسی میں پیچ و تاب کہاتے ہوئے اضطراب کے لفظوں میں کہا: "کیا آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ میری سخت محنت سے کمائی ہوئی دولت اور میرے بیش قرار خزانوں کو بے دردی سے تلف کر دیا جاوے؟"

"ہاں۔ ہر ایک چیز" امیر موصوف نے استقلال سے کہا۔ "کیا تمہارے لئے یہی کافی نہیں ہے۔ کہ تم اپنی باقی زندگی جیلخانہ میں بسر کرنے کی بجائے آزادی کے ساتھ گذارو۔"

اولڈ ڈیتھ اس افسوس ناک منظر سے جو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ بہت مضطرب ہوا۔ اور کراہتے ہوئے کہنے لگا۔ "افسوس! اے خدا میرا کیا حال ہوگا!"

آرتھر نے کہا۔ "اے بدمعاش اس مصیبت میں تجھے یاد خدا آتی ہے۔ لازم ہے۔ کہ تو اس قادر مطلق سے اپنی ان سفاکیوں کے لئے جن کا ارتکاب عمر بھر تجھ سے ہوتا رہا۔ معافی مانگے۔"

ڈاکٹر جو اس عرصہ میں بڈھے کی صورت کو بڑے غور سے دیکھتا رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "اس شخص کو متاسف کرنے اور اس کی روح کو ان تمام مظالم سے جو اس کے اندر پوشیدہ ہیں۔ پاک کرنے کیواسطے مدت مدید درکار ہوگی۔"

ارل نے کہا۔ "ڈاکٹر صاحب ان لوگوں کے لئے بھی جو گناہ کے غار میں بالکل ہی گر چکے ہوں۔ اصلاح کی کچھ امید ضرور ہوتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اس قابل رحم شخص کے واسطے بھی اصلاح کا امکان ہے۔ جو حالات موجودہ زمانہ کی گرفت سے بچنے کے اقتدار کو حاصل کرنے کے مقابلہ میں ناپاک دولت کا ہاتھ سے دینا زیادہ تکلیف دہ سمجھتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس گفتگو کو طول دینا بیکار ہے۔ اس لئے تجھ کو میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم یا تو ہر معاملہ کی پوری صاف دلی سے کیفیت بیان کرو۔ آئندہ کے لئے جرم کی زندگی سے توبہ کرو۔ اور اپنی دولت میرے حوالہ کرو۔ اور اگر یہ منظور نہ ہو۔ تو میں اسی وقت تمہیں حوالہ پولیس کرتا ہوں۔"

اولڈ ڈیتھ ایسے لہجہ میں گویا وہ غم و غصہ کی وجہ سے رونے پر آمادہ ہو کہنے لگا۔ "غور کیجئے۔ اگر آپ میرے سارے مال و دولت پر قبضہ کر لیں گے۔ تو پھر میں واپس بالکل گداگر فقیر ہو جاؤں گا۔"

ارل نے سختی کے لہجہ میں کہا۔ "جس رات کو ٹامس رینفورڈ تمہارے گودام سے روپے کی کچھ مقدار لے گیا تھا۔ تو کیا بہت سارو پیہ لربی باقی نہ تھا۔ اور کیا تم نے اس باقی ماندہ روپے کو کسی محفوظ مقام میں نہیں پہنچا دیا؟ بدمعاش آدمی تم دیکھ سکتے ہو۔ میں تمہارے سارے اسرار سے واقف ہوں اور تمہارا انکار کرنا۔ میں گو اگر ہو جاؤں گا۔ بالکل فضول ہے۔"

یہ کہکر ارل آف الینگھم اولڈ ڈیتھ کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔ اور چونکہ وہ ارل کی نگاہ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس لئے آخر الذکر نے جان لیا۔ کہ میرا خیال صحیح ہے۔

تھوڑے وقفہ کے بعد جس میں اولڈ ڈیتھ اپنے دوستوں سے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ گفتگو کرتا رہا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ "اگر بالفرض میں آپ کے سارے سوالات کا جواب دیدوں۔ تو کیا پھر مجھے رہا کر دیا جائے گا؟"

ارل نے زور دار لہجہ میں کہا "ضرور۔"

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا۔ "لیکن ممکن ہے۔ میں جو کچھ آپ کے روبرو بیان کروں۔ اس سے آپ ان واقعات کے علاوہ جو آپ کو معلوم ہیں۔ اس قسم کی مزید واقفیت حاصل کر کے جس کا آپ کو شبہ تک نہیں۔ میرے خلاف کینہ کو اپنے دل میں جگہ دیں۔"

ارل نے کہا۔ "یہ یاد رکھو۔ میں ادنیٰ درجہ کے انتقام کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے ایک خاص شرط پر تم سے رہائی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اس وعدہ کو قطع نظر اس امر کے۔ کہ تمہارے بیانات کیا ہوں۔ ضرور پورا کیا جائے گا۔"

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا۔ "خیر اس صورت میں۔ میں آپ کی شرط کو منظور کرتا ہوں۔ ڈاکٹر لیسلز آپ ایک عزت دار آدمی ہیں۔ اس معاملہ میں وعدہ وفائی کے ضامن رہئے۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "ارل آف الینگھم تم سے بہت نرمی کر رہے ہیں۔ بہر حال میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔ کہ جو وعدہ انہوں نے تم سے کیا ہے۔ اسے پورا کیا جائے گا۔"

"خواہ میری زبانی انہیں کسی قسم کے حالات معلوم ہوں۔ جن کے لئے ممکن ہے۔ وہ بالکل تیار ہوں۔" اولڈ ڈیتھ نے وعدہ کو اور زیادہ پختہ کرنے کی نیت سے کہا۔ "مائی لارڈ میں سمجھتا ہوں۔ آپ مجھ سے کس قسم کے سوالات پوچھیں گے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اُن کا جواب دیتے ہوئے میں اپنے آپ کو آپ کی گرفت میں دے دوں گا۔ یہ بات پیش نظر رکھئے کہ اس اختیار میں جو آپ کو مجھ پر حاصل ہے۔ رحم سے کام لینا چاہئے۔"

"رحم!" ارل نے نفرت اور حقارت کے لہجہ میں کہا۔ "بوڑھے آدمی مجھے تمہارے ساتھ کسی طرح کی ہمدردی نہیں۔ بلکہ میں تم سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ باوجود اس کے جو وعدہ میں نے تم سے کیا۔ اسے میں اس صورت میں پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ تم جو شرط عائد ہے اُسے ایمانداری سے پورا کرو۔ لیکن دیکھو میں پھر کہتا ہوں۔ اگر تم نے کوئی بات غلط بیان کی۔ تو ہمارا اقرار فسخ سمجھا جا چکا۔ اور میں اپنے وعدہ کا پابند نہ رہوں گا۔ اس کے بعد میں جو سلوک چاہوں تم سے کر سکوں گا۔ پس تم ان حالات پر اچھی طرح غور کر لو۔ اور سارے پہلوؤں کو سوچ کر میرے سوالات کا جواب دو۔ کیونکہ میں ایسا آدمی نہیں ہوں۔ جسے فضول باتوں سے ٹالنے کی کوشش کی جائے۔"

اولڈ ڈیتھ نے تلخی انداز سے کہا۔ "مجھے جو کچھ معلوم ہے۔ سب آپ کے روبرو بیان کر دوں گا۔ لیکن مہربانی سے اس تکلیف دہ نظارہ کو جس قدر جلد ممکن ہو ختم کیجئے۔ کیونکہ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔"

ارل کہنے لگا۔ "بہتر ہے ہم معاملہ کی طرف رخ کرتے ہیں۔" پھر اس نے قیدیوں کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ کر اولڈ ڈیتھ سے کہا۔ "میرا پہلا سوال تم سے یہ ہے کہ مجھے تہ خانہ کی کوٹھڑی میں کس لئے زیر حراست رکھا گیا؟"

"اس لئے کہ آپ اپنے روپیہ سے حکام کو رشوت دیکر رینفورڈ کے فرار یا اس کی رہائی میں مدد نہ دیں۔" اولڈ ڈیتھ نے آہستگی کے ساتھ نپے تلے لفظوں میں کہا۔

یہ سنکر ارل اپنے غصہ کو ضبط نہ کر سکا۔ اور بولا "تم کتنے پاجی ہو کہ اپنی سوتیلی بہن اگیتھا کے بیٹے کو پھانسی پر لٹکوانے کے معاملہ میں اتنی بے دردی سے کام لیا۔ اب میں اس معاملہ کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ تم سمجھتے تھے کہ میرے خلاف کوئی زبردست خفیہ اثر کام کر رہا ہے کیونکہ جن شخصوں کو اس کے خلاف مستغیث کی حیثیت میں پیش کیا گیا۔ یعنی مسٹر کرسٹوفر بلنٹ اور اس کا بھتیجا دونوں شہادت سے بھاگ گئے تھے۔" پھر امیر موصوف نے سلسلہ کلام جاری رکھکر کہا۔ "اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ہی وکیل ہاورڈ کو رشوت دیکر یہ استغاثہ دائر کرایا تھا۔"

اولڈ ڈیتھ لارڈ ایلنگھم کے غصہ سے مرعوب ہو کر سر سے پاؤں تک کانپنے لگا اور بولا "شاید یہ سب کچھ میری ہی کوشش سے ہوا۔ مگر کیا رینفورڈ اس سلوک کا مستحق نہ تھا؟ جس نے

مجھ سے سخت بدسلوکی کی خیال فرمایئے۔ میں اس کے ساتھ مہربانی اور عنایت سے پیش آیا۔ میں نے اس کے لئے آمدنی کے بہترین وسائل پیدا کئے۔ لیکن اس نے ان سب رعایتوں کا عوض یہ دیا۔ کہ مجھے زبردستی اس مکان پر لایا۔ اس نے میرے سارے راز معلوم کئے۔ میری دولت لوٹی۔ اور کئی خفیہ کاغذات ساتھ لے گیا۔۔۔"

"خاموش!" ارل نے تند درد لہجہ میں کہا۔ کہ شیطان مجسم اولڈ ڈیتھ پھر ایک بار کانپ اٹھا۔ "معاملہ کو اس مصنوعی رنگت میں پیش نہ کرو۔ رینفورڈ کو دیہات میں یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ تمہارا اس کی ماں سے نہایت قریبی رشتہ تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ تم نے اس کا ورثہ چھینا۔ اس لحاظ سے جو سلوک اس نے تمہارے ساتھ کیا۔ تم ہر طرح اس کے مستحق تھے جو روپیہ وہ لے گیا۔ وہ جائز طور پر اس کا تھا۔ کیونکہ اصل رقم میں سود در سود کی رقوم شامل کی جائیں۔ تو کم و بیش اتنا ہی روپیہ بنجاتا ہے۔ اور کاغذات بہرحال تمہارے نہ تھے۔ وہ اس کی چیزیں تھیں۔ اور اسے ان کو لے جانے کا اختیار تھا۔"

اولڈ ڈیتھ بے صبری سے کہنے لگا۔ "اگر ایسا ہی تھا۔ تو کیا وجہ اس نے مجھے شروع ہی میں یہ نہ بتا دیا۔ میں کون ہوں۔ کس لئے وہ مجھے دام فریب میں لا کر پستول کے زور سے اس مکان پر لایا اور پھر مجھے اپنے راز ظاہر کرنے پر مجبور کیا؟"

ارل نے جواب دیا۔ "اس نے تمہارے جیسے بدمعاش شخص کی حرکات کا جواب تمہارے ہی پیرایہ میں دینا مناسب جانا۔ جو سلوک رینفورڈ نے تمہارے ساتھ کیا۔ تم اس کے مستحق تھے بہرحال اس حقیقت سے تم انکار نہیں کر سکتے کہ تم نے اپنے خواہرزادہ کو پھانسی کے تختہ پر پہنچایا۔"

اولڈ ڈیتھ نے باصرار کہا۔ "یہ اس کا اپنا قصور تھا۔ اسے لازم تھا کہ میری راہ میں حائل نہ ہوتا۔ میرے خلاف جنگ کرنا اس کی اپنی حماقت کا نتیجہ تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا۔ تو میں ضرور اس کا دوست رہتا۔"

"دوست!" ارل نے سخت حقارت کے لہجہ میں کہا۔

"ہاں دوست ۔۔۔ مگر اپنے طریق پر۔ کیونکہ وہ میری دوستی ہی کا طلبگار ہو کر آیا تھا" اولڈ ڈیتھ نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ "لیکن اس نے میرے ساتھ ایسی بدسلوکی کی ہے۔ جسے میں فراموش یا معاف نہیں کر سکتا تھا۔ وہ میرے اسرار میں مخل ہوا۔ جس کے بعد ممکن تھا۔ وہ بار بار آ کر مجھ سے زبردستی روپیہ حاصل کیا کرتا۔ اسے میرے متعلق اتنی واقفیت

حاصل ہو چکی تھی۔ کہ اس کی موجودگی میں میں خود محفوظ نہ رہ سکتا۔ پھر اس نے مجھے ایک کرسی کے ساتھ اس طرح جکڑ کر باندھا۔ کہ میں بیہوش ہو گیا۔ اور ممکن تھا۔ اگر یہ شخص اُس نے تُڈ مارش کیطرف اشارہ کر کے کہا۔ مجھے بروقت مدد نہ دیتا۔ تو میں جانبر بھی نہ ہوتا۔ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھکر میرے لئے ضروری تھا۔ کہ رینفورڈ کی زندگی کا خاتمہ کر دوں۔ اس نے مجھ سے بدسلوکی کی۔ اور اس کا عوض حاصل کر لیا۔"

لارڈ ایلنگھم اس شیطان صفت بڈھے سے نفرت کے ساتھ پیچھے کو ہٹ گیا جو اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو پیانسی پر لٹکوانے کے فعل کی صفائی میں اس بیباکی سے دلائل پیش کر رہا تھا۔ اور جس نے اُسے کسی اخلاقی اصول پر نہیں بلکہ اپنے انتقام کی خاطر اور اسے اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے اپنی کوشش سے سزائے موت دلوائی تھی۔

اتنے میں ڈاکٹر اسیلز کہنے لگا "مسٹر لونز ۔۔۔ یا جو کچھ تمہارا نام ہے ۔۔۔ تم مجھے اپنی فرضی موت کی حقیقت سے ذرا زیادہ تفصیل کے ساتھ آگاہ کرو۔"

اس پر تُڈ مارش اس خیال سے کہ معاملہ کے اس پہلو کو میں زیادہ وضاحت سے بیان کر سکوں گا۔ کہنے لگا "آپ کو وہ رات یاد ہو گی۔ جب میں مکان کے اس حصہ میں آپ سے ملا تھا۔ یہ وہی رات تھا۔ جب آپ نے رینفورڈ کو اپنی تجربہ گاہ میں دیکھا اور پھر ہمیں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ وہ زینہ کے راستہ تہ خانہ میں اترا ہے۔ اس بات کو بھی آپ بھولے نہ ہونگے کہ اس مکان سے ہم دونوں اکٹھے ہی رخصت ہوئے تھے۔ اور میں آپ سے ٹرن مل سٹریٹ کی نکڑ پر جدا ہوا تھا۔ لیکن میرے دل میں یہ شبہ پھر بھی باقی رہا۔ کہ اس مکان میں ضرور کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے۔ آپ کی موجودگی میں میں نے مسٹر لونز کے کمرہ میں جانا مناسب نہ سمجھا۔ مگر آپ سے جدا ہو کر میں پھر اس مکان میں واپس آیا۔ تہ خانہ کی راہ سے نہیں۔ بلکہ دوسری جانب سے۔ اور آپ کی تجربہ گاہ سے گذر کر ۔۔"

"بدمعاش ڈوڈی! کیا تمہارے پاس اس مکان کی دوسری کنجیاں ہیں!" ڈاکٹر نے غصہ کے لہجہ میں کہا۔ "لیکن خیر یہ تم اس ذکر کو ختم کرو۔"

تُڈ مارش بولا "جیسا کہ میں کہہ رہا تھا۔ آپ کی تجربہ گاہ سے گذر کر میں خوابگاہ میں داخل ہوا۔ اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ پھر میں پہلے گودام میں پہنچا۔ لیکن ابھی میں قدم رکھا ہی تھا۔ کہ مجھے اس قسم کی آواز سنائی دی۔ گویا کوئی خوابگاہ کے چور دروازہ

کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس آواز کو سن کر میں خوفزدہ ہو
گیا۔ کیونکہ میں نے سمجھا ضرور یہ رمفورڈ ہی کی حرکت ہے۔ اور چونکہ وہ آدمی بہت بیدھڑک
ہے۔ اس لیے اس کا مکان میں موجود ہونا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ میں بالکل خاموش رہا۔ اور
تھوڑی دیر میں مجھے دروازے کے کھلنے اور کسی کے اوپر آنے کی آواز سنائی دی۔
پھر مجھے آپ کی تجربہ گاہ کا دروازہ کھلتا سنائی دیا۔ اور وہ شخص اس میں سے گزرا لیکن چونکہ
میں غلطی سے اس دروازہ کو بند کرنا بھول گیا تھا جو زینہ کی طرف کھلتا ہے۔ اس لئے اسے
اس کو توڑنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ خیر میں چند منٹ منتظر رہا۔ کہ وہ مکان سے رخصت
ہو جائے۔ اور اس کے بعد چونکہ مجھے مسٹر بونز کی نسبت تشویش لگی ہوئی تھی۔ اس لئے میں
دوسرے گودام میں گیا۔ مگر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ مسٹر بونز کرسی کے ساتھ جکڑا ہوا اور
ریمنڈ اس پر جھکا کھڑا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں چیخنے کو تھا۔ کہ رمفورڈ وہاں سے
بھوت کی طرح بھاگا۔ اور میں اپنے دوست مسٹر بونز کو مردہ سمجھ کر اس کی حالت دیکھنے
کو بڑھا۔ مگر جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ وہ مرا نہیں بیہوش ہے۔ میں تھوڑی
کوشش سے اسے ہوش میں لے آیا۔ بس میری داستان کا سلسلہ اسی قدر تھا۔ اور میں
امید کرتا ہوں۔۔۔"

"میں تشریحات سننا نہیں چاہتا۔" لارڈ ایلنگھم نے قطع کلام کر کے کہا۔ "تم سے
البتہ مجھے ایک ذاتی سوال پوچھنا ہے۔ جو یہ ہے کہ جن دنوں میں قید خانہ میں زیر حراست
تھا۔ تو کیا تم میری نگرانی کیا کرتے تھے؟"

وہ بولا "مائی لارڈ اس امر واقعہ سے انکار کرنا لاحاصل ہے لیکن۔۔۔"

"پھر تم نے رائے زنی شروع کر دی؟ میں جانتا ہوں۔ وہ کام تمہارے ذمہ تمہارے
اس آقا نے ہی لگایا ہوگا۔ بہرحال تم نے مجھ سے جو برتاؤ کیا۔ اس کی مجھے چنداں شکایت
نہیں۔ اس کے علاوہ تم نے میرے ساتھ یہ رعایت بھی کی تھی۔ کہ مجھے اپنے دوستوں کے نام
خطوط لکھنے کا موقعہ دیا۔۔۔"

ٹڈمارش قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ "مائی لارڈ یہ رعایت میرے دوست بونز کی
تھی۔ اور ان خطوط کو ڈاک میں ڈالنے سے پہلے میں نے اسے دکھا دیا تھا۔۔۔"

"اور چونکہ وہ ہر لحاظ سے بے ضرر تھے۔ اس لیے میں ان کی روانگی میں مانع نہ ہوا"

اولڈ ڈیتھ نے جلدی سے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا "کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ میں آپ کو کوئی غیر ضروری تکلیف دینا نہ چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ ان خطوں کا ایک فائدہ بھی تھا اور وہ یہ کہ ایک تو آپ کی گمشدگی سے آپ کے دستوں میں تشویش پیدا نہ ہوئی۔ اور دوسرے رنیفورڈ کو اس خط سے جو آپ نے اس کے نام بھیجا تھا۔ معلوم ہوگیا۔ کہ آپ کی طرف سے اسے کسی امداد کی توقع نہیں ہے"

ارل اولڈ ڈیتھ کیطرف انداز حیرت سے دیکھتے ہوئے ... اس لئے کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ قلب انسانی اتنا سیاہ ہو سکتا ہے۔ کہنے لگا۔ "تجربہ سے معالجانہ گفتگو کرتے ہوئے بھی تم اپنی بہن آکٹیویا کے بیٹے کے خلاف اظہار کینہ سے باز نہیں رہ سکتے" پھر ذرا تامل کے بعد اس نے کہا "میں اب تم سے ایک اور سوال پوچھتا ہوں۔ بھلا اس کا تمہیں کیونکر علم ہوا کہ میں ٹامس رنیفورڈ کو شخص یا مالی امداد دینے کا ارادہ کرچکا ہوں؟"

اولڈ ڈیتھ نے جواب دیا "میرے جاسوس مارس ہونگرلین کے جیلخانہ کے پاس ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اور وہیں پاس ہی میں نے ان کے لئے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا انہوں نے مجھے اطلاع دی۔ کہ آپ جیلخانہ میں رنیفورڈ سے ملنے گئے۔ اس سے میں نے اندازہ کیا۔ کہ آپ اس کی ورثہ داری سے خبردار ہوچکے ہونگے۔ جو آپ کے اور اس شخص کے درمیان ہے۔ میرے لئے کسی اہم معاملہ کی نسبت فیصلہ اور عمل کرنا مساوی ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے ان شخصوں کو حکم دیا۔ کہ وہ جاکر آپ کو گرفتار کرلیں۔ اور تہ خانہ میں پہنچا دیں"

"مگر تم نے جیلخانہ کے پاس جاسوس کس لئے متعین کئے تھے؟" ارل نے پوچھا۔

اولڈ ڈیتھ نے جواب دیا "میں جانتا تھا رنیفورڈ آپ سے امداد کا طلبگار ہوگا یا آپ خود اس سے ملنے جائیں گے۔ چونکہ وہ میرے ہاں سے اس قسم کے کاغذات لے گیا تھا۔ جن سے ثابت ہوتا تھا۔ اس کا حقیقی رتبہ کیا ہے۔ اس لئے میرا خیال تھا۔ کہ ان کاغذات کو دیکھکر اس کا پہلا کام آپ سے خط و کتابت کرنا ہوگا۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ میرا یہ قیاس چنداں غلط ثابت نہیں ہوا"

اسی طرح مزید سوالات اور ایک طویل جرح کے بعد اولڈ ڈیتھ سے جو حالات معلوم ہوئے۔ ان کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ جب ٹڈمارش کی کوشش سے اُسے ہوش آگیا۔ تو اولڈ ڈیتھ نے اس بات کا مصمم ارادہ کرلیا۔ کہ اگر ٹام رین کو پھانسی کی سزا نہ دلائی جاسکے۔ تو کم از کم

حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا تو ضرور ہی ملنی چاہیئے۔ تین دن تک وہ ٹرنل اسٹریٹ
میں ہنڈ ہارش کے مکان پر اس بارہ میں تجاویز سوچتا رہا۔ اور اس عرصہ میں اپنے کسی دوست
سے بھی نہ ملا۔ یہاں تک کہ ان ایام میں مسٹر جنس کے ہاں بھی اس کا جانا آنا بند رہا۔ ٹام رین کی
سزا کے معاملہ میں جو مشکلات درپیش تھیں۔ انہیں اولڈ ڈیتھ اچھی طرح سمجھتا تھا وہ اُسے اپنے
اغراض و مقاصد اور کینہ کا نشانہ بنانے کے لئے ایسی کارروائی کرنا چاہتا تھا کہ ٹام رین کو
معلوم ہی نہ ہو۔ مجھ پر کس نے وار کیا۔ اور کس لئے کیا۔ کام ایسے پُراسرار طریق پر ہونا چاہیے
تھا کہ رینفورڈ کو بونز کی سازش کا شبہ تک پیدا نہ ہو۔ کیونکہ اس صورت میں جب اُسے مجسٹریٹ
یا جج کے سامنے پیش کیا جاتا۔ تو ظاہر تھا وہ اپنے بیان میں نہ اس کی ذات نہ اس کے مکان
واقع کلرکن ویل کا ذکر کر سکتا۔ بہت کچھ سوچنے کے بعد اُسے سر کرسٹوفر بلنٹ کے تین ہزار پونڈ
کا معاملہ رینفورڈ پر وار کرنے کا ذریعہ نظر آیا اور وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ مسٹر ہارڈ وکیل اتنا حریص
اور طامع شخص ہے کہ روپیہ کی خاطر اس کام میں آسانی مدد دینے پر آمادہ ہو جائے گا۔ جب
یہ تجاویز ہنڈ ہارش کے روبرو بیان کی گئیں۔ تو اُس نے کہا۔ میری رائے میں رینفورڈ کو یقین
ہو جانا بہتر ہوگا کہ اولڈ ڈیتھ مر چکا ہے۔ یہ تجویز پیش کرتے ہوئے۔ اُس نے کہا جب میں نے
گودام میں داخل ہو کر رینفورڈ کو تمہاری طرف جو اس وقت بیہوش تھے تکتے دیکھا۔ تو میں نے
یہی نتیجہ نکالا تھا۔ کہ تم مر چکے ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ خود رینفورڈ کا خیال بھی یہی
ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ خوف زدہ سا ہو کر وہاں سے بھاگا تھا۔ اور میں کہہ سکتا
ہوں کہ وہ اتنا نڈر آدمی ہے کہ سوائے غیر معمولی حالات کے کبھی خطرہ کا اظہار نہیں
کرتا۔ چنانچہ یہ مشورہ قابل عمل سمجھا گیا۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ رینفورڈ کو یقین دلایا جائے کہ
بنجمن بونز واقعی مر چکا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اُسے بھولے سے بھی یہ خیال پیدا نہ
ہوگا کہ بونز نے ہی وہ ساری کارروائی کی ہے۔ جو اُس کے لئے سزائے موت تجویز کئے جانے
کا موجب ثابت ہوئی۔ غرض جب یہ سمجھوتہ اولڈ ڈیتھ اور ہنڈ ہارش کے درمیان ہو چکا تو آخرالذکر
کو مسٹر جنس کے مکان پر بھیجا گیا اور ساری تجویز اُس کے سامنے بھی بیان کی گئی۔ اس کو یہ کام سپرد
ہوا۔ کہ وہ ٹام رین پر جاسوس مقرر کرے اور جس طرح ممکن ہو۔ اُس کے کانوں تک یہ خبر
پہنچائے کہ بنجمن بونز مر چکا ہے۔ اس بات کا بھی فیصلہ کر لیا گیا کہ ان انتقامی تجویز کا
راز جیکب سمتھ پر ظاہر نہ کیا جائے اور احتیاطاً اُسے بھی یہی کہا جائے کہ اولڈ ڈیتھ مر چکا

ہے۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ ابتک کسی کو اس بات کا شبہ نہ تھا کہ جیکب سمتھ کے رنیفورڈ کے
ساتھ دوستانہ تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ اس لئے انہیں اسکو بھی رنیفورڈ پر جاسوس مقرر
کرنے میں کوئی غیر معمولی بات نظر نہ آئی۔ اس کے بعد رنیفورڈ کی گرفتاری سے پہلے ہفتہ
کی رات کو مسز فبس اس سے گریزان لین میں محض اتفاقیہ طور پر ملی۔ اور اس نے ان
ہدایات کے مطابق جو صبح کے وقت اسے دی گئی تھیں۔ رنیفورڈ کو اولڈ ڈیتھ کی موت
سے آگاہ کیا۔ پھر اس سے جدا ہونے کے بعد وہ یہ جاننے کی فکر میں ہوئی۔ کہ رنیفورڈ
کس مکان میں رہتا ہے۔ مگر وہ اس کی نظروں سے غائب ہو گیا اور اگرچہ وہ معلوم نہ کر
سکی کہ وہ کس مکان میں رہتا ہے تاہم اتنا اندازہ اس نے ضرور کر لیا کہ وہ کہیں آس پاس
ہی بود و باش رکھتا ہے۔ اس کے لاکس فیلڈس سے اٹھ آنے کی خبر اسے پہلے ہی مل چکی تھی
پس اس نے سمجھ لیا کہ وہ گریزان لین میں ہی کسی جگہ رہتا ہوگا۔ پھر جیکب کو اس بارہ میں جاسوسی
کرنے بھیجا گیا لیکن جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس نے مسز فبس کو یہ کہکر الٹا
مغالطہ میں ڈالدیا۔ کہ میں اس گلی کے ہر ایک مکان میں پھر آیا ہوں اور معلوم ہوا ہے
رنیفورڈ نام کا کوئی آدمی وہاں نہیں رہتا۔ لیکن اس سے اگلے دن اتوار کی شام
کو جب رنیفورڈ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے مکان سے واپس آ رہا تھا۔ تو اولڈ ڈیتھ کے جاسوسوں
میں سے ایک اور نے اسے اتفاق سے گذرتے دیکھ لیا اور اس کے پیچھے جا کر لاکس فیلڈس
میں اس کی جائے سکونت کا پتہ کر لیا۔ اس اثنا میں ڈارٹن مسٹر بارڈ سے ملکر اولڈ ڈیتھ کے
روپیہ سے رشوت لینے کے بعد اسے اس بات پر آمادہ کر چکا تھا۔ کہ وہ رنیفورڈ کے خلاف
استغاثہ دائر کرے۔ ان انتظامات کے بعد پوسٹرٹ کے سراغرساں ڈائکس نے اسے سر رچرڈ
ٹریلینٹ کا روپیہ چھیننے کے جرم میں گرفتار کیا۔ کیونکہ یہ انتظامات ہفتہ کی سہ پہر کو ہو چکے
تھے۔ اتوار کی شام کو رنیفورڈ کے مکان کا سراغ لگایا گیا۔ اور اسی رات نصف شب کے
قریب جاسوس کی مہیا کردہ اسی اطلاع کے مطابق جو مسز فبس اور ڈائکس کو پہنچائی گئی تھی۔
رنیفورڈ کو اس طریق پر جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ گرفتار کر لیا گیا۔ واضح رہے کہ ان اثنا
میں کسی کو اس بات کا شبہ پیدا نہ ہوا تھا کہ رنیفورڈ سے جیکب سمتھ کے تعلقات دوستانہ
[illegible] ساتھیوں کو اس کے ڈارسن موتگلین سے جیلخانہ میں رنیفورڈ سے ملنے
کے لئے جانے کا واقعہ ہی معلوم ہو سکا تھا۔ کیونکہ اول کی گرفتاری کے بعد جاسوسوں

کو حبلیخانہ کے قرب سے ہٹا لیا گیا تھا۔

غرض یہ حالات تھے۔ جو کچھ تو سوالات کے جواب میں اور کچھ ذرا دھمکا کر اولڈ ویچہ۔ مسز فبس اور مسٹر ٹڈ ہارٹس سے جو تینوں اسوقت ارل آف ایلنگھم کے اختیار میں تھے معلوم کئے گئے۔

ان حالات کو سنکر آرنفر۔ ڈاکٹر لسیلز اور جیکب کو فطرت انسانی کی سفاکی کو اس حد انتہا تک پہنچنے کے خیال سے بہت نفرت پیدا ہوئی۔ آخر کار اول الذکر نے کہا" یہ عظیم سازش تھی۔ جو ایک انسان کی جان لینے کے لئے کی گئی۔ اور کچھ شک نہیں کہ تفصیلات کی تکمیل کے اعتبار سے یہ سازش اتنی ہی خوفناک ہے۔ جسقدر اس شیطان مجسم کی جودت کے لحاظ سے جس نے اسے سوچا" پھر وہ اپنے غصہ کو ضبط نہ کرکے زوردار آواز میں بولا۔ "شیطان۔ تمہارے افعال تو ایسے ہیں اور انہیں سنکر طبیعت میں اتنا جوش پیدا ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے تمہاری ہر ایک حرکت کا اتنا ہی خوفناک بدلہ دوں . . . مگر نہیں انتقام تمہارے جیسے بزدلوں کا شیوہ ہے۔ پس یہ تم بدمعاشوں کو ہی مبارک رہے۔ میرے دل میں اگر تمہارے طریق عمل کی تقلید کا خیال پیدا ہوتا۔ اور اگر میں بھی تمہارے افعال کا جواب تمہارے اپنے طریقہ پر دینا چاہتا۔ تو اے بڈھے بدبخت" اس نے بنجمن بونز کی طرف قہر آلود نظر سے دیکھ کر کہا۔ جو خوف زدہ ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا تھا" یہ کچھ مشکل نہ تھا کہ تھوڑی دیر گذری۔ تم نے خود اس بات کا ذکر کیا تھا کہ مجھے اس شخص سے کے ساتھ جو تمہارے انتقام کا شکار بنا یعنی ٹامس رین فورڈ کے معاملات سے کیا دلچسپی ہے . . . یا یوں کہنا چاہئے کہ تھی" اس نے جلدی ہی اپنے لفظوں کی اصلاح کرکے کہا" میں چاہوں۔ تو تمہیں باقی عمر کے لئے تمہاری اپنی کوٹھڑیوں میں قید کر سکتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ تو تمہاری مشکیں کس کر تمہارا منہ اس طرح بند کر دوں کہ ذرا آواز نہ نکلے اور کوئی شخص تمہاری مدد کے لئے نہ پہنچ سکے اور اس کے بعد اے سفاکو میں تمہیں ان کمروں میں ہی فاقہ کی حالت میں تڑپ تڑپ کر مرنے دوں۔ یا اس مکان کو آگ لگا دوں اور تمہاری ناپاک ہستیاں کو اس مکان کے ساتھ ہی صفحہ عالم سے مٹا دوں . . . "

یہ خوفناک کلمات سنکر مسز فبس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور اولڈ ویچہ بھی کراہنے لگا۔ مگر ٹڈ ہارٹس بالکل خاموش اور حالت سکون میں رہا۔

ارل کی زبان سے یہ الفاظ سنکر حکیب سمتھ اور ارل کے ملازم بھی دم بستہ اور خاموش از رعب میں سر جھکائے کھڑے تھے۔ خود ارل کا چہرہ جوش سے سرخ نظر آتا تھا۔ اس کی فصاحت اس خوفناک تقریر میں بھی کتنی موثر تھی!

ڈاکٹر تینڈل حقیہ یوں کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

"مگر نہیں" یکایک ارل نے سلسلہ تقریر کو پھر جاری کر کے کہا "میں اپنے آپ کو اتنا ذلیل نہیں سمجھتا کہ جن ادنےٰ طریقوں سے تم نے کام لیا۔ میں بھی انہی کو اختیار کروں۔ البتہ میں اب تم سے ایک اور معاملہ کی نسبت سوالات پوچھنا چاہتا ہوں" پھر وہ خصوصیت سے اولڈ ڈیتھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "جب تم میرے اُن سوالات کا جواب دے سکو گے تو میرا کام فقط یہ ہوگا کہ تمہاری ناپاک کمائی کو تلف کر کے بعض ایسے طریقے ضیار کروں کہ آئندہ تمہارا اس خوفناک مکان یا اس کے تہ خانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ پہلا میرا سوال تم سے یہ ہے کہ جس خورد سال لڑکے کو مسٹر رینفورڈ نے نہایت فیاضانہ اور مخیرانہ طریق پر اپنی اولاد بنایا تھا۔ اس کے اغوا کی تم نے کس لئے کوشش کی؟"

"میں اس لڑکے کی ماں کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا اور چونکہ مجھے چارلی سے اس بارہ میں بہت کچھ واقفیت حاصل ہونے کی امید تھی۔ اس لئے میں نے اسے رینفورڈ کے مکان سے لے آنے کی کوشش کی تھی"

ارل کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے وہ چٹھی جو تمہیں متوفی عورت سارہ واٹس کی جیب سے ملی اسی کو پڑھ کر تم نے اس لڑکے کی ماں کا سراغ لگانے اور اُسے ڈرا دھمکا کر اس سے روپیہ وصول کرنے کی تجویز سوچی تھی۔ تم نے شاید یہ خیال کیا کہ وہ کوئی عالی نسب اور مالدار خاتون ہوگی اور تمہارے لئے کمائی کا ایک آسان ذریعہ پیدا ہو جائے گا۔ خیر وہ خط کسی طرح رینفورڈ کے ہاتھوں تک پہنچ گیا۔ اور اگرچہ میں نے اسے خود نہیں دیکھا۔ مگر اُس کے مضمون سے آگاہ ہو چکا ہوں۔ میرا سوال اب تم سے یہ ہے . . . اور یاد رکھو میں اس کا بالکل صحیح جواب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہیں اس واقفیت کے بعد جو اُس خط سے حاصل ہوئی تھی۔ اس بارہ میں کوئی مزید حالات معلوم ہوئے ہیں؟"

"بالکل نہیں" عمر رسیدہ بدمعاش نے جلدی سے کہا "کیونکہ اگر مجھے کسی طرح سے حالات کا علم ہو جاتا۔ تو میں ہرگز اُس لڑکے کو اڑانے کی کوشش نہ کرتا۔ اُس سے اغوا

سے میرا مدعا اس قسم کی واقفیت حاصل کرنے کا ہی تو تھا۔"
ارل کہنے لگا "خیر میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں۔ کہ آئندہ اس بچہ کے معاملات سے سروکار نہ رکھنا۔ کیونکہ اب وہ تمہارے مقاصد کے دائرہ اثر سے باہر ہوچکا ہے اور اس کے علاوہ آئندہ کے لئے میں خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ بہر حال تم نے دیکھ لیا کہ باوجود ان سفاکیوں شرارتوں اور سازشوں کے تم ہمیشہ کامیابی حاصل نہیں کرسکتے لیکن میں سمجھتا ہوں تمہارے جیسے آدمیوں کے سامنے اخلاقی امور پر بحث کرنا سراسر بے سود ہے۔ بس میں چاہتا ہوں۔ اس نظارہ کو جلد تر ختم کردوں۔" پھر اس نے اپنے خادموں سے مخاطب ہوکر کہا "تم جاکر اس مکان کے گوداموں میں رکھے ہوئے کپڑوں اور باقی سامان کو جو وہاں موجود ہے ایسے طریق پر خراب کردو۔ کہ سب چیزیں بالکل بیکار ہوجائیں۔ پھر جواہرات کو تہ خانہ میں لے جاکر تم نے اس بدرو میں پھینک دینا۔ جو تہ خانہ کی کوٹھڑی کے نیچے سے گذرتی ہے اور کوٹھڑی کے اندر بدرو تک ایک رخنہ سا بنا ہوا ہے جیکب تم ان نوکروں کے ساتھ جاکر انہیں اس کام میں مدد دو۔"
"نہیں جیکب ... جیکب ..." مسز ہنس نے زور سے چلا کر کہا "خبردار اس کام میں مدد نہ دینا۔ جو ..."
"خاموش! میں حکم دیتا ہوں۔ خاموش!" اولڈ ڈیتھ نے اس عورت کیطرف وحشیانہ نظر سے دیکھ کر غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شیطانی نفرت کے ساتھ اس لڑکے کی طرف دیکھا۔ جو نوکروں کو ساتھ لے کر پاس کے کمرہ کو ہو لیا تھا۔
اولڈ ڈیتھ کا حکم پاکر مسز ہنس ناچار چپ ہورہی۔
اب امیر نے کہا "اس کے بعد سوال اس مکان اور ٹرن مل سٹریٹ والے مکان کے متعلق کا ہے۔ بھلا یہ دونوں کس کی ملکیت ہیں؟"
برنر نے جواب دیا "یہ دونوں میری زر خرید ملکیت ہیں۔ جنہیں عرصہ گذرا میں نے اپنے روپیہ سے خریدا تھا۔ مگر یقیناً آپ ..."
ارل زوردار لہجہ میں کہنے لگا "اطمینان رکھو۔ میں انہیں تم سے چھینا نہیں چاہتا۔ مگر وہ دستاویزات کہاں ہیں جن سے تمہاری ملکیت ثابت ہوتی ہے؟"
"اس لوہے کی پیٹی میں جو گودام کے کمروں میں سے ایک کے اندر رکھی ہوئی ہے۔"

امیر وہاں سے ہٹ کر تجربہ گاہ کیطرف گیا۔ لیکن جلدی ہی واپس آگیا اور تحکمانہ لہجہ میں کہنے لگا" اس پٹی کی کنجی کہاں ہے؟"

"میری اس جیب میں" بڈھے بدمعاش نے کہا" لیکن میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں"

ارل نے اپنے ہاتھ سے اس کی جیب سے کنجی نکال اور پھر دوبارہ تجربہ گاہ کیطرف گیا تھوڑی دیر میں واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کاغذات کا ایک پلندہ تھا۔ کہنے لگا" ان کاغذات کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے یہی وہ دستاویز ہیں۔ جن کی مجھے ضرورت تھی۔ اب میں تم سے کہتا ہوں کہ ان مکانات کی قیمت مقرر کردو۔ میں وہ رقم ادا کرکے یہ مکانات تم سے لونگا ... لیکن ٹھیرو۔ میں تمہارے ہاتھ کھولے دیتا ہوں کہ تم اس بیعنامہ پر دستخط کردو۔ جو میرے وکیل نے پہلے سے تیار کر رکھا ہے اور جس پر اب صرف تمہارے دستخط کی ضرورت ہے"

اتنا کہہ کر امیر نے جیب سے ایک تمسک نکالا۔ اور اس میں جو مقامات خالی تھے انہیں ان کاغذات کو دیکھ کر جو اس کے ہاتھ میں تھے پر کردیا۔ پھر اس نے اولڈ ڈیتھ کی رسیاں کھولیں اس نے مکانات کی قیمت بتائی۔ اور ارل نے بلا تامل اس رقم کے لئے ایک چیک لکھ دیا۔

اس کے بعد اولڈ ڈیتھ نے بیعنامہ پر دستخط کردیے اور ڈاکٹر لیسل نے اس پر اپنی شہادت قلمبند کی۔

جب یہ کام ختم ہوا۔ تو ارل کہنے لگا" شاید تم میری اس کارروائی کو یکطرفہ اور انتقام آمیز سمجھو لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایسا کرنا ضروری تھا۔ جو کچھ کیا گیا ہے اس کا جذبہ انتقام سے ہرگز تعلق نہیں۔ میں جانتا ہوں میں نے تمہیں ان مکانات کی قیمت اصل سے دوگنی ادا کی ہے۔ جس کے بعد تمہیں کوئی وجہ شکایت نہ ہونی چاہئے۔ بالفرض اب بھی تمہیں شکایت ہو۔ تو یہ بات یاد رکھنا کہ میں تمہیں اس جرم میں کہ تم نے مجھے تہ خانہ میں زیر حراست رکھا۔ دریائے شور کے پار بھجوا سکتا تھا۔ جس صورت میں تمہاری جائداد بھی ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے نکل جاتی۔ پس جو کچھ میں نے کیا۔ اسے تم میرا رحم آمیز سلوک ہی سمجھو ... بس میرا کام ختم ہوا۔ اور اب میں تمہیں رہا کرتا ہوں"

اتنا کہہ کر ارل نے ڈیمارش کی رسیاں بھی کھولدیں اور اولڈ ڈیتھ کی طرح اس سے بھی دونوں مکانات کی چابیاں لیکر مسز ہنس سمیت تینوں کو رخصت ہونے کا حکم دیا۔

جب یہ تینوں صدر دروازہ سے نکلکر بازار میں پہنچے۔ تو اولڈ ڈیتھ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اسے دھمکی آمیز طریق پر ہلاکر ارل آف ایلنگھم سے جو ان کے پیچھے پیچھے مکان کے دروازہ تک گیا تھا۔ کہنے لگا۔ لارڈ ایلنگھم یہ یاد رکھنا میں تم سے اسکا بدلہ لے چھوڑونگا۔"

نوجوان امیر نے اس دھمکی کا جواب دینا کسر شان میں داخل سمجھا اور دروازہ بند کر کے پھر تجربہ گاہ کیطرف لوٹ آیا۔

وہاں پر ڈاکٹر اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "آرتھر میں کہہ سکتا ہوں۔ ایسے بدمعاش شخصوں کے ساتھ تمہیں بہت کم واسطہ پڑا ہوگا۔" پھر اس نے الماریوں میں رکھے ہوئے انسانی سروں کے نمونوں کی طرف اشارہ کر کے کہا "میرے خیال میں یہ لوگ بھی شیطنت میں ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔"

امیر نے پوچھا "ڈاکٹر صاحب جو کچھ میں نے کیا۔ کیا وہ کسیطرح نامناسب تھا؟"

لیسانز نے جواب دیا "میں اسے ہر لحاظ سے واجب خیال کرتا ہوں۔ بھلا اس سے بڑی رعائت اور کیا ہوسکتی تھی۔ کہ تم نے ان کے سرگروہ کو مکانات کی اصلی قیمت سے دوگنی رقم ادا کردی۔"

ارل نے کہا "میں نہیں چاہتا کہ ایسے بدمعاش اشخاص کو بھی میرے خلاف وجہ شکایت پیدا ہو۔" پھر اس نے مسکرا کر کہا "اب آپ اس مکان میں اپنے تجربات بلا مزاحمت جاری رکھ سکتے ہیں۔ مگر آیئے پہلے دیکھیں دوسرے کمروں میں سامان کو تلف کرنے کا کام کس حد تک ہوچکا ہے۔"

اس کے بعد ڈاکٹر اور ارل دونوں اس طرف کو روانہ ہوئے۔

امیر کے نوکروں اور جیکب سمتھ نے گوداموں کا بیش قیمت سامان جس تیزی اور بے دردی سے تلف کیا۔ اسے اگر اولڈ ڈیتھ دیکھ لیتا۔ تو اس کا دل ہرگز اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکتا۔ خواب گاہ کے قریب گودام کے کمرہ میں دو نوکر چینی کے برتن توڑ نے۔ کپڑے پھاڑنے۔ ریشمی رومال اور قیمتی لیس جلانے میں اور گلوبند پھاڑنے۔ آئینے اور تصاویر کو ریزہ ریزہ کرنے اور باقی چیزوں کو بھی اسی طرح تلف کرنے میں مصروف تھے۔ دوسرے گودام میں جیکب سمتھ اور نیسار نوکر جواہرات کے بکس کھولکر مختلف چیزوں کو ہتھوڑوں سے کوٹتے اور خراب کر رہے تھے۔

دونوں کمروں میں آگ جل رہی تھی - اور جو چیزیں جلانے کے قابل تھیں - اس آگ میں جلا دی گئیں - باقی کو جواہرات سمیت اٹھا کر اس رخنہ کے رستہ جو ارل نے اپنے زمانہ حراست میں کوٹھڑی کی دیوار میں بنایا تھا - بدررو میں پھینک دیا گیا -

اتنے میں صبح ہو گئی - اس وقت تک ان گوداموں کی ہر ایک چیز توڑ - بگاڑ یا جلا دی گئی تھی - اب وہ گودام جو دنیا بھر کی قیمتی چیزوں سے بھرے رہتے تھے - ٹوٹی ہوئی چیزوں کی بدولت جو جابجا بکھری پڑی تھیں - ایک نہایت افسوسناک نظارہ پیش کر رہے تھے -

اس کام سے فارغ ہو کر ڈاکٹر اپنے مکان واقع گریفٹن سٹریٹ امد لارڈ ڈاننگھم ہال کی طرف چلا گیا - نوکروں اور جیکب سمتھ کو کہہ دیا گیا کہ تم نے کام ختم کر کے آ جانا -

دن کے وقت ارل لیڈی ہیٹ فیلڈ سے ملنے گیا - اس سے پہلے اس نے دو تین خطوط میں اسے ان واقعات کی مختصر کیفیت جو ارل کے قید خانہ سے رہا ہونے کے بعد ظہور میں آئے تھے - لکھ بھیجی تھی - اب اس نے ان سارے واقعات کی مفصل کیفیت اپنی زبانی بیان کی -

اس وقت ایک دوسرے سے ان کا برتاؤ برادر و خواہر کی طرح تھا - اور جس وقت ارل رخصت ہونے لگا اور دونوں بغلگیر ہوئے - تو ان کے دلوں میں اس سے بالکل مختلف جذبات تھے - جو پہلے کبھی موجود ہوا کرتے تھے -

اسی شام کو آرتھر جیکب سمتھ اور ایک نوکر کو ساتھ لے کر اپنی سفری گاڑی میں ڈوور کو روانہ ہو گیا اور وہاں سے اس نے سید صادق بلس کا رخ کیا -

---

باب ۶۶ عابد خاتون اور اس کا محسن

واقعات مذکورہ کو چند دن کا عرصہ گذر چکا تھا -

اب ہم اپنے ناظرین کو پھر ایک بار مسز سٹنلبی کے مکان واقع اولڈ برلنگٹن سٹریٹ کی طرف لے چلتے ہیں -

دن کے دس بجے کا وقت تھا اور میز سے صبح کا دستر خوان بڑھائے جانے کے

بعد عابد خاتون" بحالت تشویش ہاتھ میں اخبار مارننگ ہیرلڈ کا پرچہ لئے بیٹھی تھی۔ لگا ہوں سے جو اخبار پر لگی ہوئی تھیں افسردگی برستی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کوئی خیال اسے بے چین کر رہا ہے در حقیقت ایک تجویز اس کے پیش نظر تھی۔ جس میں بے شمار مشکلات حائل نظر آتی تھیں۔ اسی کو سوچ کر وہ مضطرب اور بے قرار ہو رہی تھی۔

اتنے میں کسی نے صدر دروازہ پر زور سے دستک دی اور چند منٹ کے عرصہ میں سر ہنری کورٹنی جس کی آمد کا اسے انتظار تھا۔ اندر داخل ہوا

بیرونٹ کے چہرہ پر خوشی اور کامیابی کی جھلک نمایاں تھی۔ نوکر کے چلے جانے پر وہ اپنی داشتہ سے معمول سے زیادہ گرمجوشی کے ساتھ بغلگیر ہوا۔ لیکن یہ گرمجوشی اس کی محبت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ان خیالات کی بدولت تھی۔ جو اس کے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ اور جن کے اظہار کی یہ ایک عملی صورت تھی۔ کہنے لگا۔ مبارک ہو مجھے کامیابی حاصل ہو گئی ہے"

عابد خاتون سر ہنری کے طرز عمل سے کسی قدر مضطرب ہو کر کہنے لگی "پیارے ہنری آج تم غیر معمولی طور پر خوش نظر آتے ہو"

یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا۔ کہ اس کے لئے بیرونٹ کے جذبات کو معلوم کر لینا چنداں مشکل نہ تھا۔

"مارتھا... میری پیاری" سر ہنری نے جواب دیا" میں نے جو ترکیب سوچی تھی وہ کامیابی کی منزل تک پہنچ گئی ہے۔ کم از کم اس حد تک کہ اب مجھے اس کے نتیجہ کی نسبت کسی طرح کا شبہ باقی نہیں رہا"

خاتون نے کہا" تمہاری یہ تجویزیں بھلا میرے لئے کیا دلچسپی رکھتی ہیں؟ سر ہنری تم اب بیزار سے ہوگئے ہو۔ تمہارا سلوک میرے ساتھ بہت ہی نامناسب ہو گیا ہے"

بیرونٹ نے کہا "میری پیاری مارتھا میں پہلے تم سے کہہ چکا ہوں۔ کہ میں ہمیشہ تم سے وابستہ ہو کر نہیں رہ سکتا۔ اور سچ پوچھو تو تمہیں پر کیا منحصر ہے۔ دنیا بھر کی کوئی بھی ایک عورت میری طبیعت کو سیر نہیں کر سکتی۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ سارے عورتوں میں اگر کوئی ایک عورت ایسی ہو۔ جس سے میں ہمیشہ وابستہ رہ سکوں۔ تو وہ تم ہو"

مسٹر سلنگسبی اس تعریف سے ذرا نرم ہو گئی اور کہنے لگی یہ سر ہنری میں اس عنایت کے

لئے تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

"لیکن جبکہ میں نے کہا۔ یہ ایک ناممکن امر ہے۔" بیرونٹ نے سلسلہ کلام جاری رکھکر کہا۔ "اس کے علاوہ مجھ سے تمہیں کوئی وجہ شکایت نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ جہانتک ممکن ہے میں تمہیں خوش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرا روپیہ ہر وقت تمہارے مصارف کے لئے حاضر رہتا ہے۔۔۔"

مسز سلنگبسی قطع کلام کرکے بولی "خیر ہمیں آپس میں جھگڑنا نہ چاہیے۔ اس کے علاوہ بعض اس قسم کے اہم معاملات میرے پیش نظر ہیں کہ میں ان ادنےٰ رقابتوں پر توجہ نہیں دے سکتی۔ اور میں دیکھتی ہوں۔ تمہارے اپنے خیالات ایک اہم معاملہ کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے بہتری جو کچھ تمہیں کہنا ہو۔ اسے بیان کرو۔ تمہارے بعد میں اپنے حالات کا ذکر کرونگی۔"

بیرونٹ نے کہا "بہت اچھا۔" اور پھر وہ کرسی کو اپنی داشتہ کے قریب لیجاکر کہنے لگا "تمہیں یاد ہوگا۔ جب تم نے ان دونوں لڑکیوں کو یکایک اس مکان سے رخصت کر دیا۔ تو مجھے اس واقعہ سے کتنا رنج اور تکلیف ہوئی تھی۔"

"اور تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس موقعہ پر میرے بھتیجے کلیرنس نے میرے سارے حالات سے خبردار ہوکر مجھے کتنا برا بھلا کہا تھا۔" مسز سلنگبسی نے کہا۔

بیرونٹ کہنے لگا "ہاں وہ باتیں مجھے یاد ہیں اور جو حالات میں بیان کرتا ہوں امید ہے۔ وہ تمہارے دل سے تمہارے اس بھتیجے کے متعلق ہر قسم کی بے چینی دور کر دینگے۔"

"غریب کلیرنس!" عابد خاتون نے اس کا ذکر آنے پر حقیقت میں مضطرب ہوکر کہا۔ "جب سے سر ٹارنفرڈ نے شادی کے معاملہ میں اسے دھوکا دیا۔ اسی دن سے وہ سخت بیمار رہا ہے۔ تین ہفتوں تک تو وہ بالکل بیہوش رہا۔ اور اسے ہذیان بھی ہونے لگا تھا۔۔"

"ہاں میں جانتا ہوں۔" بیرونٹ نے کسی قدر بے صبری سے قطع کلام کرکے کہا۔ "مگر اب تم میری گفتگو کو ذرا توجہ کے ساتھ سنو۔ کیونکہ مجھے بہت سے ایسے حالات بیان کرنا ہیں جو اب تک تمہیں معلوم نہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ روزامنڈ کے یکایک اپنے والد کے مکان پر چلے جانے سے مجھے کامل مایوسی نہ ہوئی تھی۔ میں نے جان لیا تھا۔ کہ ولیرز کے اور تمہارے درمیان جو گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کے بعد مجھے تم سے کسی امداد کی امید نہ رکھنی

چاہیئے۔ لیکن میں نے مایوسی کو دل میں جگہ دینے کی بجائے استقلال سے کام شروع کیا
میں نے مسٹر ٹارنر کی نسبت سارے حالات لوگوں سے دریافت کئے اور ان کی بنا پر معلوم
ہوا کہ وہ سخت مشکلات میں الجھا ہوا اور دیوالہ کی حد تک پہنچ چکا ہے۔ ان دنوں وہ اس
فکر میں تھا۔ کہ کوئی ذریعہ ایسا پیدا ہو۔ جس سے وہ اپنی مالی حالات کو سنبھال سکے۔
مجھے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ وہ حریص اور زر پرست ہے۔ اور روپیہ کی خاطر اپنے بہترین جذبات
کو قربان کرنے میں اسے ذرا عار نہیں۔ اسے مکانات کی تعمیر کا بہت شوق ہے۔ اور وہ
یہ سمجھتا ہے کہ اگر مجھے وقت پر مالی امداد مل جائے۔ تو میں جلد متمول ہو سکتا ہوں۔ اپنی بیٹیوں
سے اُسے وہ حقیقی محبت جو والدین کو اولاد سے ہونی چاہئے نہیں ہے۔ وہ انہیں خوشنما
کھلونے سمجھتا ہے۔ اور جو شخص ان کی زیادہ سے زیادہ قیمت ادا کرے۔ انہیں اُسکے
ہاتھ فروخت کرنے میں اسے ذرا بھی تامل نہیں۔ روپیہ حاصل کرنے میں اسے شرطوں کی
پروا نہیں۔ وہ محض اپنی بیٹیوں کی وساطت سے روپیہ پیدا کرنا کافی سمجھتا ہے۔ یہ حالت
اس شخص کی ہے۔ جس کی چھوٹی بیٹی پر میری آنکھ ہے اور تم دیکھ سکتی ہو۔ میں نے اس
کے متعلق تحقیقات کرنے میں کتنی جان کاہی کی ہے۔ شکر ہے میری کوششیں بے سود
ثابت نہیں ہوئیں۔"

"تو کیا تمہاری مسٹر ٹارنر سے ملاقات ہو چکی ہے؟" مسز سلنگبی نے پوچھا۔

"واہ ملاقات کا کیا ذکر ہے" سپرنٹنڈنٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "میں اُس سے
گہری دوستی پیدا کر چکا ہوں۔"

"صرف اس چار پانچ ہفتے کے عرصہ میں؟" مسز سلنگبی نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"ہاں میں نے اس کے عمارتی کارکن کی معرفت اس سے پہلی ملاقات کی تھی۔ حسن اتفاق
سے یہ شخص میرا جان پہچان نکلا۔ پھر چند مکانات کی خرید کے بہانہ سے میں نے جو گفتگو کی
اس کی بدولت میں اس کی بہت سی راز کی باتوں سے خبردار ہو گیا۔ اور مجھے معلوم ہوا۔
کہ اس کے سارے مکانات بھاری قرضہ کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ اور وہ چاہتا ہے۔
ان میں سے چند ایک کو فروخت کر کے باقیوں کی تعمیر مکمل کرے۔ جب اُن دونوں لڑکیوں
سے میری ملاقات ہوئی۔ تو میں نے ظاہرداری قائم رکھنے کے لئے اس بات پر اظہار
تعجب کیا۔ کہ وہ اسی مسٹر ٹارنر کی دختر ہیں۔ جس سے مکانات کی خرید کے سلسلہ میں

اتفاقیہ طور پر میرا تعارف ہوا تھا۔"

مسز سلنگبی انداز معشوقانہ سے ہونٹ پھیلا کر کہنے لگی "تم نے کام تو بڑے اندازہ سے کیا ہے۔ مگر ہاں پھر کیا ہوا؟"

ہیروشٹ کہنے لگا" اس کے بعد میری اس سے جو ملاقاتیں ہوئیں۔ ان کے دوران میں مجھے چند منٹ کے لئے روزامنڈ سے تنہائی میں گفتگو کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ کیونکہ بڑی بہن ایڈیلائس زیادہ تر بحالت افسردگی اپنے کمرہ میں ہی رہتی ہے ان ملاقاتوں کے دوران میں کئی بار میں نے روزامنڈ کے سامنے اپنے جذبات کو محتاط لفظوں میں پیش کیا لیکن معلوم ہوتا ہے۔ وہ میری باتوں کو اچھی طرح نہیں سمجھی۔ جس سے ظاہر ہوتی ہے۔ کہ یا تو تم ناقابل استانی ثابت ہوئی ہو۔ یا وہ کند ذہن شاگرد"

مسز سلنگبی نے کہا "میری یہ داستان بہت طویل اور بے سود تفصیلات سے پر ہے۔ آخر اس کا انجام بھی تو بیان کرو"

ہیروشٹ نے اطمینان کے لہجہ میں کہا "اب میں اسے حتی الوسع مختصر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ چند دن گذرے۔ میرا پھر ٹارنز کا ٹیج میں جانا ہوا۔ تو دیکھا۔ گھر میں سخت ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کسی ڈگریدار نے اس کے خلاف قرقی کا پروانہ حاصل کر لیا تھا۔ اور دلال قرقی سے پہلے مال کی قیمت جانچ رہا تھا۔ مسٹر ٹارنز سخت مایوسی کی حالت میں تھا۔ اور دونوں لڑکیاں اپنے کمرہ میں تھیں۔ میری مسٹر ٹارنز سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی اس نے مجھے اپنے معاملات کے ہر پہلو سے آگاہ کیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ پانچ ہزار پونڈ کی رقم اسے فوری تباہی سے محفوظ رکھنے کے لئے مطلوب ہو گی۔ اب میں نے اپنے مقصد کے اظہار کا موقعہ دیکھا۔ اور دبے چھپے لفظوں میں اپنے مقاصد بیان کئے۔ جب پہلے اسے میرے مدعا کا علم ہوا۔ اور وہ سارے معاملہ کو اس کی حقیقی روشنی میں دیکھنے لگا تو وہ سخت حیرت زدہ اور مضطرب نظر آیا۔ لیکن جب میں نے لاپروائی سے اپنی جیب سے نوٹوں کا ایک پلندہ نکال کر دکھایا۔ تو وہ زیادہ متوجہ نظر آنے لگا۔ ۔ "

مسز سلنگبی بولی "مثل مشہور ہے۔ کہ جو شخص کشمکش و پیچ کی حالت میں پڑ جائے اس کا انجام تباہی ہوتا ہے"

ہر چند کہ یہ عورت خود بھی مجرم گنہگار اور خطاوار تھی۔ لیکن اس خوفناک قسم کی گو عینیت

کو دیکھ۔ کہ جس کی کیفیت بیرونٹ بڑے اطمینان کے ساتھ بیان کر رہا تھا۔ اس کے بدن میں بھی کپکپی پیدا ہونے لگی۔

بیرونٹ نے سلسلہ کلام ایسے سکون کے ساتھ جاری رکھکر گویا وہ کسی معمولی سے واقعہ کی تفصیل بیان کر رہا ہو۔ کہا۔ "ابھی ہم اس معاملہ کو کھلے لفظوں میں بیان کرنے یا سمجھنے پر آمادہ نہ ہوئے تھے۔ کہ ایک واقعہ اس قسم کا پیش آیا۔ جس نے اسے حد انتہا تک پہنچانے میں مجھے بہت مدد دی۔ ہم گفتگو کر رہے تھے کہ شرف کے افسر نے کمرہ میں آکر سات سو پونڈ کی وصولی کے لئے مسٹر ٹارنز کو گرفتار کر لیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ فوری ڈگری تین سو چالیس پونڈ کی تھی۔ اور اس لئے مسٹر ٹارنز کو جائداد کے نیلام اور خود جیلخانہ سے محفوظ رہنے کے لئے فوراً ہی ایک ہزار پونڈ سے کم رقم مطلوب نہ تھی۔ میں نے اس افسر سے درخواست کی کہ آپ چند منٹ کے لئے دوسرے کمرہ میں تشریف لے جائیں۔ اور اپنا نام اور پتہ ظاہر کر کے یقین دلایا۔ کہ میں مسٹر ٹارنز کو فرار نہ ہونے دوں گا۔ بعد ازاں میرے اور ٹارنز کے درمیان جو گفتگو ہوئی۔ اس کی تفصیل لاحاصل ہو گی۔ مختصر یہ کہ ایک گھنٹہ کی گفتگو کے بعد جس میں بہت سی التجائیں۔ دھمکیاں اور سوگندیں شامل تھیں۔ اس نے آخرکار اپنی بھتیجی روز امنڈ کو میرے ہاتھ فروخت کرنا منظور کر لیا۔"

"تمہاری بیوی کی حیثیت میں؟" مسز سلنگسبی نے گلوگیر کھوکھلی آواز میں پوچھا۔

"نہیں داشتہ کی حیثیت میں۔ . . یا جس حیثیت میں میں اُسے رکھنا چاہوں۔" سر ہنری کورٹنی نے زوردار لہجہ میں کہا۔

ان لفظوں کو سنکر مسز سلنگسبی پھر ایک بار سر سے پاؤں تک کانپ اٹھی۔

یہ حالت دیکھکر بیرونٹ نے کہا۔ "واہ کتنی بیوقوف ہو۔ کہ اس ذرا سی بات پر مضطرب ہوتی ہو۔"

"بیشک بیوقوف میں ہوں" مسز سلنگسبی نے تلخ لہجہ میں کہا۔ "کیونکہ چند ہفتے ہوئے جب تم نے اول مرتبہ میرے سامنے اس ذکر کو چھیڑا۔ تو مجھے کچھ اور رویہ اختیار کرنا چاہئے تھا لیکن بخدا ہنری۔ . . تمہارا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا۔ . . یقیناً تم یہ نہیں چاہتے کہ۔ . ."

"ٹار تھا تمہاری یہ طفلانہ باتیں میری برداشت سے باہر ہیں" بیرونٹ نے سختی سے کہا۔ "اگر میری گفتگو سننا نہیں چاہتی ہو تو بلا سے۔ میں چلا جاتا ہوں۔ اگر تم میری امداد

پر تیار نہیں ہو۔ تو لو میرا اسلام ہے۔ آئیندہ اپنے گزارہ کی کوئی اور فکر کر لو۔"

گنہگار بیوہ نے جو ایک طرف ساری کیفیت کو سنکر کانپتی تھی۔ اور دوسری طرف بیرونٹ کی دہمکی سے مرعوب ہو چکی تھی۔ دبے لفظوں میں بدقت پوچھا " آخر اب تم مجھ سے امداد کیا چاہتے ہو؟"

بیرونٹ کہنے لگا " کچھ سنو تو معلوم ہو۔ میں نے مسٹر ٹارنر کو اتنا روپیہ ادا کر دیا جس کی بدولت وہ خود جیلخانہ سے اور اس کا سامان فروخت سے محفوظ رہا۔ اور اس خیال سے کہ اگر وہ بعد ازاں پشیمان ہو کر اپنے وعدہ سے منحرف ہونا چاہے۔ تو میں اسے قابو میں رکھ سکوں میں نے اس کا ایک دستخطی رقعہ اس مضمون کا لے لیا۔ کہ یہ روپیہ جس وقت میں چاہوں۔ فوراً اس سے لے سکتا ہوں۔ مجموعی طور پر میں نے اس کی بیٹی کی قیمت پانچ ہزار پونڈ ادا کرنا منظور کر لیا ہے۔ لیکن اس نے کہا یہ کام اس وقت تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا جب تک ایڈ یلالس اور رونڈ امنڈ کو ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے۔ میں اس اعتراض کے لئے ناتیار نہ تھا۔ چنانچہ میں نے فوراً یہ تجویز پیش کی۔ کہ تم کلیرنس ولیرز کو ایڈ یلالس سے شادی کی اجازت دیدو۔ اور اپنے سابق انکار کے بعد اس رعایت کی وجہ یہ بیان کرو۔ کہ میں ایڈ یلالس کو رنج و غم میں گھلتے دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اس بات کا وعدہ کیا۔ کہ میں خود کوشش کر کے کلیرنس ولیرز کو جو اس وقت کم تنخواہ کا کلرک ہے۔ کوئی اچھی سرکاری آسامی دلا دوں گا۔ پھر جب شادی ہو جائے۔ اور عروسی جوڑا ماہ عسل کے دن بسر کرنے کے لئے دیہات کی طرف چلا جائے۔ اس وقت مار تھا۔ تمہارا کام ہو گا۔ کہ روز امنڈ کو چند دن کے لئے اپنے یہاں بلا لو۔"

ان الفاظ کو ادا کرتے ہوئے جو اپنے اندر نہایت خوفناک معنی رکھتے تھے۔ بیرونٹ نے اپنی داشتہ کی طرف پر معنی نظر سے دیکھا۔

" ناممکن ہے۔" مسز سلنگبی نے کہا " کیونکہ اگر یہ کارروائی اس جگہ میرے مکان پر ہوئی۔ تو میں تباہ اور بدنام ہو جاؤنگی۔"

" کیسی فضول باتیں کرتی ہو۔" بیرونٹ کہنے لگا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنی قابل نفرت تجویز کے مختلف پہلو اس طریق پر بیان کرنے شروع کئے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ انہیں بڑی غور و فکر کے ساتھ سوچ چکا ہے۔ اور اس نے اس قسم کی تدابیر پہلے سے اختیار کرنے کی

تیاری کرلی ہے۔ جس سے معاملہ کا افشا غیر ممکن سمجھا جائے۔

گر جو باتیں اس وقت بیرونٹ نے کہیں۔ اور جو اعتراضات اس کی داشتہ نے اٹھائے۔ ہم ان کی تفصیل غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ مختصر یہ کہ سر ہنری کے دلائل سے زیادہ اس کی دھمکیوں سے متاثر ہو کر آخرکار اس عابدہ خاتون نے اس کی ناپاک سازشوں کا شریک کار بننا منظور کرلیا۔

جب یہ تفصیلات طے ہو چکیں۔ تو بیرونٹ نے کہا۔ "مسٹر ٹارنر آج ہی تمہارے بھتیجے کے نام خط لکھ کر اسے بلا لیگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی بات اس قسم کی نہ ہوگی۔ جس سے کلیرنس کو اس بات کا شبہ پیدا ہو۔ کہ یہ مصالحت میری کوشش سے ہوئی ہے۔ شادی جس قدر جلد ممکن ہوگا۔ کردی جائے گی۔ مگر ہاں یہ تو کہو۔ کلیرنس اب اتنا شفایاب ہو چکا ہے کہ اپنے مکان سے وہاں جاسکے!"

مسز سلنگسبی نے کہا۔ "ہاں اب اس کی حالت بہتر ہے۔ جب ایک ماہ کی خوفناک بیماری اور ہذیان کے بعد اسے اول مرتبہ ہوش آیا۔ تو اسے ایک صدمہ اس قسم کا پہنچا جس سے بیماری کا دورہ پھر شروع ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ اس نے ہوش میں آتے ہی ٹام سس رنیفورڈ نامی رہزن کی نسبت سوالات پوچھے تھے۔ جب اسے بتایا گیا۔ کہ اسے پھانسی پر لٹکایا جا چکا ہے۔ تو اسے اتنا صدمہ ہوا کہ۔۔"

"لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کیا اب وہ اپنے کمرہ سے نکل کر چل پھر سکتا ہے؟" بیرونٹ نے بے صبری سے پوچھا۔

مسز سلنگسبی نے جواب دیا۔ "ہاں وہ کل میرے ہاں آیا تھا۔ اس کے علاوہ جب اسے اس قسم کی خوشخبری کا خط ملا۔ تو یقیناً اس کا اس کی صحت پر بہت اچھا اثر ہوگا اور اس کی رہی سہی بیماری بھی رفع ہو جائے گی۔"

سر ہنری کورٹنی نے کہا۔ "اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ میرا انتظام ہر لحاظ سے مکمل ہے اب مارتھا میری جان۔ تم اپنی تجاویز بیان کرو۔"

گنہگار خاتون نے چند منٹ سوچ کر کہا۔ "ہنری میں نے تمہیں ایک نہایت مشکل اور خطرناک معاملہ میں مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں پوچھتی ہوں کیا اس تجویز میں جو میں نے سوچی ہے۔ تم بھی مجھے مدد دو گے؟"

"یقیناً اور میں تمہاری وہ تجویز سننے کے لئے بہت بے چین ہوں"
"ہنری" مسز سلنگبی نے اپنی آواز کو بہت دبا کر کہا" میں پھر ...!"
بیرونٹ چونکا۔
"ہاں میں پھر حاملہ ہوں" بیوہ عورت نے کہا" اور اگرچہ یہ امر عام حالات میں میرے لئے ایک مصیبت سے کم نہ تہا۔ مگر اس مرتبہ میں اس مصیبت کو فائدہ کی صورت دینے کی کوشش کرنا چاہتی ہوں"
"قسم ہے۔ میں اب تک تمہارا اشارہ نہیں سمجھا" سر ہنری کورٹنی نے کہا۔
مسز سلنگبی کہنے لگی" میں اس کی ساری کیفیت بیان کرتی ہوں۔ یہ تو تم جانتے ہو۔ مذہب کی آڑ میں کوئی بھی غیر معمولی یا فضول دعویٰ پیش کیا جائے۔ لوگ اسے ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ جتنی بڑی دروغ بافی ہو۔ اتنی ہی آسانی سے خلقت اس کا یقین کرنے لگتی ہے۔ اس بدذات ریاکار شیپ شینکس ہی کو دیکھو۔ جس کے خفیہ حالات کو چند ہفتے قبل ایک فرانسیسی نے فاش کر دیا تہا۔ اب اس نے ہائیم کورٹ روڈ میں ایک گرجا کرایہ پر لے کر وعظ شروع کر دیا ہے۔ پہلی تقریر میں اس نے بڑی جرأت سے اپنی سابقہ خطاؤں کو تسلیم کر کے ان گناہوں سے توبہ کا اقرار کیا۔ جو اس سے سرزد ہوئے۔ اور کہا مجھے شیطان نے بہکایا تہا۔ اور عارضی طور پر وہ مجھ پر غالب بھی آگیا۔ اس لئے مجھ سے خطا سرزد ہوئی۔ مگر اسوقت کے بعد میں شیطان کے ساتھ بڑے زور کا مقابلہ کرتا رہا ہوں یہ جد و جہد رات بھر میری خوابگاہ میں ہوتی رہی۔ مگر آخر کار جب دن نکلا۔ تو میں نے شیطان کو اس زور کا ٹھڈا لگایا۔ کہ وہ چیختا ہوا بھاگ نکلا۔ پس اب میں دوزخ کے اثرات سے نکل کر پھر جنت کی طرف آرہا ہوں۔ یہ اور ایسی ہی اور فضول باتیں اس نے اس انداز سے کہیں۔ کہ لوگوں پر ان کا بہت اثر ہوا۔ یہاں تک کہ کئی آدمی وعظ کے خاتمہ پر اس سے مصافحہ کے خواہشمند تھے۔ اب پھر وہ لوگوں میں اتنا ہی نیک اور پاکباز مشہور ہو گیا ہے"
مسٹر شیپ شینکس کے متعلق یہ طویل کیفیت سنکر سر ہنری نے کہا" مارتھا آخر اس تمہید کا انجام کیا ہے؟
مسز سلنگبی بولی" میں نے یہ کیفیت تمہارے سامنے محض یہ ظاہر کرنے کے لئے بیان کی ہے کہ مذہب کے پردہ میں لوگ خلقت کو کس آسانی کے ساتھ دہوکا دے سکتے ہیں"۔

سر ہنری کہنے لگا: "بیشک میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ دنیا میں بہت سے بیوقوف ایسے موجود ہیں جنہیں لوگ اپنے اشاروں پر چلانا مشکل نہیں سمجھتے۔"

بیوہ عورت نے کہا: "یہی خیال ہے۔ جسے پیش نظر رکھ کر میں اپنی موجودہ مصیبت کو شہرت اور نفع عظیم کا ذریعہ بنانیکا ارادہ رکھتی ہوں۔"

ایبیرونٹ پریشان ہوکر کہنے لگا: "سچ کہتا ہوں میں ان اشاروں کا مطلب ابتک نہیں سمجھ سکا۔ معلوم ہوتا ہے۔ تم پھر حاملہ ہو۔ مگر باوجود اس کے خوش ہو رہی ہو۔"

بیوہ عورت نے پُرمعنی انداز سے کہا: "کیا تم نے جوانا سوتھ کاٹ کا واقعہ نہیں سنا؟"[1]

---

[1] پاؤنگٹن کی کتاب "سوانح عالمگیر" میں اس عجیب و غریب عورت کے حسب ذیل حالات درج ہیں۔ جو اگرچہ مختصر ہیں۔ مگر بالکل صحیح ہیں۔

وہ ایک مذہب پرست عورت تھی۔ جس نے اپنے عجیب غریب دعووں کے ذریعہ لندن اور اس کے مضافات میں بیشمار مقلد پیدا کر لئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں اس کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر تھی۔ ۱۷۵۰ء میں وہ ایک نہایت غریب گھرانے میں مغربی انگلستان میں پیدا ہوئی۔ اور بعدازاں عالم شباب میں ذہنی فتور کے زیر اثر اس نے اپنے آپ کو وہ عورت ظاہر کیا۔ جس کا ذکر کتاب المکاشفہ میں آیا ہے۔ یہ عورت لوگوں کے ہاتھ بیشمار تعویذ فروخت کر کے بہت روپیہ کماتی تھی۔ اور اس کا دعوے تھا۔ ان تعویذوں کے اثر سے خریدار عقبےٰ میں نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ یکایک حاملہ ہو گئی اور اس نے اپنے آپکو شیلوہ موعود کی ماں کہنا شروع کر دیا۔ اور پیش گوئی کی۔ کہ وہ عنقریب دنیا میں نمودار ہونیوالا ہے۔ اس پر اس کے مریدوں کا جنمیں کئی سرکردہ پادری بھی شامل تھے۔ جوش حد انتہا تک پہنچ گیا۔ پیدا ہونیوالے بچے کے لئے جسے نبی سمجھا جاتا تھا۔ ایک بیش قیمت پنگوڑہ تیار کرایا گیا اور اسکی آرائش پر غیر معمولی رقوم صرف کی گئیں۔ غرض اس معجز نما بچہ کی آمد کے لئے ہر ممکن تیاری جس کا تعلق وہم و جہالت سے ہو سکتا ہے۔ عمل میں لائی گئی۔

۱۸۱۴ء کے خاتمہ کے قریب جب اس کا فتور دماغ ذرا کم ہونے لگا۔ تو وہ لوگوں سے کہتی تھی اگر میں غلطی پر تھی۔ تو بہر حال اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں۔ کہ میرے اندر کوئی [illegible] موجود ہے۔ اسی سال ۲۷ دسمبر کو اس کا انتقال ہو گیا۔ لیکن اس کے مریدوں کا حلقہ اس [illegible] عرصہ دراز تک قائم رہا۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ وہ حقیقت میں مری نہیں اور اگر عارضی طور پر اس کی روح بدن سے جدا ہو گئی بھی ہو۔ تو بہر حال وہ پھر اس کے اندر داخل ہو جائیگی۔ ۱۸۳۱ء [illegible] رہے۔ [illegible] لوگوں کی ایک جماعت انگلستان میں اب بھی موجود ہے۔ چنانچہ یہ لوگ علاقہ [illegible] میں [illegible] کے قریب زیادہ [illegible] ہوتے ہیں اور لمبی داڑھیاں عجیب وضع قطع کی ہوتی ہیں۔

[illegible] انتقال [illegible] لاش کی چیر پھاڑ کی گئی۔ اور طبی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس کے

سر ہنری نے حیرت زدہ ہو کر کہا "تو کیا تم بھی اس عورت کی تقلید کرنا چاہتی ہو؟ واہ! یہ کیا حماقت ہے۔ تمہارا بھتیجا ہمارے تعلقات کو اچھی طرح جانتا ہے۔ کیا وہ تمہارے اس دعوے کا راز فاش نہ کریگا؟"

مسز سلنگسبی پرسکون لہجہ میں کہنے لگی "یہی خاص مشکل مجھے اس تجویز میں حائل نظر آتی تھی مگر یہ بھی ایسی نہیں کہ اسے رفع نہ کیا جا سکے۔ چنانچہ یہی معاملہ ہے جسمیں میں تمہاری امداد کی طلبگار ہوں۔ تمہاری کوشش سے اس کی شادی کے بعد بہت سی مشکلات راستے سے از خود ٹل جائینگی۔ کلیرنس کو پہلے بھی تم نے شادی کے معاملہ میں مدد دی ہے۔ اب میں چاہتی ہوں۔ ذراسی کوشش اور کر کے تم اسے کسی بعید نوآبادی یا ہندوستان میں کوئی سرکاری اسامی دلا دو۔ اس کی عدم موجودگی میں تمہیں یہ فائدہ ہوگا۔ کہ روزامنڈ کے ساتھ بے روک تعلق رکھ سکو گے اور مجھے یہ کہ اس کے چلے جانے سے تجویز کی کامیابی میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہوگی"

بیرونٹ کہنے لگا "مارتھا تمہاری یہ تجویز سراسر دیوانگی ہے۔ اور میں اس سے کسی طرح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا۔ خیال تو کرو۔ اگر تم نے دنیا کو اس طرح احمق بنانے کی کوشش کی تو کیا لوگ طرح طرح کی تحقیقات نہ شروع کر دینگے۔ جس سے ہمارا راز فاش ہو جانا قدرتی امر ہے۔ نہیں میں اس تجویز کو ہرگز منظور نہیں کرتا۔ البتہ اگر تم کہیں باہر جانا چاہو تو میں اخراجات کے لئے روپیہ دیدونگا۔ جب تم دیکھو۔ لندن میں تمہاری موجودگی غیر محفوظ ہے تم عارضی طور پر کسی دوسرے مقام پر جا سکتی ہو۔ لیکن اس مجنونانہ تجویز کے ساتھ مجھے ہرگز۔۔"

"اچھا ہنری جس طرح تمہاری مرضی ہو اسی طرح سہی"۔ بیوہ عورت نے بیرونٹ کے زوردار لہجہ سے مضطرب ہو کر کہا۔

"اور اسی میں دانائی ہے" سر ہنری نے کہا۔ پھر اپنی کرسی آگے بڑھا کر وہ اپنی داشتہ سے پیار کرنے لگا۔

ہم اس رنج دہ بیان کو طول دینا نہیں چاہتے۔ مختصر یہ کہ بیرونٹ کے کہنے سننے پر مسز سلنگسبی نے اپنے آپ کو جو اسقاط حمل کرانے کا خیال ظاہر کیا تھا ترک کر دیا اور جو سازش وہ روزامنڈ مارٹن کے خلاف کرنا چاہتی تھی۔ اس میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸۹ ، دماغ میں خلل تھا۔ لہذا اسے سینٹ جائنٹ کے گرجا کے قریب قبرستان میں ایک فرضی نام سے دفن کر دیا گیا۔ ۱۲

ہنری کورٹنی نے اس "عابدانہ اور نیک صفات" خاتون کو ایک بڑی رقم کا چیک بطور معاوضہ دیدیا۔

مگر اس باب کو ختم کرنے سے پہلے ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسز سلنگبی نے جو تجویز سوچی۔ وہ ہرگز اس کے ذہن میں نہ آتی۔ اگر اسے اس بات کا یقین نہ ہوتا کہ دنیا میں ہزاروں ایسے مجاذیب اور نیم دیوانے موجود ہیں۔ جو میرے لغو اور فضول دعووں کو صحیح تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

واضح رہے۔ کہ سچے عیسائی مذہب کے اعتقاد ورتخیل کی اور تعلیم کی صداقت کو تسلیم کرنے میں ہم کسی بڑے سے بڑے سامی مذہب سے پیچھے نہیں ہیں لیکن ہمیں یہ دیکھ کر سخت نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کہ ہمارے بہت سے ہموطن ان فرضی انبیا اور مہدی کہلانے والوں کی تقلید پر آئے دن آمادہ ہوتے رہتے ہیں۔ جو طرح طرح کے دعاوی کے ساتھ مختلف مقامات میں ظہور ہوتے ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ پادری کا ارڈنگلسن نے اپنی ناسلیم زبانی کے دعوے سے سارے انگلستان میں سنسنی سی پیدا کر دی تھی۔ اور بیشمار جاہل بیوقوف اور پڑھے لکھے آدمی اس کے اس دعوی کو شہرت دینے اور اسے مدد دینے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

اس مہذب ملک میں انیسویں صدی کی ابتدا میں۔ ایک ایسے شخص ہیں جو اپنی بدروشن خیالی کے لئے مشہور ہے۔ کنٹربری کے مضافات میں زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ ایک دیوانے نے اپنے آپ کو مسیح موعود ظاہر کر کے اپنے گرد بیوقوفوں کا ایک بہت بڑا حلقہ جمع کر لیا تھا۔ حیرت ہے کہ اس شہر میں جہاں بیشمار پادری بستے ہیں۔ اور جسے مذہبی تعلیم کا مرکز سمجھا جاتا ہے دیوانے تام نے کئی دن تک اپنے آپ کو مسیح ظاہر کئے رکھا۔ اور کسی نے اسکی تردید نہ کی۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعض موقعوں پہاں آفات کو دور کرنے کیلئے جو خود انسان کی پیدا کردہ ہوتی ہیں۔ ریاکاری سے انہیں قہر الہی سے منسوب کر کے مذہب کے نام پر لوگوں سے فاقہ کشی کرائی جاتی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر خدا کی رحم طاقتوں کی کوئی توہین ہو سکتی ہے؟ اس نے ہمیں رہنے کے لئے خوشنما اور زرخیز زمین عطا کی ہے اور ہمارے دماغ میں وہ روشنی پیدا کی جس سے کام لیکر ہم زمین کی پیداوار کو بہترین مصرف میں لا سکتے ہیں۔ اس کے قوانین ہمارے لئے وہ اصول پیش کرتے ہیں۔ جنکی بدولت سوسائٹی میں امن و انتظام قائم رکھا جا سکتا ہے۔ خدا کی طاقتوں کو دیکھ کر ان میں کبھی کوئی تبدیلی

تلون نہیں پایا جاتا۔ مختلف موسم اوقات معینہ پر ظہور میں آتے ہیں۔ اور ہر موسم اپنے ساتھ طرح طرح کی نعمتیں اور برکتیں لاتا ہے۔ ان نعمتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھانا ہی ہوشیار انسانوں کا کام ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی جہالت یا شرارت یا ظلم سے دنیا کے کسی نہایت خوشنما اور زرخیز خطہ کو قحط اور وبائی امراض کا مسکن بنا دیں۔ تو کیا ان نتائج کو عتاب آسمانی سے منسوب کرنا عقل انسانی اور رحم الٰہی کی توہین کرنا نہیں ہے؟

ہمیں افسوس ہے کہ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے بہت لوگ اس کے خلاف چلتے ہیں۔ اور زیادہ رنجدہ امر یہ ہے کہ اور لوگ انہیں غلط راستہ سے ہٹانے کی بجائے الٹا انہیں اس پر قائم رہنے میں مدد دیتے ہیں۔ ایسے شخصوں کی نسبت ہم اس کے سوا اور کیا کہیں کہ خدا انہیں اپنے فضل و کرم سے ادراک عطا کرے۔ تاکہ وہ صحیح اور غلط میں امتیاز کر سکیں۔

باب ۶۷　　ایڈیلائس کی شادی

مسٹر سلنگسبی اور مسٹر ہنری کورٹنی کی ملاقات کو پندرہ دن کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور اس اثنا میں آخر الذکر نے اپنی چالبازیوں سے اس معاملہ کو جس سے اسکو غیر معمولی دلچسپی تھی اس حد انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ کہ جس صبح کو ہم اپنے ناظرین کو پھر ایک بار ٹارنر کاٹیج میں لے چلتے ہیں۔ ایڈیلائس اور کلیرنس ولیرز کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

ولیرز ابتک گذشتہ علالت کے اثر سے زرد رو نظر آتا تھا۔ لیکن اس خوشی نے جو اسے گذشتہ پندرہ دن میں محسوس ہوئی۔ اس کی حالت میں اتنی خوشگوار تبدیلی پیدا کر دی تھی کہ شاید جنوبی فرانس میں چھ ماہ کی سکونت بھی اتنی مفید ثابت نہ ہوتی۔

وہ غریب اب تک یہی سمجھے ہوئے تھا۔ کہ مسٹر ٹارنر نے اپنے اس خوفناک فیصلہ کو جس نے عاشق و معشوق کو ایک دوسرے سے جدا کیا تھا۔ صرف ایڈیلائس کی افسردگی سے متاثر ہو کر ہی منسوخ کیا ہے۔ اور گذشتہ رنج وہ واقعات کی یاد کو تازہ نہ کرنے کی نیت سے اب وہ اس خوشی میں ہی محو تھا۔ جو عنقریب اس کے حصہ میں آنیوالی تھی۔ خود ایڈیلائس اپنے والد کے گذشتہ طرز عمل کو بھلا کر واقعات حال کی خوشی میں سرشار تھی۔

لیکن مسٹر ٹارنر۔۔۔۔اس کا کیا حال تھا؟ افسردہ، پژمردہ اور بے چین وہ بظاہر حالت سکون میں تھا لیکن اس ظاہری اطمینان کے نیچے اذیت دہ جذبات کے زیر اثر خوفناک آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ جن کا اثر اس کے سوا کسی اور کو محسوس نہ ہو سکتا تھا۔

دونوں بہنوں کو اس وقت اگر کسی بات سے تشویش تھی۔ تو محض آپس کی جدائی کے خیال سے۔ مسٹر ٹارنر نے یہ انتظام کر دیا تھا۔ کہ شادی کے بعد عروسی جوڑا ماہ عسل بسر کرنے ڈیون شائر میں ایک بعید رشتہ دار کے ہاں چلا جائے۔ اور روز امنڈ کے والد کے پاس ہی بیٹھنے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ مسٹر سلنگبی نے اسے ابتک اپنے مکان واقع اولڈ برگلٹن سٹریٹ میں آنے کی اس خیال سے دعوت نہ دی تھی۔ کہ کالیرنس اس معاملہ میں رکاوٹ پیدا نہ کر دے۔

غرض شادی کی صبح کو جب ایڈیلائس دودھ کے لیے سفید لباس میں جو اسکی اپنی معصومیت کی علامت تھا۔ نہایت خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ اور جب کالیرنس ولیرز آنے والی خوشی سے اتنا مدہوش تھا۔ کہ نہیں جانتا تھا۔ یہ خواب ہے یا عالم بیداری۔ ٹارنر کا یہ حال تھا معاملات کی صورت وہ تھی۔ جو اوپر درج کی گئی ہے۔ روز امنڈ کی آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر مسکراہٹ نظر آتی تھی۔ کیونکہ اسے ایک طرف اگر ایڈیلائس کی اس کے دلدار سے شادی ہونے کی خوشی تھی۔ تو دوسری طرف اس بات کا رنج بھی تھا۔ کہ اس دنیا میں میری واحد رفیق اب مجھ سے جدا ہو رہی ہے۔

ایک اور جوان لڑکی ایڈیلائس کی سہیلی اور روز امنڈ ان دونوں نے دلہن کی سہیلیوں کا فرض سر انجام دیا۔ دلہا کے علاوہ صرف دو تین رشتہ دار اور موجود تھے۔ اور شادی کی جماعت انہی تک محدود تھی۔

قدرتی طور پر اس تقریب سے مسٹر سلنگبی کو بھی بلایا گیا تھا۔ مگر اس نے یہ سوچکر کہ میرا جانا کالیرنس ولیرز کو ناگوار ہوگا۔ معذرت کا رقعہ لکھکر بھیجا تھا۔

اس وقت مسٹر ٹارنر کے جو خیالات تھے۔ ان کی تفصیل بیان کرنا لاحاصل ہوگا۔ ضرورت سے عاجز اور اس خیال کے زیر اثر کہ مجھے کسی طرح عدالت دیوالہ کی بدنامی برداشت نہ کرنی پڑے۔ خواہ اس کے لئے اور کتنی ہی قربانیاں کرنی پڑیں۔ اس نے بڑی بیٹی کی شادی اس نوجوان سے کر دی جس سے اسے نفرت تھی۔ اور چھوٹی بیٹی اس اوباش کے ہاتھ فروخت

کر اجیس سے اشتہار نے منضا بت تھ شاب گفتگو میں تعلق شادی قائم کرنے کا ذکر کمنہ کیا تھا منظور کر لیا تھا۔ یہ دونوں باتیں اس کے دل کو مضطرب کر رہی تھیں۔

ناظرین یہ نہ سمجھیں کسی باپ کا روپیہ کے لالچ میں اپنی بیٹی کو فروخت کرنے کا واقعہ ہم فرضی خیالات کی بنا پر قلمبند کر رہے ہیں۔ یا یہ کہ اس قسم کے معاملات حقیقت میں ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ بالکل نہیں۔ ایسے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ اور جب تک نوع انسانی قائم ہے۔ ظہور میں آتے رہیں گے۔

متوفی مارکوئیس آف ہرٹ فورڈ[1] نے جو سخت قابل نفرت اوباش امیر تھا محض زر کی مدد سے نہ صرف لیڈی مس . . . کے ساتھ ناجائز تعلقات پیدا کیے۔ بلکہ اس عیش پرست عورت کو اپنی لڑکیاں بھی اپنے ہاتھ فروخت کرنے پر آمادہ کر دیا۔ بعد ازاں ان لڑکیوں میں سے ہر ایک کی شادی خطاب یافتہ امرا سے ہوئی اور وہ اس دولت سے مزے کی زندگی بسر کرتی رہیں۔ جو انہیں اس لعنتی امیر سے اپنی ناپاک کمائی کے عوض ملی تھی اسی طرح چند سال گذرے۔ ایک اور خاتون لیڈی . . . نے اپنی حسین دختر پرسلا کو ایک بد وضع امیر کے ہاتھ روپیہ کی خاطر فروخت کیا نہ صرف اس واقعہ پر انگلستان اور یورپ کے اکثر اخبارات میں کئی مضامین شائع ہوئے۔ بلکہ معاملہ فرانس کی عدالتوں تک بھی پہنچا تھا۔

ہم اسی قسم کے لاانتہا واقعات پیش کر سکتے ہیں۔ جن کی بڑی تعداد حلقہ امرا سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس "بالائی طبقہ" میں جیسا کہ یہ لوگ اپنے آپ کو موسوم کرتے ہیں بہت سی خلاف اصول باتیں اور بداخلاقی پائی جاتی ہے۔ جہاں دولت کے ساتھ کاہلی موجود ہو۔ تو بداخلاقی کو ضرور ترقی ہوتی ہے نفیس اور مرغن خوراک کھانے اور بڑی مقدار میں شراب پینے سے خون میں حدت پیدا ہوتی ہے۔ اور عیش پرستی کی صحبتیں شب بیداری۔ جلسہ ہائے رقص و سرود اس طبقہ کے مزاج میں آتشی عناصر پیدا کر دیتے ہیں۔ شبانہ مجلس میں لطف عیش کا دور چلتا ہے۔ آج رنگ کی صحبتیں حد انتہا سے بڑھ جاتی ہیں۔ اور یہ سب باتیں مل کر اس بداخلاقی کو مدد دیتی ہیں۔ جو حلقہ امرا میں عموماً پائی جاتی ہیں۔

---

[1] اس کا ذکر فسانہ لندن سلسلہ اول میں مارکوئیس آف ہالسفورڈ کے نام سے ہو چکا ہے ۱۲

ایک زمانہ تھا جب فرانس میں بھی ایسی ہی خرابیاں طبقہ اعلیٰ کے لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔ لیکن انقلاب عظیم کے بعد جب سے فرانس جدید ظہور میں آیا۔ ان کا بہت حد تک سد باب ہو چکا ہے۔ فرانس میں اب خاندانی امارت و طمطراق باقی نہیں۔ اور اگر بعض بار ذی القاب قائم بھی ہیں۔ تو ان کی عملی طور پر کچھ قدر و قیمت نہیں۔ ان کی بجائے بالائی طبقہ ان لوگوں کا پیدا ہوا ہے۔ جو صاحب فہم و فراست ہیں۔ اب وہاں ایک معمولی کاریگر اپنے ذہن و رسا سے رتبہ وزارت اور ایک کاشتکار ذہنی خوبی سے مدبر کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ معمولی سے معمولی شخص بھی اپنے دل میں قوم کا نمائندہ بن کر پارلیمنٹ میں شامل ہونے کی آرزو رکھ سکتا ہے۔ یہ جدید فرانس کی چند خصوصیتیں ہیں۔

مگر آؤ ہم شادی کی اس جماعت کی طرف رخ کریں۔ جو ٹامنز کاٹیج سے اس گرجا میں جانے کو تیار تھی۔ جہاں دولہا دلہن کا عقد مناکحت ہونے والا تھا۔

مکان سے رخصت ہو کر یہ جماعت گرجا کو روانہ ہوئی۔ جس میں وہ باپ جو اپنی بیٹیوں کو حصول زر کا وسیلہ سمجھتا تھا۔ وہ بیٹیاں جو اپنے والد کی انتہائی خود غرضی سے بالکل لاعلم تھیں۔ وہ نوجوان جو سب سے زیادہ آنیوالی خوشی میں محو تھا۔ اور وہ مہمان شامل تھے جنہیں شادی کے باقی پہلوؤں کی نسبت صرف اس دسترخوان کی نفاست کا خیال تھا۔ جو اس تقریب پر بچھایا گیا۔

جب رسم شادی ادا ہو چکی۔ اور دعوت بھی ختم ہوئی۔ تو نوجوان جوڑے کی رخصت کا وقت قریب آیا۔ ایک کرایہ کی گاڑی ان کی روانگی کے لئے مہیا کی گئی۔ جس میں ان کا ضروری سامان رکھ دیا گیا۔ اور ایڈیلا لسن کو بدقت اس کی چھوٹی بہن روزامنڈ سے جدا کیا گیا۔ جو دائمی جدائی کے خیال سے زار زار روتی اس کی چھاتی سے لگی ہوئی تھی

آخر گاڑی رخصت ہو گئی۔ اور اس کے کنبہ کے ممبر لیڈ ایمانڈ بھی چلے گئے۔ اب مکان میں روزامنڈ تنہا اپنے والد کے پاس رہ گئی۔

سسکیاں لیتے ہوئے اس نے کہا۔ "الٰہی تو میری پیاری بہن کا نگہبان ہو۔ وہ ہمیشہ خوش و خرم رہے"۔

ٹامنز جو حالت اضطراب میں کمرہ کے اندر چہل قدمی کر رہا تھا۔ خفگی کے لہجہ میں کہنے لگا "اگر اب وہ خوش نہ ہوئی۔ تو قصور خود اس کا ہوگا۔ وہ اس بات پر زور دے رہی تھی۔ کہ

میں اسی جوان سے شادی کروں گی۔ ناچار میں نے اس کا کہنا مان لیا۔ مگر اب کہ وہ رخصت ہو گئی ہے۔ شاید تمہارے دل میں بھی تاسف پیدا ہو رہا ہے۔ حالانکہ میں کہہ سکتا ہوں۔ چند ہفتے قبل جب میں نے ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ تو تم بھی مجھے ایک سخت گیر جابر سمجھتی تھیں۔"

روزامنڈ والد کے سخت لہجہ سے رنجیدہ ہو کر بولی" ابا جان مجھ سے یہ خفگی کس لئے؟ کیا کوئی ایسی خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ جو آپ کی نظروں میں میرے ادائے فرض کے خلاف ہو؟"

مسٹر ہاورڈ نے طنز آمیز لہجہ میں کہا" تو گویا تمہارا اپنی بہن کے ساتھ اس مکان سے فرار ہونا بھی داخل فرض تھا؟ جو لڑکی خود سر ہو۔ اسے اپنے باپ کے لفظوں پر حرف گیری کرنے کا حق حاصل نہیں ہو سکتا۔"

"الٰہی کیا بات ہے۔ آپ آج مجھے اس سختی سے ملامت کر رہے ہیں۔" روزامنڈ نے آنسو بہاتے ہوئے کہا" ابا جان۔ کیا آپ زمانہ ماضی کو فراموش کرنے کو تیار نہیں۔ کس لئے آپ ان واقعات کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ جو آپ کے لئے اور خود میرے لئے مساوی تکلیف دہ ہیں؟"

"خیر روزامنڈ میں اس ذکر کو ترک کئے دیتا ہوں۔" مسٹر ہاورڈ نے اپنے دل میں اس بات سے شرمسار ہو کر کہا۔ کہ میں ناحق اس پر خفا ہو رہا ہوں۔ مگر باوجود اس کے وہ کمرہ کے اندر حالت اضطراب میں ادھر ادھر ٹہلتا رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس بدنصیب نے اپنی معصوم بیٹی کے ساتھ جو سفاکانہ سلوک کرنا منظور کر لیا تھا۔ اس کا خیال اسے مضطرب کر رہا تھا اور جیسا کہ عام طور پر ان لوگوں کی حالت میں دیکھا جاتا ہے۔ جو کسی نہایت خوفناک جرم کے مرتکب ہونے پر آمادہ ہوں۔ وہ الٹا اس پر اپنے غصہ کا اظہار کر رہا تھا۔ جو اس کی ہوس پر نثار ہونے کو تھی۔ گویا وہ سمجھتا تھا یہی بیٹی اس بے چینی اور اضطراب کا موجب ہے۔ اس میں اتنی اخلاقی جرات نہ تھی کہ اب بھی جبکہ وقت تھا۔ اس معاملہ سے دست بردار ہو جاتا۔ وہ اتنی دلیری نہ رکھتا تھا کہ اس عظیم قربانی کی بجائے جس کا تعلق اس کی معصوم دختر کی تباہی سے تھا ایک ایسے ایثار پر آمادہ ہو جاتا۔ جس کا دائرہ اثر نہایت محدود اور اس کی ذات تک مخصوص تھا۔

والد کی بڑھتی ہوئی بے چینی سے متاثر ہو کر روزامنڈ اپنی جگہ سے اٹھی۔ اور ڈرتے ڈرتے اس کے قریب جا کر اس نے اپنے برف کے ایسے سفید بازو اس کی گردن میں ڈال دئے اور دردناک لہجہ میں کہنے لگی "ابا جی وہ کونسا رنج ہے جو آپ کو اتنا مضطرب کر رہا ہے؟ کیا مجھ سے

اندیشہ ہے۔ ایڈیلائس اس شادی سے خوش نہ ہوگی؟ کیا آپ اس بات سے ڈرتے ہیں۔ بکلیرنس ہمیشہ اُس کے ساتھ نرمی اور ملائمت کا سلوک نہ کیا کریگا؟ نہیں پیارے ابا میں کہہ سکتی ہوں۔ وہ اُس سے بدسلوکی نہ کریگا . . . "

"نہیں روزامنڈ مجھے اس بیٹی کا خیال نہیں جو مجھ سے رخصت ہوچکی ہے" مسٹر ٹارنر نے قطع کلام کرکے کہا اور پھر ایک ایسے لہجہ میں جس میں سختی کی بجائے مایوسی اور فسردگی کی جھلک پائی جاتی تھی۔ وہ کہنے لگا "میرے خیالات اب اُس بیٹی کی طرف لگے ہوئے ہیں جو میرے پاس ہے . . . "

"تو کیا میری موجودگی آپ کے لیے کسی طرح موجب تکلیف ہے؟" روزامنڈ نے بڑے دردناک لہجہ میں اپنے زرپرست باپ کے چہرہ کیطرف ایسی افسردگی سے دیکھکر کہا۔ کہ ایک دم کے لیے اُس شخص کا ناپاک دل بھی متاثر ہوگیا۔ اور اُس کے جی میں آئی۔ میں اس وقت بیٹی کے قدموں میں گرکر اُس برائی کے لیے جو میں نے اس کے حق میں سوچی ہے معافی کا خواستگار ہوں۔ "پیارے ابا" اس حسینہ نے والد سے مخاطب ہوکر پھر کہا "کیا مجھ سے الفاظ یا افعال کے ذریعہ کوئی ایسی خطا سرزد ہوئی ہے جس سے آپ ناراض ہیں؟ اگر ایسا ہے تو فرمائیے۔ میں اُس خطا کا داغ اپنے آنسوؤں سے دھونے کو آمادہ ہوں۔ میں آپ کے قدموں میں دوزانو ہوکر اُس سہو کے لیے رحم اور معافی کی طلبگار ہونے کو تیار ہوں"

"نہیں روزامنڈ" مسٹر ٹارنر نے اُس تباہی کا خیال کرکے جو اُس صورت میں واقع ہوتی۔ اگر وہ بیرونٹ کے ساتھ وعدہ خلافی کرتا۔ اپنے جذبات کو دباتے ہوئے کہا "مجھے تم سے ناراضگی نہیں۔ اور میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس وقت مجھ سے تمہارے سامنے ناواجب گفتگو ہوئی لیکن میری رائے میں بہتر ہے ہم اس مضمون کو ترک کردیں۔ اب تم سکون حاصل کرو۔ اور یہ آنسو پونچھ ڈالو۔ میں اپنے کمرہ کو جاتا ہوں۔ کیونکہ مجھے چند ضروری خطوط لکھنے ہیں"

اتنے میں ڈاکیہ نے صدر دروازہ پر دستک دی اور ایک نوکر خط ہاتھ میں لے کر اندر داخل ہوا۔ یہ خط اُس نے روزامنڈ کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور واپس چلا گیا۔

"کیا یہ خط میرے لیے ہے؟" جوان لڑکی نے متعجب ہوکر کہا۔ ادھر اس خط کو دیکھ کر مسٹر ٹارنر کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اُس کے دل میں شکوک آنے لگے۔ پھر وہ اُس خط کی

تحریر کو پہچان کر کہنے لگی "معلوم ہوتا ہے۔ یہ خط مسز سلنگسبی کی طرف سے آیا ہے" اور اُس نے لفافہ چاک کر کے اُسے پڑھنا شروع کیا۔

مسٹر ٹارنر اس انداز سے گویا اُس خط کی آمد ایک معمولی امر ہو۔ کمرے سے رخصت ہونے کو تھا کہ روزامنڈ نے اُس کا بازو تھام لیا۔ اور کہا "ابا جان ٹھیریئے۔ مہربانی سے اس خط کو پڑھ لیجئے۔ جو پیاری مسز سلنگسبی نے بھیجا ہے۔ اگرچہ میں اُس دعوت کو منظور نہیں کر سکتی . . . "

"مگر مسز سلنگسبی نے اس خط میں کیا لکھا ہے؟" مسٹر ٹارنر نے گھبرا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس خوفناک سازش کے دوسری منزل میں پہنچنے کے خیال سے جو اس معصوم حسینہ کے جوہر عصمت کے خلاف خود اُس نے جو اُس کا باپ تھا۔ ایک اوباش امیر کے ساتھ مل کر کی تھی۔ اس کی بد منا چھاتی پھر مودار آئی۔ اُس نے کہا "اس خط میں کیا لکھا ہے جس کی تم اتنی تعریف کر رہی ہو؟"

روزامنڈ نے خط اُس کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور مسٹر ٹارنر کھڑکی کے قریب جا کر اُسے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا :-

میری عزیز روزامنڈ

مجھے اس بات کا سخت رنج ہے کہ میں اپنے نیک نہاد بھتیجے اور تمہاری شیریں خصال بہن کی مقدس اور موثر رسم شادی کے موقع پر نہ آسکی۔ وجہ یہ تھی کہ جیسا میں نے اپنے سابق خط میں لکھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی پر اسرار حکمت سے . . جس میں ہم فانی انسانوں کے لئے دم زدن کی گنجائش نہیں۔ کچھ عرصہ سے شدید درجے مفاصل میں مبتلا کر رکھا ہے اور اگرچہ میں امید کرتی ہوں۔ اس قادر مطلق کے رحم اور ڈاکٹر ڈگیبل کی اس دوا سے جو انہوں نے بڑی توجہ سے میرے لئے تیار کی ہے۔ میں جلدی ہی صحت یاب ہو جاؤں گی۔ تاہم بحالت موجودہ میرا گھر سے نکل کر کہیں جانا آنا مشکل تھا۔ میری ہر وقت یہ دعا ہے کہ خدائے برتر و بالا میرے بھتیجے اور تمہاری بہن کی جوڑی سلامت تا قیامت رکھے اور انہیں دائمی خوشی عطا کرے۔

پیاری روزامنڈ تم جانتی ہو۔ یہ دار فانی میدان ہستی کے بادیہ پیماؤں کے لئے طرح طرح کی مشکلات سے پُر ہے لیکن عروسی جوڑے میں ایک اثر ایسا موجود ہے جو انہیں ان تمام مشکلات پر غالب آنے میں مدد دے گا۔ میری مراد اس مذہبی اعتقاد سے ہے۔ جو ان دونوں کے دلوں میں موجود ہے۔ میری اپنی یہ حالت ہے کہ اس مرض کی شدید تکالیف میں جس کا اثر اب دونوں پاؤں سے بائیں پر منتقل ہو چکا ہے۔ اگر مجھے انجیل مقدس کی پاک تعلیم کا سہارا اور ان نیک نہاد دوستوں کی ہمدردی حاصل نہ ہوتی۔ جن میں مسز سنری کورٹنی بھی جو خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے ایک ہیں شامل ہیں۔ تو نہیں معلوم میں انہیں کس طرح

برداشت کر سکتی ۔ کچھ شک نہیں ۔ اس تکلیف میں بھی اس خدائے راحم کی حکمت شامل ہے اور وہ اس ذریعہ سے میری ان تکالیف کو کم کرنا چاہتا ہے جو عرصہ قیامت کے بعد ہم گنہگاروں کی تقدیر میں لکھی ہیں ۔ اگرچہ ڈاکٹر وگمیل ذہبی مورکیطاٹ سے ایک افسوسناک لاپروائی ظاہر کر کے بار بار یہ کہتے ہیں کہ اگر میں پاؤں کو فلالین میں لپیٹے رکھوں اور سونے سے پہلے ابلی ہوئی رائی کے پانی سے غسل لوں ۔ تو میری تکلیف بہت کم ہو جانا یقینی ہے لیکن میری عزیزہ میں خیال کرتی ہوں ۔ خدا کی شفاعت کے بغیر فلالین اور غسل میں بھی ہماری تکالیف کو کم کرنے کی توفیق نہیں ۔

اس طویل علالت میں ۔ میری پیاری رجنا مندا ۔ میں تنہائی کی تکلیف کو بہت محسوس کرتی ہوں اور میرا خیال ہے تم بھی اپنی عزیزہ بہن کی رخصت کے بعد اور اس ہوگی مسٹر مارنز کی نسبت میں جانتی ہوں وہ کاروباری مصروفیتوں کی وجہ سے اکثر گھر سے باہر رہتے ہیں جس سے تم ان کی عدم موجودگی میں اور بھی زیادہ افسردگی محسوس کرتی ہوگی ۔ مجھے تمہارے نیک نہاد والد کا شرف ملاقات ابھی تک حاصل نہیں ہوا ۔ لیکن میں امید کرتی ہوں کسی روز ان سے مصافحہ کی سعادت حاصل کر سکوں گی موجودہ حالات میں اگر تم میرے ہاں آکر ایک دو ہفتے میری ناچیز مہمانی قبول کرو ۔ تو میں بہت ممنون ہونگی اور اسے تمہاری خاص عنایت سمجھونگی ۔ امید ہے ۔ اس ذریعہ سے تمہاری اپنی طبیعت بھی بحال ہو جائیگی اس لئے پیاری روزامنڈ اگر ہو سکے اور اگر تمہارے والد اجازت دیں تو کل صبح میرے ہاں ضرور آنا ۔

تمہاری ہی خیر خواہ

مارتھا سلنگسبی

اس خط میں جس شرمناک ریاکاری سے کام لیا گیا تھا ۔ وہ ۔ ۔ ۔ اگر ممکن سمجھا جا سکے ۔ اس جرم کی سیاہی کو دوبالا کر رہی تھی جس کا یہ چٹھی ایک جزو تھی ۔ جس وقت مسٹر مارنز اس خط کو دیکھ رہا تھا ۔ اس کے دماغ میں چکر آنے لگا اور سفید کاغذ پر لکھے ہوئے حروف نے اس کی نظروں میں کروڑوں خوفناک کیڑوں اور حشرات الارض کی صورت اختیار کر لی ۔ یہ معلوم ہوتا تھا وہ اس کے سامنے رینگتے پھر رہے ہیں !

لیکن آخرکار اپنے تکلیف دہ جذبات پر قابو پا کر وہ اپنی معصوم بیٹی کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا " روزامنڈ یہ چٹھی بڑی عنایت آمیز پیرایہ میں لکھی گئی ہے ۔ اور میرے نزدیک کوئی وجہ نہیں ۔ تم اس دعوت کو منظور نہ کرو "

" ابا جان " بھولی دوشیزہ نے کہا " میں نہیں چاہتی ۔ اس وقت جبکہ آپ بہن کی رخصت کے بعد افسردہ خاطر ہیں ۔ آپ کو تنہا چھوڑ کر اور زیادہ رنجیدہ کروں ۔ اس کے علاوہ میں دیکھتی ہوں آپ بہت ناخوش ہیں ۔ شاید یہ ان مالی مشکلات کی وجہ سے ہے ۔ ۔ ۔ "

"روزامنڈ تم اُن کا ذکر نہ کرو" مسٹر مارنز نے سختی سے کہا۔ اس شخص کا عذر ساتھا کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ میری اپنی بیٹیاں ہی میری مالی مشکلات سے خبردار ہوں۔ پھر چند منٹ کے بعد اُس نے کہا " ذکر اس چیٹھی کا تھا۔ مجھ سے پوچھو۔ تو ایک ایسی دعوت کو نامنظور کرنا یقیناً غیر موزوں ہوگا۔ مسز سلنگسبی کی طبیعت ناساز ہے اور وہ چاہتی ہیں۔ کوئی سہیلی اُن کی تسلی کے لئے موجود ہو۔ اس لئے روزامنڈ میں خود تم سے درخواست کرتا ہوں تم ان کے ہاں جانے کی تیاری کرلو"

نوجوان دوشیزہ نے اس فیصلہ کے خلاف کئی اعتراضات کئے۔ مگر اُس کے والد نے اُن سب کا کچھ نہ کچھ جواب دیدیا اور آخر فیصلہ یہ ہوا کہ وہ کل صبح اولڈ برلنگٹن سٹریٹ میں مسز سلنگسبی کے ہاں چلی جائے۔

لیکن جب صبح نمودار ہوئی اور گاڑی روزامنڈ کو لندن کی طرف لیجانے کے لئے دروازہ پر آکر رکی۔ تو مسٹر مارنز کے سینہ میں نہایت خوفناک جذبات نے سخت اضطراب پیدا کردیا یوں کہنا چاہیے کہ اُس کے سینہ میں اُن جذبات کی وجہ سے ایک آگ سی بھڑک رہی تھی۔

اُن جذبات کو فرو کرنے یا اپنے چہرہ سے اُن علامات کو دور کرنے کی کوشش میں جو اُس کی رُوح کے اضطراب اور اذیت کا اظہار کرتی تھیں۔ اُسے جو تکلیف ہوئی۔ اُس کا اندازہ ہم اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ مختصر یہ کہ آخرکار روزامنڈ نے باچشم پُرنم والد کو الوداع کہی۔ مگر جس وقت وہ گاڑی میں قدم رکھنے لگی۔ تو آنے والے سانحہ کی نسبت کچھ عجیب مبہم خیالات اُس کے ذہن میں از خود پیدا ہونے لگے۔ مگر وہ جوان تھی اور جوانی میں انسان ہر قسم کے معاملات کے روشن پہلو کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی پاکبازی کی وجہ سے وہ ابھی ناتجربہ کار تھی۔ کہ اُسے اس خوفناک نشیب و فراز کا متعلق علم نہ تھا جو انسان نیکی اور اخلاق کی راہ میں خود اپنی بدچلنی سے تیار کرتا ہے۔ اس لئے وہ تشویش جو اُس کے ذہن میں پیدا ہوئی تھی فوراً ہی رفع ہوگئی۔ چنانچہ جس وقت وہ مسز سلنگسبی کے مکان واقع اولڈ برلنگٹن سٹریٹ کے دروازہ پر گاڑی سے اُتری تو اُس کی طبیعت بحال ہوچکی تھی۔ اگرچہ اُس افسردگی کا کچھ نہ کچھ اثر اب تک باقی تھا جو اُسے بہن سے رخصت ہونے پر محسوس ہوئی۔

باب ۵۴ زر پرست نفس پرست اور عصمت پرست

روزامنڈ مسز مکان کے اندر داخل ہوئی۔ تو اس نے دیکھا۔ "عابدہ" خاتون ایک صوفہ پر لیٹی ہوئی عہد جدید کے ایک باب کو بڑی توجہ سے پڑھ رہی ہے۔ بظاہر وہ اس مطالعہ میں اتنی محو تھی۔ کہ جس وقت نشستگاہ کا دروازہ کھلا۔ اور جوان دوشیزہ اندر داخل ہوئی۔ تو مسز سلنگسبی نے فوراً ہی نظر اٹھا کر اس کی طرف نہ دیکھا۔

مگر جلدی ہی روزامنڈ کو دیکھ کر اس نے انجیل کو ایک طرف رکھ دیا اور انداز کسل سے کہنے لگی "عزیزہ روزامنڈ اچھا ہوا تم آگئیں۔ آؤ مجھ سے بغلگیر ہو"

دوشیزہ نے جو اس شیطانی سازش کے حالات سے جو اس کے خلاف کی گئی۔ بالکل لاعلم تھی سچے دل سے کہا "میڈم میں امید کرتی ہوں۔ آج آپ کا مزاج رو بصحت ہے" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے معصوم لبوں کو مسز سلنگسبی کی ناپاک پیشانی سے لگایا۔

"عابدہ" خاتون نے کہا "میری عزیزہ رات خدا کی خاص عنایت سے مجھے اچھی نیند آئی۔ ڈاکٹر وگمبیل نے اصرار کیا تھا۔ میں تھوڑی پانی ملی ہوئی گرم برانڈی پیوں۔ اگرچہ تم جانتی ہو مجھے ہر قسم کی شراب سے نفرت ہے اور میں خیال کرتی ہوں۔ کہ یہ خدا کی نیک پیداوار نہیں اور اس لئے اس قابل نہیں ہے کہ ہم اسے استعمال کریں۔ مگر روزامنڈ ڈاکٹر کے اصرار پر اور اس خیال سے کہ اس کا استعمال بطور دوا معیوب نہ ہوگا۔ میں نے اس کی ذرا مقدار پی۔ جس نے مجھے فائدہ کیا ہے۔ لیکن میری عزیزہ تم رسم شادی کی کیفیت بیان کرو۔ کیا میرے بھتیجے کا طرز عمل ہر لحاظ سے مناسب تھا؟ مجھے یقین ہے اس کی طرف سے کوئی بے جا امر ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ کیونکہ خوش نصیبی سے مجھے خود اس کی تلقین اور تربیت کا موقع حاصل رہا ہے اور ہاں ایڈیلائس کا حال تو بتاؤ۔ کیا وہ بہت خوش تھی؟"

روزامنڈ نے شادی کی تفصیلات بیان کیں اور مسز سلنگسبی اس کے بیان پر کچھ رائے زنی کر رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور ڈاکٹر وگٹیل اندر داخل ہوا۔

یہ شخص ٹھگنے قد کا فربہ اندام اور اپنے آپ کو غیر معمولی اہمیت کا آدمی سمجھتا تھا۔ بال ذرا لمبے۔ کپڑوں کی تراش ایسی کہ وہ بدن پر چھوٹے معلوم ہوتے تھے۔ وہ سیاہ گیٹر

پہنے اور ایک ہاتھ میں بانس کی مضبوط چھڑی لیے تھا جس کے سرے پر سونے کی موٹھ لگی ہوئی تھی۔ جب کبھی وہ غیر معمولی سنجیدگی کا اظہار کرتا تو اس طلائی موٹھ کو اپنی ناک سے لگا لیتا تھا۔ اس کا مطب خوب چلتا تھا۔ اگرچہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ فنِ طبابت سے بالکل کورا تھا۔۔۔ پھر اسکی کامیابی کا راز کیا تھا؟ اس کا ذکر ہم آگے کرتے ہیں۔

اس کا والد ایک بڑا مالدار شخص تھا۔ اور اس نے آٹھ سو پونڈ سالانہ کی فیس دے کر اس کا زانوئے ادب لندن کے ایک نامی ڈاکٹر کے آگے تہ کرایا تھا۔ لیکن نوجوان وگیٹیل بڑا انشیر پرداز اور سازشی طبیعت رکھنے والا مگر بالکل کند ذہن اور حافظہ سے عاری تھا۔ کتابیں رٹ کر اس نے کسی طرح امتحان پاس کر لیا اور اس کے بعد ایم۔ آر۔ سی۔ ایس کی ڈگری حاصل کرکے اس نے اپنا مطب قائم کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ ڈاکٹر جس کی شاگردی مسٹر وگیٹیل نے کی تھی، اپنی اسامی سے ریٹائر ہونے لگا۔ یہ خبر پا کر وگیٹیل کے باپ نے ڈاکٹر مذکور کو ایک سونے کی بنی ہوئی ہاس کی ڈبیہ میں پانسو پونڈ کا نوٹ بھیج دیا اور کہا۔ اسے اپنی اعلیٰ قابلیت اور صفاتِ حسنہ کی قدردانی کے صلہ میں قبول فرمائیے اس کا نتیجہ فوراً ہی ظاہر ہو گیا۔ یعنی اس ڈاکٹر نے اپنے حلقہ احباب میں مشہور کر دیا کہ میرا جانشین ڈاکٹر وگیٹیل ہوگا چنانچہ اس کے ریٹائر ہونے پر کثرت رائے سے مسٹر وگیٹیل کو ہی اس کا جانشین منتخب کیا گیا۔ اس اسامی کے لیے کئی قابل ڈاکٹر امیدوار تھے۔ مگر اس زر پرست دنیا میں روپیہ کے سامنے قابلیت کو چنداں اہمیت حاصل نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسٹر وگیٹیل کو منتخب کر لیا گیا۔ اور اس وجہ سے وہ میدانِ طبابت میں داخل ہوتے ہی نہ صرف مشہور ہو گیا بلکہ اسکے معقول آمدنی ہونے لگی تین چار سال تک کام اچھی طرح چلتا رہا۔ اور اس کے بعد ان حضرت نے ایک دن کسی مریض کی ٹانگ بلا وجہ کاٹ ڈالی۔ اس پر اعتراضات کا طوفان اٹھا اور معاملہ اخبارات تک پہنچا۔ مسٹر وگیٹیل نے مسلسل چھ ماہ تک نصف کراؤن یومیہ کی اجرت پر تین غریب مصنفوں کو اپنی صفائی میں رسالے لکھنے کے کام پر ملازم رکھا۔ اس کی طرف سے صفائی کے رسالے اس کثرت سے چھاپے گئے کہ ناچار پبلک کو تسلیم کرنا پڑا۔ وہ راستی پر تھا پبلک کا اطمینان کرنے کے بعد آپ نے بطور اظہار ناراضگی اپنی ملازمت ترک کر دی اور لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ کا ایک شاندار مکان کرایہ لے کر اپنا مطب کھولا۔ اور اخبارات مارننگ پوسٹ۔ مارننگ ہیرالڈ اور سنیٹ جیمز کرانیکل کے ذریعہ مشتہر کر دیا کہ شام کو

دو سے سات بجے تک میرا مطلب کھلا رہتا ہے۔ انہی ایام میں ڈاکٹر وگمپل کے والد کا انتقال ہوگیا اور وہ اس کے نام بہت سی دولت چھوڑ مرا۔ ماتم کے ایام کو حتی الامکان مختصر کرنے کے بعد آپ نے اپنے دوستوں کو جلسے اور دعوتیں دینی شروع کیں۔ یا یوں سمجھئے کہ دعوتی جلسے ہوئے جن سے کہ بہت سے دوست پیدا کر لئے۔ اور اُن دوستوں نے ان کیلئے مریض تیار کر دیئے۔ رفتہ رفتہ آپ نے اتنی شہرت پائی۔ کہ حصہ ویسٹ اینڈ میں بعض لوگ انہیں ڈاکٹر لیسلز کا ہم پلہ ظاہر کیا کرتے تھے۔ اگرچہ سمجھدار لوگ سر ہلا کر کہتے۔ کہ ڈاکٹر لیسلز کی چھنگلی میں اتنا علم بھرا ہے جتنا ڈاکٹر وگمپل کے سارے دماغ میں نہیں لیکن ڈاکٹر وگمپل کی اہمیت بہرحال بڑھ رہی تھی اور وہ پراسرار سا آدمی تھا۔ اس میں ایک اور خوبی یہ تھی۔ کہ ڈاکٹر لیسلز کی طرح کسی مریض کو یہ کہکر اس کی توہین نہ کرتا تھا کہ تمہیں سوائے وہم کے کوئی عارضہ نہیں۔ بلکہ بخلاف ازیں وہ انہیں گولیاں اور دوائیاں کھلا کر پہلے بیمار کر لیتا۔ اور پھر اُن کا علاج کیا کرتا تھا۔ دوائیاں دیتے وقت وہ اکثر سر ہلا کر کہا کرتا تھا "اچھا ہوا تم وقت پہ آ گئے ورنہ معلوم نہیں نتائج کتنے خوفناک ہوتے" اس قسم کے الفاظ وہ ایسے معمولی امراض میں بھی جن میں صرف پانی کی پٹیاں باندھنے کی ضرورت ہو۔ کہا کرتا تھا اور کچھ تو ایسی باتوں کچھ نرسوں۔ خادموں اور کنیزوں کو تحائف دے کر اس نے رفتہ رفتہ وہ شہرت حاصل کر لی۔ جو عام طور پر قابل شخصوں کو جائز کوشش کے ذریعہ سالوں سے فیصدی تناسب سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔

غرض یہ ڈاکٹر صاحب تھے۔ جو اس وقت نشستگاہ میں داخل ہوئے۔ جبکہ مسز سلنگسبی بسوخہ پریشی ہوئی اور روزامنڈ اس کے قریب بیٹھی تھی۔

آخرالذکر کو سلام کا اشارہ کرکے ڈاکٹر نے مدد کرسی سنبھالی جب سے روزامنڈ متلاشی تھی کیونکہ وہ مسز سلنگسبی کے قریب تو تھی مگر اس کے بعد روزامنڈ کمرہ سے باہر جانے کو تھی کہ مسز سلنگسبی نے اس سے کہا ٹھیر جاؤ۔ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈاکٹر وگمپل کی موجودگی میں غالباً تمہارے ادھر سے جانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیوں ڈاکٹر صاحب اس میں اہمیت تو نہیں ہے؟

ڈاکٹر صاحب نے چھڑی کی سونے کی موٹھ ٹھوڑی سے لگائی اور کہنے لگے۔ میڈم اگر اہمیت کا سوال ہو۔ تو میں کہہ سکتا ہوں۔ کوئی بھی عارضہ اہمیت سے خالی نہیں۔ کیونکہ وقت پر علاج نہ ہونے سے اس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر خیر یہ تو بیان کیجئے۔ آج

آپ کی تکلیف کا کیا حال ہے۔ کیا رات کچھ زیادہ درد رہا۔ یا دل سے آسائش رہی؟"

مریضہ جو حقیقت میں کسی بھی عارضہ میں مبتلا نہ تھی اور جس نے یہ بہانہ صرف اس لئے تیار کیا تھا کہ شادی میں شریک نہ ہونے کا عذر پیدا ہو جائے۔ کہنے لگی: "ڈاکٹر صاحب میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ رات خدا کی خاص عنایت سے اچھی طرح بسر ہوئی۔"

"بہرحال اب آپ کا مزاج بحال ہو رہا ہے" ڈاکٹر نے کہا "مگر کیا آپ نے شام کو کھانا کھایا تھا؟"

مسز سلنگسبی نے مریضوں کا سا لہجہ اختیار کر کے کہا "ہاں ڈاکٹر صاحب دو گھونٹ شوربے کے پئے تھے" حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس نے ایک سالم بھنا ہوا مرغ کھایا تھا۔

"میرے کہنے پر آپ نے ذرا سی پانی ملی ہوئی برانڈی بھی استعمال کی؟" ڈاکٹر وگٹیل نے ایسے لہجہ میں کہا۔ گویا وہ سمجھتا ہے مسز سلنگسبی شراب کے استعمال سے سخت متنفر ہے اگرچہ وہ اپنے دل میں اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اس عمر کی عورتیں شراب کی تھوڑی سی مقدار کو خصوصیت سے پسند کرتی ہیں۔ چنانچہ اس نے پھر دہرا کر کہا "آپ نے ذرا سی پانی ملی ہوئی برانڈی استعمال کی؟"

مسز سلنگسبی نے جواب دیا "ڈاکٹر صاحب میں نے آپ کا کہنا ماننا فرض سمجھا لیکن میں امید کرتی ہوں۔ آپ اس کا استعمال جاری رکھنے پر مجبور نہ کریں گے۔"

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے سر ہلا کر ایسے شخص کی اہمیت اختیار کر کے جو سمجھتا ہو۔ میں کوئی سخت کڑوی دوا استعمال کرنے پر مجبور کرتا ہوں۔ کہا "میری رائے میں آپ کو چند دن اس کا استعمال جاری رکھنا پڑے گا۔ مگر دیکھئے۔ برانڈی کل کی نسبت ذرا تیز ہو۔ یعنی ذرا سی تیز۔ ورنہ میں نتائج کے لئے جواب دہ نہ ہوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے ڈاکٹر نے مس مارتھا کی طرف ایسی نظر سے دیکھا جس سے یہ جتانا مقصود تھا کہ اگر مسز سلنگسبی نے میری ہدایات پر عمل نہ کیا تو اس کی جان کا خطرہ ہے۔

"اچھا ڈاکٹر صاحب" مریضہ نے پہلے سے بھی زیادہ مجبوری کے لہجہ میں کہا "اگر آپ کا یہی مشورہ ہے کہ برانڈی ذرا تیز ہو تو مجھے عذر نہیں لیکن براہ خدا جہاں تک جلد تر شفا یاب ہونے کی کوشش کیجئے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں۔ میں بحیثیت ایمان شراب کو صرف مجبوری کے طور پر استعمال کرتی ہوں اور میری دلی خواہش یہ ہے کہ جہاں تک جلد سے جلد ترک کر سکوں۔"

"صبر، میڈم صبر کی سب سے زیادہ ضرورت ہے" ڈاکٹر ویگنیل نے اپنی چھڑی کی سنہری موٹھ سے ناک کو رگڑتے ہوئے اور زیادہ اہمیت کے لہجہ میں کہا "جب تک یہ تکلیف وہ درد باقی ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ پانی ملی ہوئی شراب کا استعمال جاری رکھیں۔"

ڈاکٹر اپنے دل میں اس بات کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اس ذریعہ سے اس "خاتون" کا عارضہ کچھ عرصہ تک ضرور قائم رہے گا۔ اور جب تک شراب کا نسخہ تجویز ہوتا رہا۔ خود اسے بھی شفایاب ہونے کی جلدی نہ ہوگی۔ یہ ایک ایسا طریقہ تھا۔ جس سے "ڈاکٹر" "خاتون" مذکور سے رفتہ رفتہ روپیہ کی معقول رقم بطور فیس حاصل کر سکتا تھا۔ حالانکہ اپنے دل میں دونوں اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ عارضہ کا حقیقت میں کچھ بھی وجود نہیں۔

"لیکن میڈم" ڈاکٹر صاحب نے ذرا وقفہ کر کے سلسلہ کلام کو پھر شروع کر کے کہا "آپ کی زبان کی رنگت اب کیسی ہے؟ ہاں ابھی درست نہیں ہوئی۔ . . اور نبض۔ اس کا کیا حال ہے؟"

نبض دیکھتے وقت ڈاکٹر صاحب نے اپنی جیب سے ایک بھاری طلائی گھڑی نکال کر ہاتھ میں لے لی۔ اور کچھ دیر تک اس کی طرف غور سے دیکھتے رہے۔

تھوڑی دیر کے بعد مسز سلنگسبی نے اس شخص کی طرح جسے عدالت اولڈ بیلی میں بحیثیت ملزم پیش کیا گیا ہو۔ اور وہ جیوری کا فیصلہ سننے کے لئے بیتاب ہو۔ پوچھا "کیوں ڈاکٹر صاحب آپ کی رائے میں اب نبض کیسی ہے؟"

"احتیاط کی ضرورت ہے۔ میڈم ابھی احتیاط کی ضرورت ہے" ڈاکٹر نے اپنے سر کو خاص انداز سے ہلاتے ہوئے کہا "نبض پوری طرح درست نہیں ہوئی۔ ہاں مادام۔ . . آپ کی بھوک کا کیا حال ہے؟ اگر میں آج ذرا سا ابلا ہوا مرغ بطور غذا تجویز کروں۔ تو آپ کو اعتراض تو نہ ہوگا؟ بہرحال میڈم ہمیں آزمائش ضرور کرنی چاہئے۔ اور اس کے بعد ایک دو گلاس عمدہ نئی پورٹ وائن کے بھی استعمال کیجئے گا۔ غذا کی مقدار کم نہ ہو۔ ورنہ اور زیادہ نقاہت پیدا ہوگی۔ اور رات کو سوتے وقت پھر شوربہ اور اس کے بعد پانی ملی ہوئی برانڈی بطور دوا ضرور استعمال کیجئے گا۔"

مسز سلنگسبی نے کہا "صاحب میں آپ کی ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔ اگرچہ غذا جاتا ہے۔ کھانے کے ساتھ پورٹ وائن پینے کے خیال سے . . ."

بیشک میڈم میں جانتا ہوں کہ اس کا استعمال آپ کو مرغوب نہیں۔ بالکل مرغوب نہیں ہے"
ڈاکٹر نے نرم و فہمائشی لہجہ اختیار کر کے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ لیکن دنیا سوسائٹی کیلئے ایک
ایسے قابل قدر رکن سے جیسا آپ ہیں زیادہ عرصہ تک بے تعلق رہنا منظور نہیں کر سکتی۔ اپنے حلقۂ
احباب کا خیال کر کے جس طرح ممکن ہو جلد تر صحتیاب ہونے کی کوشش کیجئے۔ بیشک آپکو براندی
اور شراب سے نفرت ہے۔ مگر دوستوں کی خاطر۔۔ اپنی صحت کی خاطر اس نفرت پر غالب آنیکی
کوشش کیجئے۔ میں یہ چیزیں بحیثیت دوا پیش کرتا ہوں۔ اسی حیثیت سے انہیں استعمال کیجئے
اور صاحب میڈم میں آپ کے لئے ایک چھوٹا۔۔ سا نسخہ لکھے دیتا ہوں۔ اسے بانڈ سٹریٹ
کے دوا سازان مسٹر اینڈ جنکیسن کی دوکان سے تیار کرائیے گا۔ اس مشورہ میں آپ کو کسی خاص
غرض سے نہیں ہوتا۔۔ بالکل نہیں۔۔ بلکہ محض اس لئے کہ ان کی دواؤں کا ذخیرہ باقی دوا
فروشوں سے اچھا ہوتا ہے"

ڈاکٹر صاحب کے لفظوں کو اگر ان کے اصلی معنوں میں لیا جاتا۔ تو ان کا مطلب یہ تھا کہ باقی
سب دوا فروشوں کی دوائیں ناقص ہوتی ہیں ہم ڈاکٹر صاحب کے لفظوں کی تردید کرنا نہیں چاہتے البتہ
اس قدر لکھنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ باوجود اس بے غرضی کے جس کا آپ اس وقت اظہار کر رہے تھے
حضرت کو مسٹر اینڈ جنکیسن دوا سازان کی دوکان سے صرف ایک ہزار پونڈ سالانہ کی رقم اس بات کے
معاوضہ کے طور پر ملا کرتی تھی۔ کہ آپ اپنے مریضوں کو نسخے تیار کرانے اس دوکان پر جانیکا مشورہ دیں

خیر ڈاکٹر صاحب نے ایک پرزہ کاغذ پر ان بدخط حروف میں جو ڈاکٹروں سے مخصوص ہیں چند
الفاظ لکھے۔ اور نیچے کچھ اس قسم کے دستخط کئے کہ پڑھنے والا اگر چاہتا۔ تو اس نام کو ویگنیل کی
بجائے سمٹوس۔ میراملن یا طامسن بھی پڑھ سکتا تھا۔

پھر جس وقت آپ جانے کے لئے اٹھے تو مسز سلنگسبی نے ایک پتلے کاغذ میں لپٹی ہوئی
کوئی چیز ان کے ہاتھ پر رکھ دی۔ یہ ان کی فیس کا روپیہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے چھڑی کی
طلائی موٹھ اپنی ناک سے لگائی اور زینہ کی راہ سے اتر گئے

سہ پہر کے وقت روزامنڈ نے سیکاروں ہی پر گذارا۔ اور آخر جب شام کا دسترخوان
بچھایا گیا۔ تو مسز سلنگسبی نے میز پر بیٹھ کر ڈٹ ہوئے مرغ کی بڑی مقدار چٹ کی اور اسکے بعد
پورٹ وائن کی مذمت کرتے ہوئے رفتہ رفتہ اس کے بھی چار گلاس چڑھا لئے جس سے
روزامنڈ کے دل میں اس وجہ سے اس عالی خاندان کی عزت دوبالا ہو گئی کہ شراب سے

اُف بھی کرتے ہوئے بھی اس نے ڈاکٹر کے مشورہ سے مجبور ہو کر اسے اتنی بڑی مقدار میں پی لیا

دستر خوان بڑھایا جا چکا تھا۔ کہ سر ہنری کورٹنی نشست گاہ میں موجود ہو۔ اپنے شکار

نوعمر خاتون کے مکان پر موجود اور پہلے سے بہت زیادہ حسین اور فرشتہ نما دیکھ کر اس

کی باچھیں کھل گئیں۔ آنکھوں میں خمار پیدا ہو گیا۔ اور اس کے حسن سحر افروز کا جائزہ لیتے ہوئے

وہ سوچ کر اس کا خون گرم شراب کی طرح ابلنے لگا کہ "آج رات یہ حسینہ میری بغل میں ہو گی۔"

ہمارے ناظرین کو اچھی طرح یاد ہو گا۔ کہ مسز ملنگبی کے ہاں سابقہ عرصہ سکونت میں اس

خاتون نے روزامنڈ کے دل میں اوباش ہیرونٹ کی نسبت نہایت ارفع خیالات پیدا کر دئے

تھے۔ اور راست کہہ ہوں تو اس بیوہ بالغ کے متعلق اس کے اندر کسی قسم کے مشتبہ خیالات

پیدا کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب ہیرونٹ نے نازک لطیف اور مہذب

پیچ دار لفظوں میں اظہار عشق کیا۔ تو وہ پاکباز حسینہ اس کے الفاظ کا مطلب بالکل نہ سمجھ

سکی۔ اور اسی لئے سر ہنری نے مسز ملنگبی کو یہ لکھ بھیجا تھا کہ ابھی تک اس کی قابل رسائی

ثابت نہیں ہوئی ہو۔

بہرحال معصوم روزامنڈ کے دل میں اب تک ہیرونٹ کی نسبت اعلیٰ خیالات جاگزیں

تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس کے آنے سے روزامنڈ اپنے دل میں اس خیال سے خوش ہوئی۔ کہ

تیسرے آدمی کی گفتگو سے شام کی تکلیف دہ ہم آہنگی تو رفع ہو گئی۔

ہیرونٹ۔ سے جہاں تک ممکن تھا۔ اس حسینہ کو اپنی باتوں سے خوش کرنے کی کوشش کرتا

رہا اور اس کا پرلطف اور شستہ گفتگو سے روزامنڈ کو جو خوشی ہوئی وہ [illegible] چھپا سکی

سر ہنری کورٹنی کی گفتگو میں وقت اس قدر تیزی سے گذر گیا کہ جلد ہی رات کے

آخری کھانے کا وقت آ گیا۔ مسز ملنگبی نے طوطی دار شوربہ کے چند گھونٹ پئے اسکی نگاہ

دوبارہ دستر خوان پر رکھی ہوئی باقی چیزوں کی طرف اٹھتی تھی لیکن ان چیزوں سے

ہاتھ بڑھنے کی تلافی کسی حد تک برانڈی نے کر دی۔ اس کا مرکب جو ہیرونٹ نے تیار کر کے

عابد خاتون کو پلایا۔ اور اس نے اسے اتنا تیز بنا دیا کہ ڈاکٹر ویکفیلڈ بھی باوجود اپنے مشورہ

کے اس کی موجودہ تیزی کو پسند نہ کرتا۔

رات کے دس بجے تھے کہ ہیرونٹ رخصت ہونے کے لئے اٹھا۔ مسز ملنگبی نے نشست گاہ

کی گھنٹی بجا کر لونڈی کو [illegible] آنے کا حکم دیا جس کا مطلب حقیقت میں یہ تھا کہ اگر کسی وجہ

سے اس خوفناک سازش کا جو درجہ بدرجہ کی جارہی تھی افشا ہو جائے۔ تو گھر کے نوکر سر ہنری کے دفعتہ ہو جانے کی تصدیق کر سکیں۔ اور انہیں اس بات کا علم ہو جائے۔ کہ وہ فلاں وقت گیا تھا۔

بیرونٹ کے جانے کے بعد مسز سلنگسبی اور روزا منڈا میں سر ہنری کورٹنی کی اعلیٰ صفات پر گفتگو ہوتی رہی۔ اور آخر مسز سلنگسبی کہنے لگی۔ "عزیز روزامنڈا اپنے کمرہ کو جانے سے پہلے مہربانی سے نشست گاہ کی الماری بند کر کے اس کی کنجیاں مجھے لا دو۔ نوکر اتنے غافل ہیں کہ۔۔!"

حسینہ اس پھرتی کے ساتھ جو شباب کا لازمہ اور احسان پسند طبائع کا جزو ہوتی ہے۔ اس کام کے لئے گئی۔ اس کے باہر جاتے ہی مسز سلنگسبی نے پورٹ وائن کے اس کے گلاس میں جس کا کچھ حصہ۔ روزامنڈا پی چکی تھی۔ اور کچھ باقی تھا۔ ایک چھوٹی سی شیشی سے کوئی سیاہ مرکب ڈال دیا۔

اس کے بعد وہ مکارہ پھر صوفہ پر لیٹ گئی۔ اور۔۔۔ اُف اس ریاکاری کا کچھ ٹھکانا ہے! ۔۔۔ اس نے اپنے ہاتھ میں انجیل لے لی چنانچہ معصوم۔ پاکباز اور بے خبر دوشیزہ۔ جس کی تو یہ سازشی عورت اس کے مطالعہ میں مصروف تھی

روزامنڈا نے واپس آکر کہا "میڈم یہ لیجئے کنجیاں ہیں۔ نیچے سب چیزیں بحفاظت بند ہیں شب بخیر۔ میں اب اپنے کمرہ کو جاتی ہوں"

"میری عزیز اس گلاس کو تو ختم کر لو" مسز سلنگسبی نے ترغیب دہ لہجہ میں کہا "میں قطعاً بخیل نہیں ہوں۔ مگر تم جانتی ہو کسی چیز کو ضائع کرنا بہر حال ناپسندیدہ ہوتا ہے"

روزامنڈا کے چہرہ پر اس خیال سے کہ مجھے اس ملامت کا سزاوار سمجھا گیا سرخی کی جھلک نمودار ہوگئی۔ مگر جب اس نے شراب کا گلاس منہ سے لگایا۔ تو اسے محسوس ہوا اس کا ذائقہ خراب ہے۔ لیکن اس نے اسے ایک معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ اور پھر کڑواہٹ دور کرنے کے لئے روٹی کا ایک ٹکڑا چبانے لگی۔

بعد ازاں وہ عابدہ خاتون پر جو بدستور لیٹی ہوئی تھی۔ جھک کر اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہنے لگی "شب بخیر میڈم"

"شب بخیر روزامنڈا۔ میں ابھی سونے سے پہلے پاؤ گھنٹہ عبادت کرونگی پھر میں بھی اپنے کمرہ میں چلی جاؤنگی!"

روز امنڈ باہر نکلی۔ اور خوابگاہ کی طرف چلی گئی

اپنے مکان محسوس ہورہی تھی۔ اس لئے سونے کے کمرے میں جاتے ہی اس نے کپڑے اتارے اور بالوں کو درست کرنے لگی لیکن ایسا کرتے ہوئے اسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ آنکھیں خود بخود بند ہوئی جاتی ہیں۔ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ سونے سے پہلے دعا کرنے کے فرض کو نظر انداز کرکے وہ جلد جلد کپڑے اتار کر پلنگ پر لیٹ گئی۔

اس کے لمحہ بھر بعد بے خبر سورہی تھی

تین آدمیوں کے دل میں اس وقت روز امنڈ کی تصویر منقش تھی۔

ایک نفس پرست بیرونٹ کے دل میں

دوسرے مطلب پرست "عابدہ" کے دل میں اور۔۔۔

تیسرے زر پرست باپ کے دل میں۔

اپنے ویران مکان کے کمرہ کی تنہائی میں اس وقت مسٹر بارنز کے سینہ میں دوزخی فرشتوں کے برابر اذیت دہ جذبات بھڑک رہے تھے۔ اس کی ذہنی تکلیف ناقابل بیان اور بدنی اضطراب حد امکان سے باہر تھا۔

مانا کہ وہ زر پرست۔ خود غرض۔ بے مروت اور لاپروا تھا مگر ان سب برائیوں کے ہوتے ہوئے وہ اپنے ضمیر کی اس زبردست آواز کو دبانے سے قاصر تھا۔ جو رہ رہ کر اس سے کہہ رہی تھی "ظالم۔۔۔ گنہگار۔۔۔ جہنمی تو نے آج وہ سفیہانہ فعل کیا ہے۔ جو تیری تلخی کے پیمانہ کو لبریز کردے گا اس فعل کی یاد ایسی ہوگی۔ کہ کوئی ارضی راحت۔۔۔ کوئی عظیم دنیاوی دولت بھی اسے محو نہ کرسکے گی"۔

بدنصیب باپ خود محسوس کرنے لگا۔ کہ میں شیطان بصورت انسان ہوں۔ وہ آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ڈرتا تھا۔ کیونکہ ایک بار جب اس نے اسے دیکھا۔ تو وہ اتنی خوفناک تھی۔ کہ ہیبت پیدا ہوتی تھی۔

باپ اپنی بیٹی کو ناپاک زر کے بدلے فروخت کرے! اف اس سے زیادہ سنگدلی اس سے بڑی سفاکی اور کیا ہوسکتی ہے۔

اسے خیال آیا کہ اس وقت جب میں اس اضطراب میں بھر رہا ہوں۔ وہ محل شنیع جس کی سازش میں میں خود شریک ہوا ظہور میں آرہا ہوگا!

لڑکھڑاتا ہوا وہ کھڑکی کے قریب گیا۔ آہ! کیسی تاریک رات تھی۔ طوفان سے لدے ہوئے کثیف بادل کس طرح محیط آسمان تھے!

وہ جھجک کر پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ آسمان پر ایک خوفناک صورت نمودار تھی... ایک دیو غصہ اور انتقام کی نگاہ سے اس کی طرف گھور رہا تھا!

کیا سچ مچ یہ کوئی جہنمی فرشتہ تھا۔ جو اس کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتا تھا؟!

نہیں... یہ محض واہمہ کا اثر تھا۔ مگر تاریک بادلوں کے ایک دوسرے پر جمع ہو جانے سے ایک متحرک سیاہ عفریت کی کتنی نمایاں صورت بنی ہوئی تھی!

بدبخت گنہگار رباپ نے ذہنی اضطراب کی حالت میں مٹھیاں کس لیں... دانت پیسنے لگا... بھویں تان لیں اور اس خوفناک چیخ کو روکنے کے لیے جو اذیت قلب کے اظہار میں اس کے منہ سے نکلنے کو تھی۔ اس نے اپنے ہونٹوں کو زور سے دبا لیا!

دوسرا شخص جس کے دل میں معصوم روز امنڈ کی تقدیر بے چینی پیدا کر رہی تھی۔ مسز سالنگبی تھی۔

کم و بیش ۲۰ منٹ اور نشستگاہ میں ٹھہرنے کے بعد اس نے خادمہ کو بلایا۔ اور اسکی مدد سے اپنے کمرہ میں پہنچی۔ حالانکہ حقیقت میں وہ اس خادمہ کی مدد کے بغیر بھی اپنے کمرہ میں پہنچ سکتی تھی۔

خادمہ نے اس کے کپڑے اتروائے اور پھر کمرہ سے چلی گئی۔

لیکن مسز سلنگبی آرام کرنے کے لیے فوراً ہی اس پلنگ پر نہ لیٹی۔ جس کے نیچے چیپ کر جیکب سمتھ اس "عابد خاتون" کی پاکبازی کی حقیقت سے آگاہ ہوا تھا۔ بلکہ ایک بڑی سی آرام چوکی پر بیٹھ کر اس وقت کا انتظار کرنے لگی۔ کہ گھر میں سکون ہو جائے۔

دو تین مرتبہ اس نے اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے کاش یہ خوفناک واقعہ ظہور میں نہ آتا۔ خدا جانے اس کا انجام کیا ہوگا! اگرچہ سنری اسے خوش کرنے کے معاملہ میں اپنا اعتماد رکھتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے۔ اس کی طرف سے کسی ذلت کی بجائے منتوں کا طلبگار ہوگا

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ اس نے معاملہ کے ہر پہلو کو اچھی طرح سوچ لیا ہوگا۔ بہرحال اس نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں تمہیں اس معاملہ میں ملوث نہ کروں گا۔ اور ایسی ترکیب اختیار کروں گا کہ وہ تمہیں اس معاملے سے بے خبر ہی سمجھتی رہے۔ مگر نہیں ... کیا روزامنڈ عرصہ دراز تک واقعات کی حقیقت سے بے خبر رہ سکتی ہے؟ رفتہ رفتہ وہ سارے حالات کو اچھی طرح سمجھنے لگے گی۔" پھر یکایک۔ اس نے اپنے خیالات کو پلٹ کر کہا۔ "اگر ایسا ہو بھی تو کیا مضائقہ ہے۔ وہ ہر طرح میرے قابو میں ہوگی۔ اس کی عزت میرے رحم پر اور نیک نامی میرے بس میں آ جائے گی! ... اف! یہ خوفناک رات کبھی ختم بھی ہوگی! کچھ بھی ہو۔ وہ فعل جس کا خیال آتے ہی بدن میں لرزہ پیدا ہوتا ہے۔ سخت ہیبت ناک ہے!"

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ تیسرا شخص جس کے دل میں روزامنڈ کی تصویر تھی ... اس وقت جب کہ وہ پاکباز حسینہ اپنی معصومیت میں دنیا و مافیہا سے بے خبر اس عورت کے مکان میں سو رہی تھی۔ جس نے اس کی میزبانی کا مقدس فرض اپنے اوپر لیا۔ جس پر اسے بے حد اعتقاد تھا۔ اور جسے وہ صفات نسوانی کا بہترین نمونہ سمجھتی تھی ... وہ تیسرا شخص سر ہنری کورٹنی تھا۔

مسز سلنگسبی کے مکان سے رخصت ہو کر بیرونٹ اپنی گاڑی میں جو روانہ پر منتظر تھی۔ گھر پہنچا اور سیدھا اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

خادم خاص کو رخصت کر کے اس نے ایک گھنٹہ کا وہ عرصہ جو اس کے مسز سلنگسبی کے مکان واقع اولڈ برلنگٹن سٹریٹ میں جانے کے وقت تک حائل تھا۔ آنے والی خوشی کا ذہنی نقشہ تیار کرنے میں صرف کیا

اوباش بیرونٹ اب اس عمر کو پہنچ چکا تھا۔ جب حسیات نفسانی بڑی حد تک مردہ ہو جاتی ہیں۔ اور انہیں بیدار کرنے کے لئے پرجوش تخیل کی مدد درکار ہوتی ہے۔ اسی لئے اپنے بے جان قویٰ میں حیات تازہ پیدا کرنے کی نیت سے اس نے اس ناقابل بیان راحت کو سوچنا شروع کیا۔ جو معصوم روزامنڈ کی تباہی کی بدولت اسے حاصل ہونے والی تھی ... ناظرین یہ نہ سمجھیں گے۔ کہ اس کے قلب تیرہ میں اس وقت رحم یا پشیمانی کا ذرا بھی احساس پیدا ہوا۔ اسے اس غم کی کیا پروا تھی۔ جو روزامنڈ کے حصہ میں آنے والا تھا! البتہ وہ یہ

ضرور سوچتا تہا۔ کہ اس غم کے اثرات کو رفع کرنے کے لئے مجھے کیا ترکیب اختیار کرنی چاہیئے
اس کے شہوانی تخیل نے آبدیدہ روزمانڈ کی جو تصویر پیش کی۔ وہ معمول سے بہی زیادہ خوبصورت
تہی۔ چنانچہ مکان سے رخصت ہونے کے وقت تک خیالات کے زیر اثر اس کے جذبات
حیوانی اتنی حدت اختیار کر چکے تہے۔ کہ اس وقت اگر اسے یقین دلایا جاتا۔ اس فعل بد سے دس
ہزار کمبنوں کی راحت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تو بہی وہ اپنے تہیہ سے باز آنے پر آمادہ نہ ہوتا

مکان کے عقبی راستہ سے تاریکی میں دبے پاؤں باہر نکل کر سر ہنری کورٹنی جلد جلد قدم
اٹہاتا ہوا ولنگٹن سٹریٹ کو ہولیا۔

چند منٹ کے عرصہ میں جب وہ مسز سلنگبی کے مکان کے قریب پہنچا۔ تو وسٹ منسٹر
کے گرجوں میں گھڑیال ایک بجا رہے تہے۔

یہ وہ وقت تہا۔ جو سر ہنری کے اس مکان میں داخل ہونے کے لئے مقرر ہو چکا تہا۔

وہاں پہنچکر اسے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ کیونکہ کسی نے بڑی آہستگی اور احتیاط کے ساتہ
صدر دروازہ کہول دیا۔ اور دبے لفظوں میں کہا "سر ہنری تم ہو؟" دروازہ کہولنے والے کے
ہاتہ میں شمع نہ تہی۔ کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ مسز سلنگبی ہی تہی۔

دبے پاؤں بڑی احتیاط کے ساتہ وہ اسے ساتھ لیکر زینے کے اوپر چڑہتی گئی۔

نفس پرست بیرونٹ نے جوتا اتار کر ہاتہ میں لے لیا۔

اپنے کمرہ کے دروازہ پر پہنچکر مسز سلنگبی نے بیرونٹ کو ایک لمحہ کے لئے ٹہیرنے کو کہا
اور خود اندر سے ایک شمع لینے گئی۔ شمع کی روشنی میں جب دونوں نے ایک دوسرے کیطرف
دیکہا تو جہجک کر پیچہے کو ہٹ گئے۔ کیونکہ اس وقت فطرت انسانی پہر اپنی جائز سطوت
قائم کرنے لگی تہی۔ عورت اس مرد سے خوف زدہ ہو کر پیچہے کو ہٹی۔ جو اس کی اپنی صنف
کے ایک فرد کے ناموس پر بزدلانہ اور خوفناک حملہ کرنے کو تہا۔ مرد کے دل میں اس
عورت سے نفرت کا احساس پیدا ہوا۔ جو اس گناہ آلود رات کو اس کے سفیہانہ فعل میں
اپنے مطلب کی غرض سے امداد و اعانت پر آمادہ تہی۔

مسز سلنگبی نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا۔ جو مکان کے آخری سرے پر واقع
تہا۔ اور اس کے بعد جب وہ اپنے کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو اس کے خیالات ایسے تہے۔ جو
جیلخانہ نیوگیٹ کے سزایاب مجرم کے لئے بہی باعث رشک نہیں ہو سکتے۔

ادھر سرہنری کورٹنی اس مقام تک پہنچا جہاں وہ کمرہ واقع تھا جس میں ایک فرشتہ خصلت حسینہ آنے والی مصیبت سے بے خبر محو خواب تھی۔ اور اس نے دروازہ پر تھم کر کہا دیکھنا اب وہ دروازہ کو کھول کر اس کمرہ میں داخل ہوتا ہے۔ جہاں دودھ کے ایسے سفید بستر پر موسم بہار کا ایک تازہ پھول حسن اور پاکیزگی کی علامت۔ اثرات خراب سے محفوظ اور گلچیں کے خطرات سے بے خبر پڑا ہے۔ کہا کرتے ہیں نیکی کی حفاظت فرشتوں کے سپرد ہوتی ہے۔ کیا اس وقت وہ فرشتے بھی محو خواب تھے؟

کمرہ کے اندر جا کر اس نے دروازہ کو بند کر لیا۔ اور شمع ہاتھ میں لئے بستر کے قریب پہنچا ہلکی دھندلی روشنی میں اسے ایک معصوم چہرہ نظر آیا جس کے رخساروں پر پھول کی ایسی سرخی چھائی ہوئی تھی جس کے گلابی ہونٹ لعلوں کو شرماتے تھے۔

روز امنڈ نیند میں بے خبر مگر اس بے خبری میں بھی مضطرب تھی۔ یہ بے چینی بلاشبہ اس لاڈنیم یا ست افیون کا اثر تھی جسے اس کی شراب میں آمیز کیا گیا تھا۔ اس کے اعصاب اس زہر کے عادی نہ ہونے کی وجہ سے غیر معمولی بدنی اضطراب پیدا کر رہے تھے۔

سرخ رخساروں میں سے ایک گداز اور سفید ننگے بازو پر اس طرح ٹکا ہوا تھا گویا سنگ مرمر پر گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی ہوں۔ دوسرا بازو خواب کی بے چینی میں چادر سے نکل کر شانہ تک برہنہ تھا۔ اس حسینہ کی چکا چوند پیدا کرنے والی سفید چھاتی اپنی عریانی میں ایک ناقابل بیان پر کیف نظارہ پیش کر رہی تھی۔

اوہ! وہ نظارہ کتنا دلکش تھا۔ جو اس وقت اوباش امیر کی نظروں کے سامنے پیش تھا۔ اس کے بھڑکتے ہوئے جذبات اس تصویر کو دیکھ کر دیوانگی کی حد تک پہنچ گئے۔ اس نے جلتی ہوئی شمع کو آتشدان پر رکھا اور جلد جلد کپڑے اتارنے لگا۔

اف! اے قہر آسمانی تو اس وقت کہاں گیا تھا؟ اے طوفان سے بھرے ہوئے بادلو۔ کیوں اس وقت تم نے اپنی بجلی کے تیروں سے اس سیاہ باطن امیر کو خاک نہ کر دیا؟ .. کس لئے تم نے اپنی کڑاک سے اس بدبخت کو ہلاک نہ کیا۔ جو اپنے آپ کو اس گناہ آلود ذات کا بہادر سمجھتا تھا۔

اسوقت جب کہ زرپرست باپ اپنے کمرہ میں سخت بے چینی کی حالت میں۔ اس

دوزخی آگ کے شعلوں کو فرو کرنے سے قاصر جو اس کے سینہ میں بھڑک رہے تھے لڑکھڑاتا پھر رہا تھا... اس وقت جب وہ قابل نفرین عورت جس نے اپنی جنس کے ایک پاک اور معصوم فرد کے ناموس کی تباہی میں مدد دی۔ اپنے کمرہ میں اس فعل قبیحہ کی یاد سے لرزہ براندام تھی... ہاں اس وقت اس کمرہ میں جہاں روزامنڈ اپنی عصمت اور پاکیزگی کی باخبری میں مصائب عالم سے بے خبر سونے کے لئے گئی تھی۔ ایک شریر النفس... بدبخت... دوزخی اوباش نے اس کی حرمت کا خون کیا!

"مجھے چھوڑ دو... مجھے مرجانے دو" بدنصیب روزامنڈ اپنی تباہی سے باخبر، مایوسی کی حالت میں کہہ رہی تھی "میرا جینا بیکار ہے"

"روزامنڈ سنو تو سہی... میں منت کرتا ہوں" بیرونٹ نے اس کے ایک بازو کو تھامے ہوئے کہ وہ ہاتھ سے نکل کر بھاگ نہ جائے کہا "تم سیانی لڑکی ہو۔ سمجھدار بنو۔ مجھ سے چھوٹ کر کہاں جاؤ گی؟... جان سے گذر کر کیا حاصل کرو گی؟ جو کچھ ہو چکا۔ وہ اب واپس نہیں آسکتا۔ رات کا واقعہ صرف میرے اور تمہارے علم میں ہے کسی تیسرے شخص کو اس کی خبر نہیں۔ کیا تم اسے ساری دنیا میں مشتہر کرنا چاہتی ہو؟"

"الٰہی میرا کیا ہوگا"! روزامنڈ نے ناقابل بیان ذہنی اذیت کی حالت میں کہا "ہائے میری عصمت... افسوس میری حرمت...!"

جب وقت اس حسینہ نے ہاتھ ملتے ہوئے یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے۔ تو ایک منٹ کے لئے سنگدل اوباش کا قلب بھی متاثر ہو گیا۔

وہ جلدی سے بے چینی کے لہجہ میں کہنے لگا "اے روزامنڈ تیر جو کمان سے نکل گیا واپس نہیں آسکتا۔ اتفاقات گذشتہ پر پشیمان ہونا بے سود ہے۔ میری جان یہ سوچو مجھے تم سے کتنی محبت ہے! میرا عذر فقط یہ ہے کہ تمہاری محبت نے مجھے دیوانہ کر دیا تھا۔ جو کچھ ہوا دیوانگی کے عالم میں ہوا۔ اس لئے مجھ سے نفرت کرنے کی بجائے..."

"نہیں مجھے تم سے نفرت نہیں" روزامنڈ کسیقدر سنبھل کر کہنے لگی "اور تم سے نفرت کر کے مجھے اب حاصل کیا ہوگا۔ میرا دارومدار تم پر ہے اور وہ محبت ہی جس کا تم نے مجھے یقین دلایا ہو میری اس تباہی کی کسی حد تک تلافی کر سکتی ہے... مگر افسوس! چارہ اب!... اگر تم

یہ سُن تو میری بیٹی کا یہ حال ہوا... الہٰی تو رحم کر...

اور یہ بے جوڑ فقرات کہہ کر اس نے پھر زار زار رونا شروع کر دیا۔

"... روزامنڈ۔ روزامنڈ۔ اپنے جی کو سنبھالو" سر ہنری کورٹنی نے اس ملائم لہجہ میں کہا جسے وہ بوقت ضرورت اختیار کرنا اچھی طرح جانتا اور بحالت موجودہ زخم حسرت کا بہترین مرہم سمجھتا تھا "کیا میرے لئے اس بات کو دُہرانے کی ضرورت ہے کہ مجھے تم سے بے حد محبت ہے؟ اے جان اس طرح افسردگی اور ذہنی اضطراب کو دل میں جگہ نہ دو۔ مجھے اس سے پریشانی ہوتی ہے"

"مگر کیا تم نے مجھے ایک خوفناک سازش کا شکار نہیں بنایا؟... کیا تم نے میری تباہی کے لئے ہی یہ سب تیاریاں کی تھیں؟" روزامنڈ نے پھر کہا "مجھے جانے دو۔ اے صاحب مجھے یہاں سے نکل جانے دو۔ میں والد کے پاس جا کر ان کے قدموں میں گر جاؤنگی... میں انہیں سارے حالات سے خبردار کروں گی... وہ مجھے معاف کر دیں گے۔ اور تم سے... جو میرے ناموس کو برباد کرنے والے ہو۔ انتقام لیں گے"

اتنا کہہ کر اس نے پھر سر ہنری کے ہاتھ سے نکلنے کی کوشش کی۔ مگر اس نے اسے مضبوط پکڑے رکھا۔ ناچار بے بس ہو کر وہ پھر اس کی چھاتی پہ گر پڑی۔

رفتہ رفتہ اوباش بیرونٹ نے اسے مزید تسلیاں دیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ اس کے غم کو کم کرنے کی کوشش کی۔ دلیلوں۔ وعدوں۔ جھوٹی قسموں اور اقراروں سے کام لیکر وہ اس سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اور اس قدر پشیمانی کا اظہار کیا کہ غریب روزامنڈ یہ سوچنے لگی حقیقت میں اس نے جو کچھ کیا وہ میرے لئے اس کی حد انتہا سے بڑھی ہوئی محبت کا ہی نتیجہ تھا۔

"اے میری ماہ طلعت حسینہ" بیرونٹ نے کہنا شروع کیا "تم نے یہ خوبصورتی کیسے پائی؟ بخدا اگر تمہارے حسن سحر افروز کا اثر نہ ہوتا۔ تو میں ہرگز اس افسوسناک فعل پہ آمادہ نہ ہوتا۔ جس کا مجھ سے ارتکاب ہوا اور جس کے لئے میں عمر بھر پشیمان رہونگا۔ اے جان تمہاری صورت کو دیکھ کر میری محبت دیوانگی کی حد تک پہنچ گئی تھی اور میری حالت اس شخص کی سی تھی۔ جو نتائج سے بے خبر اور لاپرواہ حصول مدعا پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ میں اب محسوس کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کیا وہ نہایت شرمناک تھا۔ میں اپنے طرز عمل کو کمینہ اور قابل نفرت تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن میرے محبوب۔ جب خدا کی درگاہ میں متاسف گنہگار کے لئے در توبہ کھلا ہے۔ تو کیا حسینوں کی بارگاہ میں اس کا کوئی امکان نہیں؟ میری جان سے عزیز روزامنڈ۔ میں ایک مغرور اور خاندانی امیر

تم سے رحم اور معافی کا خواستگار ہوتا ہوں۔ کیا اگر میں اپنی بقیہ عمر تمہاری راحت کو برقرار رکھنے اور تم سے محبت کرنے میں بسر کروں۔ تو بھی میری ایک خطا کی تلافی غیر ممکن ہے؟ اگر نہ ختم ہونے والی محبت . . . اگر ایسا پیار جو کبھی دنیا میں کسی شخص نے دوسرے سے نہیں کیا۔ تمہارے لئے موجب تسکین ہوسکتا ہو تو لے دلارام میں اپنی خطا کی تلافی ان ذریعوں سے کرنے کو تیار ہوں۔"

"کیا تم مجھ سے شادی کرلوگے؟" روزامنڈ نے دل زبان سے پوچھا۔

"ہاں میری جان یقیناً۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کا عہد کرتا ہوں۔" ہیرونٹ نے کہا جو اسوقت اسکی تسلی کے لئے ہر ممکن اقرار کرنے کو تیار تھا۔

"مگر تمہیں اگر مجھ سے اتنی ہی محبت تھی تو تم نے صاف طور پر مجھ سے اظہار عشق کیوں نہ کیا؟ تم والد سے اسکا ذکر کرتے اور جس طرح بھائی کلیرنس نے ایڈیلائس سے شادی کی تھی۔ مجھ سے شادی کرلیتے۔" روزامنڈ نے جس کے دل میں پھر کچھ شبہ پیدا ہونے لگا تھا۔ کہا

ہیرونٹ کہنے لگا "میری جان میں نے کئی طریقوں پر تم سے اظہار محبت کیا۔ مگر تم میرا مطلب سمجھنے سے قاصر رہیں۔ تمہیں یاد ہوگا۔ ایک روز جب میں تم سے تمہارے والد کے مکان پر نشستگاہ میں ملا۔ تو میں نے کہا تھا وہ شخص کتنا خوش نصیب ہوگا۔ جو اس خوبصورت ہاتھ کو اپنا کہہ سکے۔ اسی طرح ایک اور موقعہ پر جب ہماری گفتگو موت کے ناگوار مضمون پر شروع ہوئی۔ تو میں نے تم سے کہا تھا۔ موت کا خیال بہت رنجیدہ ہے لیکن وہ شخص مرت سے کتنا خوش ہو جو تمہاری خدمت گذاری میں جان سے گذر جائے۔"

"ہاں۔ مجھے یاد ہے تم نے یہ الفاظ کہے تھے۔" روزامنڈ کہنے لگی "اور تمہاری غیر حاضری میں مجھے ان لفظوں کا کئی بار خیال آیا۔ میں انہیں یاد کرکے خوش بھی ہوا کرتی تھی . . . "

"تو اس صورت میں اے جان جاں تم سمجھ سکتی ہو۔ مجھے اس خیال سے کسقدر مایوسی ہوئی کہ تم میری محبت کو نظر انداز کر رہی ہو۔" مکار ہیرونٹ نے کہا "اس طرح عالم یاس میں اگر میں نے اپنے دل میں اس بات کا عہد کرلیا کہ تم پر کسی نہ کسیطرح قبضہ حاصل کروں۔ تو کیا میرا یہ فعل قابل معافی نہیں؟ میں سوچتا تھا۔ ایک بار تمہیں اپنا بنا کر میں ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو تمہاری نذر کرسکوں گا۔"

"اگر تم نے مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ پورا کیا۔ تو شائد میں اب بھی خوش ہوسکوں اور اس خوفناک رات کی یاد میرے دل سے محو ہوجائے . . . نہیں مگر اس کی یاد دل سے

کبھی محو نہ ہو گی۔" روزامنڈ نے جلدی سے کہا کیونکہ ایسے رنجیدہ واقعات ذہن انسانی سے کبھی مٹ نہیں سکتے۔ تاہم جہاں تک تمہارے امکان میں ہو تم اس واقعہ کی تلافی سے دریغ تو نہ کرو گے ؟"

بیرونٹ کہنے لگا" روزامنڈ... پیاری روزامنڈ۔ یقین جانو۔ میں ایک ماہ کے اندراندر تم سے شادی کروں گا۔"

"خیر میں اس خیال سے اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کروں گی۔" روتی ہوئی دوشیزہ نے کہا" اور اب میں تمہیں اس وعدہ کی قسم دے کر جو ابھی تم نے مجھ سے کیا اور جس پر مجھے یقین ہے... نیز اس محبت کے واسطہ سے جس کا تم مجھ سے اظہار کرتے ہو۔ التجا کرتی ہوں کہ اب تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔"

بیرونٹ کو اندیشہ تھا۔ کہیں وہ طوفان غم جسے اس نے اپنی مصلحت آمیز دروغگوئی سے فرو کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ پھر نہ امنڈ آئے۔ اس لئے اس نے اٹھ کر جلد جلد کپڑے پہننے شروع کر دیئے۔

وہ تین منٹ کے اس عرصہ میں بالکل خاموش رہی۔ آخر کپڑے پہن کر سرمنری برباد دوشیزہ کے قریب پہنچا اور کہنے لگا" روزامنڈ۔ ایک آخری پیار... اس کے بعد میں کل تک تم سے رخصت ہو جاؤں گا۔"

اس نے اضطراب آمیز کھوکھلے لہجہ میں کہا" رخصت ہونے سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دیتے جاؤ۔ کیا مسز سلنگبی سارے حالات سے باخبر ہے؟... مگر نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اس خوفناک سازش میں شریک ہوئی ہو... اگرچہ باوجود اس کے ..." حیرت زدہ روزامنڈ نے پھر ایک بار یکایک رک کر کہا" اس کی لاعلمی میں تم نصف شب کے وقت مکان میں داخل کیونکر ہو سکتے تھے ؟ اے آسمان۔ سخت خوفناک شبہات میرے دل میں..."

"میری جان ناحق اپنے دل کو مضطرب نہ کرو" بیرونٹ نے بدنصیب حسینہ کو چمکارتے ہوئے کہا" مسز سلنگبی اس بات سے تو خبردار ہے کہ میں تمہارا دل وجان سے پرستار ہوں وہ میری محبت سے واقف ہے۔ کیونکہ ہمارے درمیان جو قدیم دوستانہ تعلقات ہیں ان کا تقاضا ہے میں اپنا کوئی راز اس سے پوشیدہ نہ رکھوں۔ مگر پیاری روزامنڈ

اس نیک نہاد۔ پاک باطن خاتون کی نسبت اپنے دل میں کسی بے جا شبہ کو جگہ نہ دو۔
میں اس مکان میں ایک کھڑکی کی راہ سے جو اتفاقیہ طور پر کھلی رہ گئی تھی۔ چوروں
کی طرح داخل ہوا۔ اور اسی راہ سے اب واپس جا رہا ہوں۔ کچھ ہو جائے۔ میں ان
واقعات کا اس نیک خاتون کے دل میں شبہ پیدا کرنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے میری
فرشتہ صورت حسینہ تم سکون اختیار کرو۔ تاکہ صبح کی حاضری کے وقت کوئی تمہاری پریشان
صورت دیکھ کر شبہ نہ کرنے لگے۔ روزامنڈ تم جانتی ہو۔ میں بہت جلد تم سے شادی کرونگا
اور اس وقت تمہارے لئے شرمسار ہونے کی کوئی وجہ نہ ہوگی"

"ہائے مگر اس وقت تک مجھے ہر ایک دوست اور رشتہ دار کے سامنے ظاہر میں
نہیں تو باطن میں ضرور شرمسار ہونا پڑے گا" روزامنڈ نے ایک گہری آہ کھینچکر کہا "الہی
کسقدر خوفناک اندیشے ... کتنے ہیبت ناک خیالات میرے دل کو اذیت دے رہے
ہیں۔ میری عزیز بہن خدا کرے تو مجھ سے زیادہ خوش ہو۔ خدا کرے تو ان ذہنی تکالیف
سے آشنا نہ ہو۔ جو اس وقت میری طبیعت کو بے چین کر رہی ہیں"

"روزامنڈ میں ہر ایک مقدس نام کا واسطہ دے کر تم سے التجا کرتا ہوں کہ اپنی طبیعت
کو ساکن کرو" سرمنہری کورٹنی نے جواب دیا۔ وہ ڈرتا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو یہ میرے جانے پر
عالم یاس و اضطراب میں خودکشی کرے۔ گھبرا کر کہا۔ شمع کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ اس
کا چہرہ لاش کی طرح سفید تھا۔ ہونٹوں کی سرخی بہت جلد زردی میں تبدیل ہو چکی
تھی اور آخری الفاظ کہتے ہوئے اس حسینہ کا چہرہ انتہائی قلبی اذیت کی وجہ سے
متغیر ہو گیا تھا۔

"ہائے میں کس طرح اپنی طبیعت کو صبر پر آمادہ کروں" برباد شدہ عفیفہ نے عالم یاس
میں ہاتھ مل کر کہا اور اس کے ساتھ ہی پھر اس کی آنکھوں سے سیلاب اشک بہنے لگا
بیرونٹ فطرت نسوانی سے اچھی طرح آگاہ تھا۔ اس لئے اس نے یہی بہتر سمجھا کہ
دلی جوش آنسوؤں کی راہ سے خارج ہو جائے۔ چنانچہ تین چار منٹ تک اس کمرہ میں یہ
نظارہ رہا کہ اوباش امیر بستر کے قریب کھڑا بڑے سکون کے ساتھ۔ ہر قسم کے جذبات
سے عاری ... یا شاید شہوانی خیالات کا خفیف لقیہ اپنے ذہن میں لئے۔ اس حسینہ
کیطرف دیکھ رہا تھا۔ جسے اس نے برباد کیا اور وہ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے

بیٹھی تھی۔ بالکل خاموش ... اور آنسو انگلیوں کی راہ سے گر تھے رات کے سناٹے کو صرف وہ آہیں قطع کر رہی تھیں جو رہ رہ کر اس کے مضطرب سینہ سے نکلتی تھیں جب تک وہ آنسو بہاتی رہی سرہنری خاموش کھڑا اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر جب اس کے غم کا اظہار کسیقدر فرد ہوا۔ تو اس نے دوبارہ اس بدنصیب حسینہ کو تسلیاں دینی شروع کیں جو اس کی نفسانی خواہشات اور اس کے جنہی جذبات پر قربان ہو چکی تھی۔

دل شکستہ روزامنڈ کو اس وقت ایسی تسلیوں کی بہت ضرورت تھی اس انتہائی مصیبت میں اس کا سہارا صرف وہ امید تھی جو یہ عیاش امیر اسے مستقبل کی نسبت دلا رہا تھا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر غریب نے اپنے آپ کو اس کی عزت۔ اس کے رحم اور اس کے جھوٹے وعدوں پر چھوڑ دیا اور اس مرتبہ جب اس شیطان نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ جو کچھ میں نے کیا وہ میری انتہائی محبت کا ثبوت ہے تو وہ مسکرائی بھی۔ اگرچہ یہ مسکراہٹ بہت پھیکی اور تیز بارش کے بعد نمودار ہونے والی دہوپ کی طرح عارضی تھی۔

آخر کار جب بیرونٹ نے دیکھا کہ اس کی طبیعت کافی سکون ہو چکی ہے اور اسے چھوڑ کر جانے میں کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ تو وہ ایک زہری سانپ کی مانند ... جیسا کہ وہ حقیقت میں تھا۔ تباہ حال۔ برباد شدہ دوشیزہ کے کمرہ سے دبے پاؤں باہر نکل گیا۔

برآمدہ سے گذر رہا تھا۔ تو اسے مسز سلنگسبی کے کمرہ سے جسے اس ملعون عورت نے عمداً کھلا رہنے دیا تھا۔ روشنی کی جھلک نظر آئی۔ اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ اب تک بیدار ہے کیا ایسے حالات میں جو اس مکان میں ظہور پذیر ہوئے۔ اس شقی القلب عورت کو بھی نیند آ سکتی تھی؟

جس وقت سے بیرونٹ نے مکان میں قدم رکھا۔ سیکڑوں اندیشے اور مبہم خطرات اس کی طبیعت کو پریشان کرتے رہے تھے۔

اس سے دبی زبان میں مخاطب ہو کر سرہنری نے کہا "میں کامیاب ہو گیا اور وہ اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرے گی تمہیں اس کی نظروں میں بے لوث ثابت کرنے کی نسبت میں نے جو وعدہ کیا تھا۔ اسے بھی پورا کر دیا ہے"۔

مسز سلنگسبی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور اپنے نچلے ہونٹ کو زور سے کاٹا وہ لاکھ بری اور گنہگار رہو۔ بہرحال اس وقت بڑی ہی کوشش سے اپنے ان لفظوں کو روک

سکی کہ ظالم تو نہایت سیاہ باطن شیطان ہے؟ مگر مسٹر بری نے اس کے جذبات کو نہیں پہچانا یا اگر پہچانا۔ تو اس کا اظہار نہ ہونے دیا۔ بہرحال جلدی سے اپنی داشتہ کو شب بخیر کہہ کر وہ کمرہ سے باہر نکلا۔ اور آہستہ دبے پاؤں مکان سے رخصت ہو گیا۔

باب ۶۹ افلاس اور گناہ دست بدست

اس خوفناک واقعہ کو جس کا ذکر کرتے ہوئے کئی بار ہمارا قلم لرزا۔ ایک ہفتہ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور اب ہمارا سین ان غلیظ گلیوں میں سے ایک کے خستہ حال بالا خانہ میں منتقل ہوتا ہے جو کنگ سٹریٹ سینٹ گائلز سے مختلف اطراف کو نکلتی ہیں۔

رات کے ۸ بجے تھے اور بارش کے بڑے بڑے قطرات اس کمرہ کی چھت اور دریچہ کے ساتھ زور سے ٹکرا رہے تھے جس کے اندر صرف ایک دھندلی سی شمع روشن تھی اور وہ بھی تیز ہوا کے جھونکوں سے جھلملا رہی تھی۔

فرش زمین پر بچھی ہوئی ایک کثیف گدڑی پر۔ ایک ۲۵ سالہ جوان تپلا اور لٹا ہوا کمبل لپیٹے پڑا تھا۔ اس کا چہرہ اتنا زرد اور بیماری اور احتیاج سے اس قدر اترا ہوا تھا کہ بادی النظر میں اس کی عمر ۵۰ سال کے قریب معلوم ہوتی تھی۔

پاس ہی ایک ٹوٹی ہوئی کرسی پر ایک کمسن جوان عورت بیٹھی تھی۔ اس کے کپڑے اتنے کم اور اس قدر دریدہ تھے کہ مارے سردی کے کانپ رہی تھی اور بھوک اور تکلیف کی علامات اس کے اپنے چہرہ پر بھی صاف طور سے نمودار تھیں اگرچہ ان علامات نے اس خوبصورتی کو جو شباب کا لازمہ ہے بالکل ہی محو نہ کر دیا تھا۔

وہ حقیقی معنوں میں خوبصورت نہ تھی اور نہ پہلے کبھی ہوا کرتی تھی۔ البتہ قبول صورتی اور حسن میں اگر کچھ اختلاف ہے۔ تو اس میں وصف اول ضرور موجود تھا۔ ہرچند کہ اس نے دریدہ پوشاک پہنی ہوئی تھی اور چہرہ پر انتہائی احتیاج کی علامات ظاہر تھیں۔ تاہم صورت میں کچھ کشش اب بھی باقی تھی۔

اس داستان کے ابتدائی ابواب میں ہم نے ایک جگہ ان سراؤں میں سے ایک کا نظارہ دکھایا تھا جو کیسل سٹریٹ لانگ ایکر میں بکثرت واقع ہیں اور اگر ہمارے

ناظرین بھولے نہیں تو انہیں اس مصنوعی شادی کا حال بھی یاد ہوگا جو اس جگہ ایک چور جوشس پیڈلر اور ایک غریب مزدور کی بیٹی مٹیلڈا ایرگز میں ہوئی تھی۔
کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ فرش پر لیٹا ہوا مرد وہی جوشس پیڈلر ہے اور یہ لڑکی اس کی داشتہ مٹیلڈا ایرگز تھی۔
بمشکل صورت نشست اختیار کر کے پیڈلر نے اس سے کہا "پھر اب تم میرے سوال کا کیا جواب دیتی ہو؟ کیا تم ہم یونہی فاقے مریں گے یا روٹی مہیا کرنے کا کوئی ذریعہ اختیار کیا جائے گا؟"
مٹیلڈا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ تاسف کے انداز سے ہاتھ ملنے لگی۔
"دیکھو میرے سامنے اس طرح ٹسوے نہ بہاؤ" بدمعاش حریف نے چلا کر کہا "تم جانتی ہو اور میں سمجھتا ہوں۔ رونے دھونے سے پیٹ نہیں بھرتا۔ تین ہفتے ہمیں اس نیم گرسنگی کی حالت میں گذر گئے آمدنی ایک پائی نہیں۔ اور جو پیسے پاس تھے سب صرف ہو گئے ہیں۔ مالک مکان تمہارے سامنے قسمیں کھا گیا ہے۔ میں کل صبح کرایہ لئے بغیر نہ ٹلوں گا۔ ہماری سب چیزیں گرو پڑ چکی ہیں اور میری یہ حالت ہے کہ علاج تو ایک طرف خوراک تک کو محتاج ہوں۔ جس سے پھر تازہ دم ہو کر کمائی کر سکوں ..."
"خدا جانتا ہے جوشس مجھ سے جہاں تک ممکن تھا۔ میں نے اپنا پیٹ کاٹ کر بھی تمہاری ضروریات پورا کرنے کی کوشش کی" مٹیلڈا نے آنسو بہاتے اور سسکیاں لیتے ہوئے کہا "کئی بار جب تم پوچھتے تھے تم نے اپنے لئے گوشت روٹی رکھ لی ہے تو میں ہاں کہدیتی تھی اور عمداً دوسری جانب کو منہ پھیر لیتی تھی کہ تمہیں معلوم نہ ہو میں نے اپنے لئے کس قدر ناکافی کھانا رکھا ہے یا بالکل ہی نہیں رکھا۔ اس کے بعد تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟ میرے والدین پھر دیہات کو چلے گئے ہیں اور وہاں گرجا کی خیرات پر پیٹ بھرتے ہیں۔ میرا کوئی دوست یا رشتہ دار نہیں جو مدد دے اور تمہارے اپنے دوستوں میں سے کوئی سر دست امداد پر آمادہ نظر نہیں آتا"
"مٹیلڈا خواہ کچھ ہو۔ کوئی انتظام ہونا ضرور چاہیئے" مرد نے کہا "ہم بھوکا مرنا منظور نہیں کر سکتے۔ اس سے تو جو کچھ کیا جائے بہتر ہوگا میری آنتیں بھوک سے سلگ رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں اگر مجھے تھوڑا سا بھنا ہوا گوشت اور پورٹ وائن مل جائے تو میرا بحال ہو جانا مشکل نہیں

"مگر اے خدا میں تمہیں یہ چیزیں کہاں سے لا کر دوں" بدنصیب عورت نے چیخ کر کہا "میرے پاس ڈبل روٹی خریدنے کو اکنی تک نہیں اور کوئی چیز نظر نہیں آتی جسے بیچ کر تمہارے لئے روٹی لاؤں" پھر کمرہ کی برہنہ دیواروں کی طرف خوف زدہ نظروں سے دیکھ کر وہ کہنے لگی "ہائے کس بیچارگی کا عالم ہے۔ اے خدا تو ہی ہمارا نگہبان ہے۔"

اور یہ کہکر اس نے انتہائی یاس کے عالم میں آگے پیچھے ہلنا شروع کر دیا۔

جوش پیڈلر وحشیانہ خشونت کے لہجہ میں بولا "خدا جو تجھے نگہبانی کرتا ہے تم اسے دیکھ رہی ہو ... میری رائے میں اب صرف ایک ہی بات باقی رہ گئی ہے اور انجام کار ہمیں وہی کرنی پڑے گی۔"

مٹیلڈا نے گھبرا کر اپنے آشنا کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھنا شروع کیا۔

"غالباً تم میرا مطلب سمجھ گئی ہو" اس ناہنجار نے کہا "اور اس لئے اس کے متعلق کسی اظہاری سے کام لینا بے سود ہو گا۔ تم دیکھتی ہو ہم بھوکے مر رہے ہیں۔ کرایہ سر پر چڑھ رہا ہے اور آمدنی کی کوئی سبیل نہیں۔ پس اب صرف ایک امکان باقی ہے اور وہ یہ کہ تم خوبصورت عورت ہو اور خوبصورتی بجائے خود ایک دولت ہے۔"

"ہائے جوش تم کیا کہتے ہو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو میں ایک فاحشہ عورت بن جاؤں؟" مٹیلڈا نے خوف اور ملامت کے مشترکہ لہجہ میں چیخکر کہا۔

جوش پیڈلر سختی سے بولا "اس جوش و خروش کو جانے دو۔ ورنہ یاد رکھو میں تمہیں چٹنی بنا کر رکھ دوں گا۔ اگر میرے پاس رہنا ہے تو روٹی کی فکر کرو۔ ورنہ جہنم میں جاؤ۔ اگر فاقوں ہی مرنا ہے تو میں اکیلا مرنا بہتر سمجھتا ہوں۔"

"میرے خدا! جوش میں تمہیں چھوڑ کر جانا منظور نہیں کر سکتی" بدنصیب عورت نے جسے اپنے آشنا سے حقیقی محبت تھی اس دھمکی سے مضطرب ہو کر کہا "نہیں جوش میں نے تم سے وفاداری کا عہد کیا تھا اور میں اس پر کاربند رہنا چاہتی ہوں۔"

"ٹلڈا اس بک بک کو جانے دو" مرد نے وحشیانہ لہجہ میں کہا "رو رو کر مجھے اور زیادہ پریشان نہ کرو۔ ورنہ بخدا اگرچہ میں بیمار ہوں۔ تمہیں اچھی طرح رلا کے دکھا دوں گا۔ دیکھو اچھی لڑکی بنو۔ ٹوپی پہن لو اور ... ورنہ جہنم کی قسم ... ..."

"آہ! تم اتنے سنگدل نہیں ہو کہ مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ" وہ دونوں ہاتھ ملا کر کہنے لگی "اس کے

علاوہ اگر میں نے اس معاملہ میں تمہارے کہنے پر عمل کیا تو کیا تم آئندہ ہمیشہ مجھ سے نفرت نہ کیا کروگے؟"

"بالکل نہیں" جوش پیڈلر نے یہ دیکھ کر کہ اسے اپنے مدعا میں کسی حد تک کامیابی کی امید ہو چلی ہے۔ نرم ہو کر کہا اور یہ ظاہر ہے کہ اپنی مجبوریوں اور اپنے آشنا کی دھمکیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ زیادہ عرصہ تک انکار جاری بھی نہ رکھ سکتی تھی۔ "بالکل نہیں" اس نے پھر اپنے لفظوں کو دُھرا کر کہا "تمہارا تو الٹا یہ فرض تھا کہ جس وقت میں بیمار ہوا۔ تم خود معاش کی فکر کرتیں اگر ایسا ہوتا تو ہماری نوبت فاقہ کشی تک نہ پہنچتی۔ اور میں اب تک تندرست ہو گیا ہوتا۔ اب بھی اچھی لڑکی بنو اور جاؤ کسی ذریعہ سے اتنی نقدی جمع کر لاؤ کہ کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ مکان کا کرایہ ادا کرنے کی سبیل پیدا ہو جائے۔"

سخت اضطراب کی حالت میں دھڑکتے ہوئے دل سے مٹیلڈا اپنی جگہ سے اٹھی۔ سر پر ٹوپی رکھ کر اس نے اپنا پھٹا ہوا شالہ اوڑھ لیا جو اس لئے اب تک بچ رہا تھا کہ وہ اتنا پھٹا ہوا تھا کہ اسے کسی نے گرو رکھنا منظور نہ کیا تھا۔

اس خوفناک دور زندگی کو شروع کرنے کی ترغیب کے طور پر جس پر غریب مٹیلڈا کو آمادہ کیا گیا تھا جوش پیڈلر نے اس سے کہا "آؤ رخصت ہونے سے پہلے ایک بوسہ دیتی جاؤ۔"

اس نے جھک کر اپنے مریض شوہر کی پیشانی کو بوسہ دیا اور دبے لفظوں میں کہنے لگی "کیا یقیناً تم آئندہ مجھ سے نفرت نہ کروگے؟"

"ملڈا تم کیسی فضول باتیں کر رہی ہو۔ خدا کے لئے جلدی جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ میں تمہارے چہرہ سے گوشت کا ٹکڑہ کاٹ کر کھاؤں۔ شیطان کی قسم بھوک سے میری جان نکلی جاتی ہے۔"

مٹیلڈا کے بدن میں کپکپی پیدا ہوئی اور وہ بے تحاشا کمرہ سے باہر نکل گئی۔

جس وقت وہ مکان سے جانے لگی تو قریب ہی ایک اور کمرہ کا دروازہ کھلا اور ایک موٹا بد نما شخص جس کے منہ میں چھوٹا سا پائپ تھا یہ کہتا ہوا باہر نکلا "آہ تمہاری چال سے ہی میں نے سمجھ لیا تھا کہ تمہیں ہو گی۔ دیکھو مسز پیڈلر اگر مجھے سارا کرایہ یا اس کا بڑا حصہ آج ادا نہ کردیا گیا تو میں یقیناً تم دونوں کو گھر سے نکال دوں گا جس ہوادار اور پُرآسائش کمرہ میں تم رہتے ہو اس کے لئے میرے پاس بیسیوں کرایہ دار پھرتے ہیں اور تم سے کرایہ بھی

زیادہ ادا کرنے کو تیار ہیں۔ بہرحال کرایہ ادا نہ ہونے کی صورت میں میں تمہیں ضرور نکال دوں گا خواہ میرا کمرہ خالی ہی کیوں نہ پڑا رہے۔"

مٹیلڈا اس سے زیادہ سننے کے لئے نہ ٹھیری اور بے تحاشا مکان سے چلی گئی۔ مالک مکان کی دھمکی اس کے کانوں میں خوفناک آواز کی طرح گونج رہی تھی۔

اندھا دھند چلتے ہوئے اس نے یہ نہیں دیکھا کہ میرے قدم کس سمت میں اٹھ رہے ہیں۔ بازاروں میں راہروؤں کے ساتھ کئی بار اس کی ٹکر ہوئی۔ کیونکہ آنکھیں اگرچہ کھلی تھیں۔ مگر وہ آس پاس کی اشیاء کو نہ دیکھتی تھیں۔ اس کی نگاہ میں دنیا بالکل تاریک منظر پیش کر رہی تھی۔

وہ اس طرح تیزی سے قدم اٹھا کر چل رہی تھی۔ گویا کسی نہایت ضروری کام پر جا رہی ہو۔ اور کوئی مدعائے خاص اس کے پیش نظر ہو حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اپنے قلبی اضطراب میں وہ اس بات کو بالکل ہی بھول گئی تھی کہ میں کس غرض سے ... اس تاریک رات کو جب سرد ہوا اور بارش بے رحمی سے ہو رہی تھی اور اس کے بدن پر اتنے کپڑے بھی نہ تھے کہ اسے سردی سے محفوظ رکھ سکتے ... گھر سے نکلی ہوں۔

اس کے کانوں میں مبہم سی آوازیں پہنچ رہی تھیں۔ مگر اس طرح ملی ہوئی کہ وہ گاڑیوں کی کھڑکھڑاہٹ اور ہجوم کی گفتگو میں امتیاز نہ کر سکتی تھی۔ جب وہ کسی بازار کے ایک کنارہ سے دوسرے کی طرف جاتی تو اس احتیاط کو بھی پیش نظر نہ رکھتی تھی جو گاڑیوں کی جھپٹ سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

بہت دیر کے بعد اس کے خیالات نے ایک معین صورت اختیار کرنی شروع کی اور ذہن اضطراب اور پریشانی کی حالت سے نکل کر اپنی اصلی صورت پر آنے لگا۔

اس نے اپنی رفتار ہلکی کر دی اور معلوم ہوتا تھا اب اس کے مدعا کی غیر یقینی بھی سابق کی نسبت کم ہو چلی ہے۔ اس کے کان بھی مختلف آوازوں میں تمیز کرنے کے قابل ہونے لگے۔

ہو لیبرن کے وسط میں پہنچکر وہ رک گئی اور یکایک اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات گرنے لگے۔ کیونکہ اسے یاد آیا۔ میں اس وسیع اور فراخ بازار میں فحش کی زندگی کا آغاز کرنے کے لیے آئی ہوں۔

وہ پھر ایک بار سر سے پاؤں تک کانپی۔ مگر یہ کپکپی ایسی نہ تھی جسے سردی یا بارش کے اثر سے منسوب کیا جا سکے۔ یہ ایک قسم کی تشنجی حرکت تھی جس کا آغاز اس کے قلب سینے ہوا اور اس کا اثر برق کی تیزی رفتار سے ہر حصہ بدن میں منتقل ہو کر رزہ کی صورت میں نمودار ہوا۔

"ہٹ او عورت کیوں راستہ روکے کھڑی ہے؟" ایک مزدور نے جو سر پر بہت سا بوجھ رکھے چل رہا تھا اسے آواز دے کر کہا۔

اور مٹیلڈا ایک خوف زدہ آہو کی طرح پھر آگے کو چلنے لگی۔

اس نے دائیں بائیں دیکھا شاندار دوکانیں بیش قیمت مال و اسباب سے بھری ہوئی اور خریداروں کے ہجوم سے پُر نظر آتی تھیں۔ وہ نان بائیوں کی دوکانوں کے آگے پکتے ہوئے کباب اور بھنے ہوئے گوشت کی مشام روح افزا کو حاصل کرنے کے لئے رک گئی۔ دوکانوں کی کھڑکیوں میں بچی ہوئی سبزی کے ڈھیر اور کھانے کی بہت سی چیزیں سجی ہوئی تھیں۔

مگر کیا وہ ان دوکانوں کے آگے دست سوال دراز کرتی۔ تو کوئی اس پر رحم کر کے اس کی ضروریات پورا کرنے پر آمادہ ہوتا؟ اس کا دل کہتا تھا نہیں۔ اس کے علاوہ اب اسے ضرورت صرف خوراک کی نہیں تھی۔ کیونکہ شقی القلب مالک مکان کی خوفناک دھمکی اب تک کانوں میں گونج رہی تھی۔

یہ سوچ وہ پھر افسردگی اور پژمردگی کی حالت میں آگے کو چلنے لگی۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ ۹ بجنے کے قریب تھے اور وہ سمجھتی تھی کہ اگر مجھے گناہ کے وہ زندگی میں قدم رکھنا ہی ہے تو اس کے لئے یہی وقت موزوں ہو گا۔

اے ناظرین یہ سمجھنا کہ اس جوان عورت نے آکر ایک چور کی داشتہ بننا منظور کر لیا تھا اور وہ ادنیٰ درجہ کی سڑکوں کی بداخلاقی اور کئی ہفتوں کی مسلسل مصیبت اور احتیاج سے گذر چکی تھی اس لئے وہ فحش کی زندگی بسر کرنے کے لئے بالکل آمادہ تھی نہیں ... سو بات نہیں۔ عورت کی عصمت اس سے بہت مضبوط ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بد باطن لوگ خیال کرتے ہیں۔ اپنے آشنا کی داشتہ ہوتے ہوئے اسے اس کے ساتھ محبت تھی۔ دوسرے وہ ان عورتوں میں سے نہ تھی جو آوارہ پھر نے اور بداخلاقی کے نظارے دیکھ کر گناہ کی

زندگی کے لئے تیار رہتی ہیں۔ حالات نے اسے لاکھ بُری صحبت میں ڈال دیا ہو۔ اس کی فطرت بُری نہ تھی وہ راہ جو اسے اپنے سامنے نظر آتی تھی بہت خوفناک تھی۔ وہ اس میں نظر ڈال کر سہمی جاتی تھی مگر زندگی کی خوفناک حقیقتیں اسے اسی راہ پر چلنے کو مجبور کرتی تھیں۔ فطرت انکار اور حاجت اصرار کر رہی تھی۔

جب وہ اپنے خیالات پریشان اور اذیت بخش جذبات کو فرد کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ ایک اور جوان عورت جو عمر میں اس سے بمشکل ایک سال بڑی ہوگی۔ اس کے قریب پہنچی اور کہنے لگی "کیوں بہن۔ اس راہ کی دلفریبیاں تمہیں بھی اس طرف کو کھینچ لائی ہیں؟"

سٹیلا نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا کہ یہ کوئی نہایت ادنیٰ درجہ کی بازاری عورت ہے۔ اس کے الفاظ سُن کر پھر اس کے آنسو بہنے لگے۔

"اوہ! معلوم ہوتا ہے۔ میرا خیال غلط نہ تھا" اس زن فاحشہ نے کہا "شکل و صورت کے اعتبار سے تم کچھ بُری نہیں ہو اور میں امید کرتی ہوں خاصی آمدنی کا ذریعہ بن سکو گی"۔ پھر اس نے چند اور عورتوں کو جو تھوڑے سے فاصلہ پر حلقہ زن تھیں آوازے کر کہا "سنتی ہو ایک نئی چیز آئی ہے"۔

اس پر ان گنہگار عورتوں نے سٹیلا کو گھیر لیا اور کہنے لگیں "لاؤ اس خوشی میں کچھ پلاؤ تو سہی۔ ورنہ ہم سے بُرا کوئی نہ ہوگا"

وہ غریب لاکھ عذرات پیش کرتی ہے کہ میرے پاس ایک پائی تک نہیں۔ روتی اور منتیں کرتی ہے مگر زنان بازاری سخت گیر ہوتی ہیں ... کیونکہ اس زمانہ میں جب کا ہم ذکر کرتے ہیں ایسی خرابیوں کے انسداد کے لئے خاص پولیس موجود نہ تھی ...

حالات بہت ناگوار ہو چلے تھے کہ ایک عمر رسیدہ بد وضع شخص جس نے عمدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اس ہجوم کے قریب ٹھیر گیا اور کہنے لگا "کیوں کیا معاملہ ہے؟"

فاحشہ عورتوں میں سے ایک نے کہا "یہ لڑکی گذارہ کی صورت نہ دیکھ کر ہم میں شریک ہونے آئی ہے۔ مگر منہ میٹھا نہیں کراتی"۔

"بس بس غریب کو دق نہ کرو" بڈھے نے کہا "مگر کونسی لڑکی ہے جس کا تم ذکر کرتی ہو؟ ... بیشک خوبصورت ہے۔ اچھا میں تمہیں اس کی طرف سے نصف کراؤن دیتا

ہوں جینیہ تم میرے ساتھ آؤ کہ میں تم سے کچھ گفتگو کیا چاہتا ہوں۔"
یہ کہتے ہوئے بدصورت بڈھے نے نصف کراؤن کا سکہ زنان بازاری میں ایک کونے دبا اور اس کی خوشی میں وہ سب مٹیلڈا پر گئی کو چھوڑ کر ایک طرف کو چل دیں۔
ان کے جانے پر بڈھا مٹیلڈا سے کہنے لگا "میری جان ادھر آؤ۔ میں تمہیں ایک مزے کی جگہ لے چلتا ہوں۔ وہاں ہم گفتگو کریں گے اور تم سے رخصت ہونے سے پہلے ہی نصف گنی دوں گا۔"
بدنصیب لڑکی چپ چاپ اس کے ساتھ ہولی۔ اس شخص سے بروقت امداد ملنے پر اس کے دل میں جذبات شکرگذاری پیدا ہوئے تھے جس خطرناک راہ پر وہ قدم اٹھانے کو تھی۔ اس کے تصور نے پھر ایک بار اس کی طبیعت میں بے چینی پیدا کی۔ مگر فاقہ کشی کی یاد و سنگدل مالک مکان کی دھمکی نے معاً اسے دبا دیا۔
بڈھا ان ساٹھے او باشوں میں سے ایک تھا جو سفید بالوں کو بدنام کیا کرتے ہیں اس قماش کے اکثر لوگ غروب آفتاب کے بعد بازاروں میں نکلتے ہیں کہ شاید کوئی جوان شکار مل جائے۔ پختہ عمر عورتوں سے انہیں لگاؤ نہیں ہوتا۔ معمولی حالات میں یہ شخص مٹیلڈا پر توجہ نہ دیتا کیونکہ اس کی عمر ۱۵-۱۶ سال کے قریب تھی اور یہ ۱۲ سال کے جوڑوں کو پسند کرتا تھا۔ مگر اتفاق نے اسے اس کی راہ میں ڈال دیا۔ تو اس نے جدت کی خاطر اسے بھی نظر انداز کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ وہ بڈھا جس کے بال سفید تھے اور جو عمر میں مٹیلڈا کے دادا سے کم نہ ہوگا۔ اس کا بازو اپنے بازو میں لئے ایک قحبہ خانہ کی طرف جس سے وہ باخبر تھا۔ قدم اٹھانے لگا۔

رات کے گیارہ بجے تھے کہ اس بالاخانہ کا دروازہ جس میں جوش پیڈلر لیٹا ہوا تھا زور سے کھلا اور مٹیلڈا نمودار ہوئی۔
"کیوں کیا خبر لائی ہو؟" اس وحشی نے فکر سے پوچھا "تم نے بہت دیر لگا دی۔۔۔"
گلوگیر متغیر آواز میں اس جوان عورت نے کہا "میں اس سے پہلے نہ آسکی۔ لو اٹھو پیٹ بھر کر کھالو۔ میں تمہارے لئے گوشت کی ایک پلیٹ لیتی آئی ہوں۔"
"اور مالک مکان؟ اس کا کیا ہوا؟" جوش پیڈلر نے گھبرا کر پوچھا۔

"جب سے اس کا حساب بھی کوڑی پیسے سے بیباق کردیا ہے۔ ایک خوفناک صورت کا ڈھال گیا تھا۔ اس سے ایک پونڈ مانگ کر لائی ہوں۔" یہ الفاظ اس نے ایسے لہجہ میں کہے جس سے قلبی اضطراب اور دردناک جذبات کا اظہار ہوتا تھا" کم بخت اتنا مکروہ تھا کہ چھونے کو جی چاہتا تھا۔ لیکن اس نے نصف پونڈ کا وعدہ کرکے مجھے ایک پونڈ دے دیا۔ اب اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو لو اسے سیر ہو کر کھالو۔" اور کہتے ہوئے اس نے دیوانو کی طرح قہقہہ لگایا۔

جوشن پیڈلر اسے چمکارنے کی غرض سے کہنے لگا "میری جان تم بھی تو میرے ساتھ مل کر کھاؤ۔" یہ جان کر کہ میں اس صورت سے معقول نفع کی صورت پیدا کرسکونگا اب وہ اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

مگر اس نے بے صبری سے جواب دیا "نہیں میں اس میں سے ایک لقمہ بھی نہ لونگی۔ میں اب کسبی کی ہنر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے لئے ان چیزوں کا کھانا جو میری اپنی عصمت کی فروخت سے حاصل کی گئی ہیں ویسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے گوشت کو کھائے یا اپنی ہی خون پیئے۔ البتہ بوتل میں تھوڑی شراب ہے۔ میں اس میں سے تمہاری خاطر چند گھونٹ پیئے لیتی ہوں۔"

اس کے زرد چہرہ کو خوف کی نظر سے دیکھ کر۔ کیونکہ اب اس پر انتہائی مایوسی کی جھلک نمودار تھی۔ وہ کہنے لگا "ملڈا میرے خیال میں آجتک تو تم شراب سے نفرت کیا کرتی تھیں۔"

"مگر آج میری وہ نفرت دور ہو گئی ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "بہر حال اس وقت مجھے خوراک سے زیادہ شراب سے رغبت ہے۔ تو تم کھانا شروع کرو۔"

یہ کہکر اس نے ایک بادامی کاغذ میں لپٹی ہوئی چیزیں اس کے سامنے بچھادیں۔ جوشن نے جب اس کاغذ میں لپٹی ہوئی روٹی۔ گوشت اور پنیر کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں خوشی کی سی چمک پیدا ہو گئی۔

اس بات سے لاپرواہ کہ یہ چیزیں کیونکر حاصل کی گئیں۔ جوشن پیڈلر انہیں نیم گرسنگی کی تیزی سے نگلنے لگا اور مٹیلڈا پاس کی دوکان سے بیر لانے چلی گئی۔

واپس آکر اس نے جن شراب کے دو گلاس پے در پے پیئے اور ایک بار پھر لوانیا

کسطرح قہقہہ لگاکر کہنے لگی " واہ شراب بھی کس مزے کی چیز ہے (اسے پی کر انسان سب کچھ بھول جاتا ہے")

"ٹھیک ہے " جوش پیڈلر کہنے لگا " لو ایک گلاس اور پیو - پھر بھوک بھی لگ آئیگی"

"شاید ایسا ہو" سٹیلڈا نے کہا " جس رات ایک بڈھے پادری نے سرائے میں میرا تم سے نکاح کیا - تو میں شراب سے بیہوش تھی - آج جب میری زندگی کا نیا دور شروع ہوا ہے - میرے لئے پھر بیہوش ہونے کی ضرورت ہے "

"شکریہ سٹیلڈا - تم بڑے استقلال کا اظہار کررہی ہو" جوش پیڈلر نے کہا -

وہ بولی " ابھی کیا ہے - کوئی دن جاتا ہے - میں سب باتوں میں طاق ہو جاؤں گی انسان جس عادت کو اختیار کرنا چاہے - کر سکتا ہے "

تیسرا گلاس ختم کرکے وہ بھی اپنے آشنا کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئی - حالانکہ چند منٹ پیشتر وہ اسے اپنا گوشت اور خون ظاہر کررہی تھی -

جوش پیڈلر کہنے لگا " اب تم سمجھدار عورت بنتی جارہی ہو - اور یہ ترقی دیکھکر میں بہت خوش ہوں - جب تم باہر سے واپس آئی ہو - تو تمہاری صورت بہت بھیانک تھی مجھے تو ڈر پیدا ہو گیا تھا - کہیں خودکشی نہ کر بیٹھو "

"خودکشی ! ہا ! ہا ! " سٹیلڈا نے ایک عجیب ہنسی ہنس کر کہا " ٹھیک کہتے ہو - جب میں واپس آرہی - تو بیشک میرے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا تھا - مگر پھر مجھے تمہاری بیماری فاقہ کشی اور محتاجی کا خیال آیا - اس لئے چلی آئی - لو تھوڑی سی شراب تو اور دو - یہ بہت فائدہ کرتی ہے - اگر میں جانے سے پہلے اس کے دو گھونٹ پی لیتی . . . افسوس ہے - اس وقت میرے پاس پیسے نہ تھے . . . تو میں روتی ہوئی بازاروں میں آوارہ نہ پھرتی - یہی وجہ ہے کہ اکثر آوارہ عورتیں اس قدر شراب پیتی ہیں - اس کے چند گلاسوں نے میری طبیعت کو بالکل ہی بدل دیا ہے - اور اب تو دل اتنا خوش ہے کہ بے اختیار گانے کو جی چاہتا ہے - سنا یہ زینہ پر کون چڑھ رہا ہے "

"ہاں کوئی آ تو رہا ہے " جوش نے کسی کے دروازہ کے باہر کھنے کی آواز سنکر کہا - اور پھر جب کسی نے آہستہ سے دستک دی - تو یہ بولا " آجاؤ "

شخص مذکور اندر داخل ہوا - اس کی صورت دیکھ کر جوش پیڈلر بہت خوش ہوا اور

کہنے لگا "کون۔ ٹم دی سینمر!"

باب ۷۰ دو دوست

ٹم دی سینمر ایک طویل القامت مضبوط اور خاص شکیل ۳۲ سالہ جوان تھا۔ سبز کوٹ۔ بلگجی واسکٹ۔ اور خاکی پاجامہ پہنے۔ اور ٹوپی کو اس انداز سے لئے گویا وہ اس سے سر کے ناپ سے بہت بڑی ہو... جس کی وجہ شاید یہ تھی۔ کہ اس کے لمبے بال حال میں جیل خانہ کی بے درد قینچی کی نذر ہو چکے تھے... اس شخص نے کمرہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا "کیوں یار جوش کیسے حال ہیں۔ خیر تو ہے۔ یوں بستر پر لیٹے ہوئے ہو!"

وہ بولا "ٹم کچھ نہ پوچھو تم۔ بہت دن سے بیمار ہوں۔ ورنہ میں اس تباہ حال کوٹھے میں پڑا نظر نہ آتا۔ اپنی کہو۔ آجکل کیا مصروفیت ہے؟"

ٹم کہنے لگا "ابھی بڑے گھر سے نکلا تھا اور کیبل سٹریٹ میں طامسن کی سرائے نمبر ۲۴ میں ایک ٹن فیس کے پاس ٹھیرا۔ اس سے تمہاری بیماری اور اس پتہ کی خبر ملی۔ میں اس خیال سے آیا تھا۔ کہ شاید اب تندرست ہو گئے۔ کیونکہ ایک کام میں تم سے مدد لینا مطلوب تھا مگر تم اتنے بیمار ہو کہ اٹھنے کے قابل ہی نظر نہیں آتے.."

جوش کہنے لگا "یار ٹم بیشک میں بیمار رہا ہوں۔ مگر آج پیٹ بھر کے کھانا کھایا ہے اور کل کے لئے بھی عمدہ کھانے کی امید ہے۔ اس پر بھی میں دو دن میں پورا تندرست نہ ہوا۔ تو میرا نام بیڈلر نہیں کچھ اور کہنا۔ پس اگر کام ایسا ہے کہ تم ایک دو دن انتظار کر سکو تو میں تمہاری مدد کو تیار ہوں۔ پیاری میٹانڈا یہ میرا دوست مسٹر ٹم ہی سلینٹ ہے اگرچہ اپنے دوستوں میں ٹم دی سینمر کر کے مشہور ہے۔ یار ٹم یہ میری عورت ہے جو اتفاق بار لوئے ہماری شادی سرائے میں باقاعدہ طور پر کی تھی۔ بڑی وفادار ہے۔ ایک دوسرے سے واقف ہونے کے بعد اب تمہیں اس کے سامنے راز کی باتیں ظاہر کرنے میں تامل نہ ہوگا مگر ٹلڈا شراب ختم ہو گئی یا باقی ہے؟"

"نہیں ابھی کافی ہے۔" عورت نے جواب دیا۔ میں مالک مکان سے دو گلاس مانگ

لائی تھی۔ ایک مسٹر پلنٹ کے لئے حاضر ہے۔"

"میری جان ہم دوستوں میں تکلف کو دخل نہیں"۔ مس ڈی سیمر نے کہا۔ اس لئے تم مجھے تم کے سادہ نام سے ہی مخاطب کر سکتی ہو۔ ہمارے حلقہ میں مسٹر یا مسز کا لفظ نہیں برتا جاتا لہٰذا ۔ ۔ ۔ جوش ۔ میں تم دونوں کا جام صحت پیتا ہوں۔"

"مگر وہ تجویز تو بیچ ہی میں رہی جس کا تم ذکر کر رہے تھے"۔ پیڈلر بولا۔

پلنٹ اپنا گلاس ختم کر کے ہونٹ چاٹتا ہوا کہنے لگا۔ "میں ابھی تم سے اس تجویز کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ تو تم جانتے ہو۔ اس حرامزادے اولڈ ڈیتھ کے خلاف میرے دل میں کتنا غصہ ہے۔"

"ملعون! شیطان!" جوش بھی اپنے دوست کے غصہ میں حصہ لیکر کہنے لگا۔ "پاجی نے تم سے ۷۶ پونڈ بھی تک لئے۔ اور مجسٹریٹ کے سامنے ذرا پیروی نہ کی"۔

مسٹر پلنٹ کے چہرہ پر تندی کے آثار نمودار ہوئے۔ اور وہ بولا "یہ تو میری خوش نصیبی سمجھو۔ کہ مجھے کالے پانی کو نہیں بھیجا گیا۔ ورنہ کیا مجال۔ اس کمبخت نے ذرا بھی مدد کی ہو بات یہ ہوئی۔ کہ مجسٹریٹ نے ثبوت کو ناکافی پاکر دو ماہ قید سخت ہی کافی سمجھی ۔ ۔ ۔ مگر کیا ہوا قسم ہے دوزخ اور شیطان کی میں اس بدذات سے اس دھوکہ دہی کا جو اس نے مجھ سے اور میرے سلسلہ میں تم سے اور مس فینس سال سے کی ایسا بدلہ لوں گا کہ یاد کرے۔ میں جانتا ہوں۔ ایسے کاموں کو کس طرح کرنا چاہیئے۔"

"کیا مطلب؟" جوش نے پوچھا۔

سیمر کہنے لگا۔ "مطلب یہ کہ مس فینس سال اچھی طرح جانتی ہے۔ وہ نابکار کہاں رہتا ہے۔ کل رات اس نے اسے بورو میں دیکھا اور اس کے پیچھے پیچھے ایک شراب خانہ تک گئی تھی۔ یہ کوئی رات کے ۸ بجے کا ذکر ہے۔ اس نے یہ معلوم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کہ یہ رہتا کہاں ہے۔ اگر کسی سے پوچھتی تو شبہ پیدا ہوتا۔ پس وہ باہر بیٹھی انتظار کرتی رہی۔ تین گھنٹے گذر گئے۔ مگر وہ نہ نکلا۔ اس سے اس نے اندازہ کیا۔ وہ اسی جگہ رہتا ہے۔ تصدیق کیلئے آج پھر وہیں گئی ہے۔ اور اس کی نقل و حرکت کی نگرانی کرے گی۔ اگر معلوم ہوا کہ اولڈ ڈیتھ وہیں رہتا ہے۔ تو میں تم مل کر اس کے پاس چلیں گے۔ اس کا یقین رکھو کہ خالی ہاتھ پھر حال واپس نہ آئیں گے۔"

جوش بولا "اولڈ ڈیتھ کے پاس کچھ نہ کچھ نقدی ہر وقت رہتی ہے۔ اور تم اس بات کو تم جانتے ہو۔ کہ اس وقت ہم سے زیادہ کسی کو روپیہ کی ضرورت نہ ہوگی۔"

سپلنٹ کہنے لگا "قسم ہے جو میری جیب میں چند دام بھی ہوں۔ میں آج ہی صبح جیل سے نکلا ہوں۔ اور اگر مِس فینس سال کی مدد شامل حال نہ ہوتی۔ تو کسی کی جیب کاٹے بغیر روٹی ملنا بھی ناممکن تھا۔ طامسن کی سرائے کو تم جانتے ہی ہو۔ وہاں بے پیسے ایک پل کسی کا گذارہ نہیں۔ مگر دوست میں سال کی داد دیتا ہوں۔ میری قید کے دنوں میں کسی نہ کسی طرح گذارہ چلاتی رہی۔ اور اب میں پھر اسے اپنے پاس رکھنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اس کے پاس اس وقت تک کے گذارہ لائق پیسے ہیں۔ کہ ہم اس ناہنجار اولڈ ڈیتھ سے کچھ لے آئیں۔ یا کسی اور کے مال سے ہاتھ رنگیں۔ اور اتنے کی ہی سردست مجھے ضرورت تھی۔"

"خیر اس سے امید ہے۔ ہمارا دو تین دن کا گذارہ چل جائے گا" جوش پیڈلر کہنے لگا۔ "اور اتنے میں بھی کام کرنے لائق ہو جاؤں گا۔ پھر جو کہو میں اس کے لئے حاضر ہوں مگر تم۔ ایمان کی پوچھو تو ہم لوگوں کی بھی کیا زندگی ہے۔"

سپلنٹ متفکر لہجہ میں کہنے لگا "تمہارا یہ مطلب تو نہیں کہ تم اس کام سے دست بردار ہونا چاہتے ہو" اور اس ناگوار خیال کے دل میں پیدا ہوتے ہی جسے وہ ہمیشہ نظر انداز کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ وہ تشنجی حرکت کے ساتھ کانپا۔

پیڈلر سچے دل سے بولا "سچ پوچھو تو میں پھر ایک بار دیانت داری کی زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ جوش اور شراب کے نشہ میں ہمت برقرار رہتی ہے مگر بیماری میں یا آرام کے وقت کئی طرح کے خیالات دل میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔ میں اپنی بیماری کا تجربہ بیان کرتا ہوں۔ بستر پر لیٹے ہوئے عجیب و غریب خیالات طبیعت کو بے چین کیا کرتے تھے۔ اور سب سے زیادہ اسی لئے میں بیماری سے گھبراتا ہوں۔ مگر انسان کے خیالات بھی عجیب تکلیف دہ چیز ہیں..."

سینمر نے کہا "جوش تم سے پردہ نہیں۔ ایسے ہی خیالات جیل خانہ کی کوٹھڑی میں خود میرے دل میں کئی بار پیدا ہوتے رہے۔ لوگ ہمیں دیکھ کر کہا کرتے ہیں۔ یہ تو عادی مجرم ہیں۔ اور ہماری سزا کے لئے کوٹھڑی اور طرح طرح کی چیزیں تیار کرتے ہیں مگر سچ پوچھو

تو ہمارے لئے سب سے بڑی سزا خیالات کی تنہائی میں چھوڑ دینا ہے۔ اگر میری رائے کچھ وزن رکھتی ہو۔ تو میں یہ کہوں مجرموں سے مشقت لینے کی بجائے اگر انہیں اپنے واقعاتِ زندگی پر انظر ڈالنے کا موقعہ دیا جائے۔ اور پھر جب ایسے لوگ جیلخانہ سے نکلیں۔ تو انہیں دیانتداری کی روٹی کمانے کا کوئی کام پیش کیا جائے۔ تو سو میں ۹۰ آدمیوں کی اصلاح مشکل نہیں لیکن فرض کرو۔ اتنے آدمی اصلاح نہ حاصل کریں تو بھی کیا ہے۔ جتنے بدی کی راہ سے بچیں اتنے ہی سہی۔ مجرموں کی تعداد میں کچھ تو کمی ہو جائے۔ کیوں تمہاری کیا رائے ہے!"

مریض چور کہنے لگا۔ "ہم میں ان باتوں کو دل میں لانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ملڈا تم کس دھیان میں لگی ہو۔ تم کسی گرجا کا پادری تو نہیں اور نہ میرے پاس وعظ کرنے کو آیا ہے۔ دیکھو ملڈا احمق نہ بنو۔ اور آنکھیں پونچھ ڈالو۔ لاؤ وہ بوتل کہاں ہے۔ تم جانتی ہو شراب آن واحد میں سارے برے خیالات کو دل سے دور کرتی ہے اسی لئے ہم اسے بڑی مقدار میں پینے کے عادی ہو گئے ہیں۔"

ہمپلنٹ نے اس گلاس کو ختم کر کے جو ملڈا نے اس کے ہاتھ میں دیا تھا کہا "میں نے کئی بار سوچا ہے کہ موقعہ ملے تو امریکہ جا کر کسی غیر آباد جگہ میں سکونت کر لوں۔ اور وہاں نئے سرے سے زندگی شروع کروں۔ اب بھی اس کمبخت اولڈ ڈیتھ سے معقول رقم ہاتھ لگ گئی۔ تو میں اس تجویز پر ضرور عمل کروں گا۔ ہم دونوں میں... ملڈا عورت ہے اور عورت کسی گنتی میں نہیں ہوتی.. ہم دونوں میں اس بات کا پکا پردہ ہے کہ اگر چوری سے دست بردار کا موقعہ ملے۔ تو ہم آج اس کے لئے تیار ہیں۔ میں کئی بار سوچتا ہوں کہ عورتوں کی اصلاح کے لئے تو مردوں نے کئی انتظام کئے ہیں۔ مگر اپنے بھائی مردوں کی اصلاح کے لئے کوئی سبھا سوسائٹی قائم نہیں کی۔ قسم لے لو۔ کہ میں ایسی اصلاحی سوسائٹی میں پہنچنے والا سب سے پہلا شخص ہوں۔"

اس پر ملڈا آنکھیں پونچھ کر بڑے جوش سے کہنے لگی "کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ اگر تم اس کام کو چھوڑنا چاہو تو چھوڑ نہیں سکتے؟ ہوش! اگر تم محنت مزدوری کر کے بارہ پندرہ شلنگ ہفتہ وار کماؤ تو اس حال سے ضرور خوش رہو۔ ایسی باتیں جو تم نے آج کی ہیں میں نے اس سے پہلے کبھی تمہاری زبان سے نہیں سنیں۔"

"مگر ہم لوگوں کو بلا سفارش کام کون دیگا؟" جوش ہینڈلر نے زور سے کہا "تم کسی شریف

گھرانے میں برتن مانجھنے کی نوکری چاہو، وہ بھی سفارش کے بنا نہیں ملتی۔ یہ بڑی بدقسمتی ہو۔ وہ لوگ جو سب سے زیادہ ہماری حالت پر افسوس کرتے ہیں۔ وہی موقعہ پڑے تو سب سے کم ہمیں کام دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے" تم دی سیمنر نے کہا۔ "اور ٹلڈا اصل بات یہ ہے۔ کوئی ماں کے پیٹ سے برا پیدا نہیں ہوتا۔ حالات ہی انسان کو کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ کم از کم میرے معاملہ میں تو ایسا ہی ہوا تھا۔"

"وہ کونسے حالات تھے" جوشن پیڈلر نے پوچھا۔ وہ چونکہ ریٹ لیٹے تھک گیا تھا۔ اس سے اب گفتگو کو جاری رکھنے کا خواہشمند تھا۔

"ہاں وہ حالات تو بتاؤ۔ جن کا تم ذکر کرتے ہو" سٹیلڈا نے بھی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

تم کہنے لگا "داستان بہت لمبی ہے۔ ایسا نہ ہو تم سنتے سنتے اکتا جاؤ۔"

"نہیں نہیں۔ میں اسے شوق سے سنوں گا۔"

"اور میں بھی" سٹیلڈا کہنے لگی۔ "یہ جاننے کے لئے... کہ تم کس طرح..."

"میں کس طرح بدی کی راہ میں پڑا" سیمنر لقمہ دیکر کہنے لگا۔ "بیشک حالات نے ہی مجھے بدی پر ڈالا تھا۔ اور اس کا ثبوت تمہیں میری سرگزشت سے مل سکیگا۔"

یہ کہکر اس نے چند تمہیدی کلمات کے بعد اپنے واقعات زندگی کو اپنے طور پر بگڑے ہوئے لفظوں اور الجھے ہوئے پیرایہ میں بیان کرنا شروع کیا۔ مگر ہم چونکہ ناظرین کو اس کے تکلم کی پیچیدگیوں میں ڈالنا پسند نہیں کرتے۔ اس لئے حتی الامکان اسے صاف اور سادہ عبارت میں درج کرتے ہیں۔

سلسلۂ ثانی کی چھٹی جلد ختم ہوئی

جاید سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ [illegible] پرنٹر چھپا۔